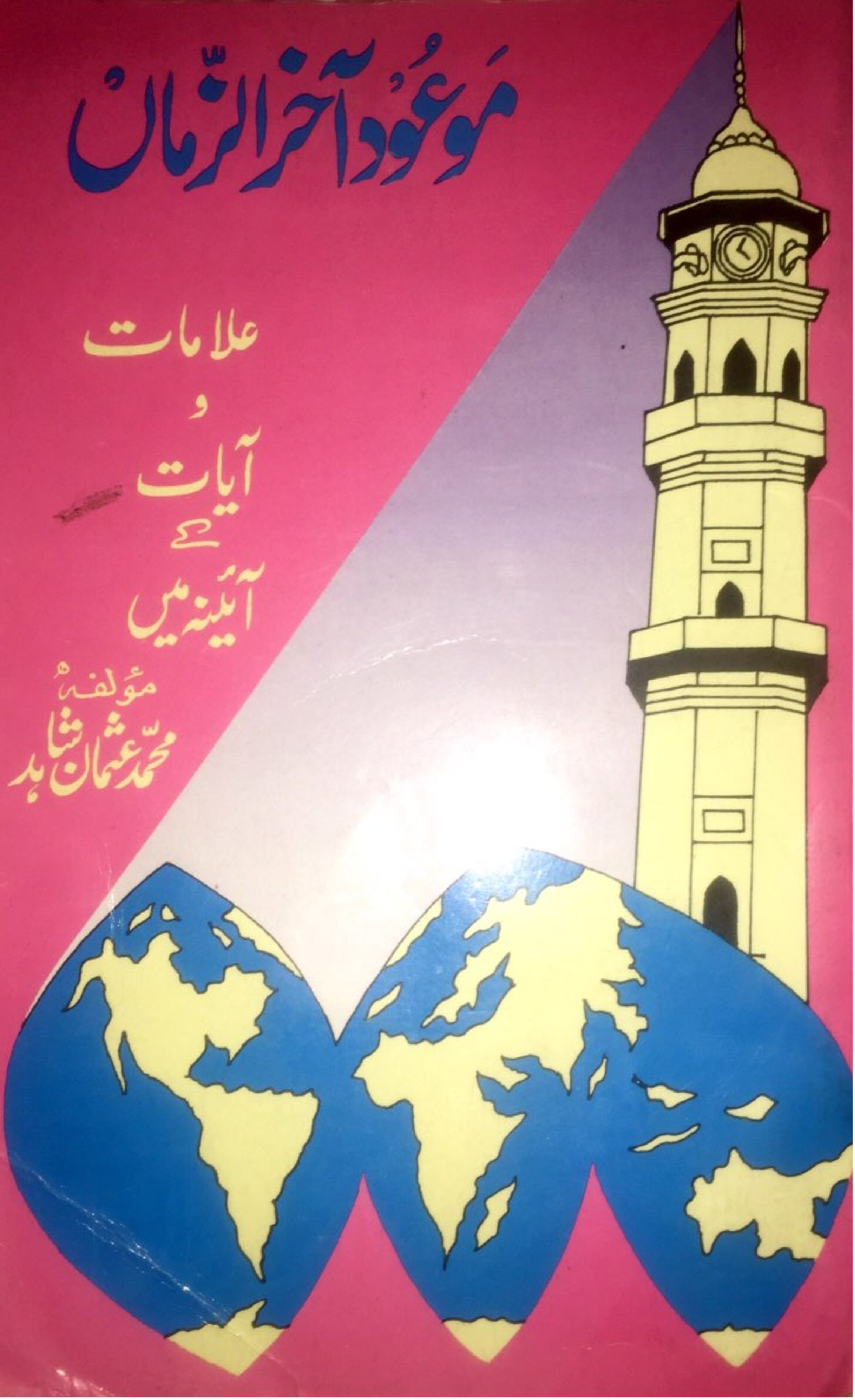
موعود آخر الزّماں

علامات
و
آیات
کے
آئینہ میں

مؤلفہ
محمد عثمان شاہد



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِرُ

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا ——— (الحدیث)

مَوعُودِ آخِرُالزَّمَان

علامات و آیات کے آئینہ میں

مؤلفہ

محمد عثمان شاہد

فاضل عربی، شاہد۔ مربی سلسلہ احمدیہ

انتساب

میں اپنی اس کتاب کو اپنے والد محترم جناب محمد صدیق صاحب سابق پرنسپل گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول موری منگر ضلع حیدرآباد، اپنی والدہ محترمہ امۃ الرشید صاحبہ نیز اپنی اہلیہ محترمہ فاخرہ عثمان صاحبہ کے نام منسوب کرتا ہوں۔ جن کی پُرخلوص دُعائیں اور مشورے میرے لئے ہمیشہ چراغِ راہِ منزل ثابت ہوئے۔

محمد عثمان شاہد

فہرست

Printed and Produced by:
SIDDIQUI ENTERPRISES, Karachi

دیباچہ

دُنیا کے تمام بڑے بڑے مذاہب آخری زمانہ میں تواتر کے ساتھ ایک موعود کی بعثت کی خبر دیتے آ رہے ہیں۔ اگرچہ مختلف مذاہب کی کتب میں اس موعود آخرالزمان کے مختلف نام بیان کئے گئے ہیں مگر تمام مذاہب کی پیشگوئیاں اس کی علامات، و نشانات نیز وقت و زمانہ کے بارے میں متفق نظر آتی ہیں۔

انیسویں صدی عیسوی کے آخر میں ان تمام مذاہب کے پیروکار اپنے مذاہب کی پیشگوئیوں سے نتیجہ نکال کر بڑی شدت اور بے قراری کے ساتھ موعود آخرالزمان کی بعثت کے منتظر تھے اور بڑی بے چینی اور وارفتگی کے ساتھ اس عظیم موعود کی آمد کی راہیں تک رہے تھے کہ عین انہی دنوں میں ہندوستان کی ایک گمنام بستی قادیان سے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ کیا کہ وہ "موعودِ منتظر" جس کی آمد کا ذکر مذاہبِ عالم کی پیشگوئیوں میں ملتا ہے، وہ مَیں ہی ہوں اور ہر مذہب اور ہر قوم کی آخری زمانے کے موعود کے متعلق پیشگوئیوں کا مَیں ہی مصداق ہوں۔ آپ کا یہ دعویٰ کرنا ہی تھا کہ ہر طرف سے مخالفت کے طوفان اٹھ کھڑے ہوئے۔ ظلم و ستم کی آندھیوں کے ساتھ آپ کا مقابلہ کیا گیا۔ تمسخر و استہزاء کے ذریعے لوگوں کو آپ کی طرف آنے سے روکنے کی کوششیں کی گئیں۔ جھوٹے مقدمات کے ذریعے آپ کو عدالتوں میں گھسیٹا گیا لیکن ہر قسم کی مخالفت کے باوجود آپ کا قدم ترقی کی طرف معجزانہ رنگ میں بڑھتا گیا اور آپ نے ببانگِ دُہل یہ اعلان فرمایا۔

"اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور بُرہان کی رُو سے سب پران کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دُنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے

گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان ؟ کیونکہ کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا......... میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۶۷-۶۶)

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں سے باذنِ الٰہی لگایا جانے والا یہ پودا آج ایک تناور درخت بن چکا ہے اور اس کی شاخیں دنیا کے کونے کونے تک پھیل چکی ہیں۔ اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ساتھ خدا کا یہ وعدہ بڑی شان سے پورا ہو رہا ہے کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

چونکہ امام الزماں کی شناخت ہر فردِ واحد کا فرض ہے اور اس کی اطاعت ہر شخص پہ واجب ہے۔ لہٰذا اگلے صفحات میں مختلف مذاہب میں موعودِ آخر الزماں کے متعلق بیان کردہ علامات و نشانات کا مختصر سا ذکر کریں گے اور اس بات کا جائزہ لیں گے کہ یہ علامات و آیات کس شان کے ساتھ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے وجودِ مبارک میں پوری ہوتی ہیں۔ تاکہ ہر پاک طینت اور صاف دل انسان اس سے فائدہ اٹھا کر اپنے وجود کو اس عظیم مامور، موعود اقوامِ عالم امام آخر الزماں کے قدموں میں ڈالتے ہوئے اس کی اطاعت کا جوا اپنی گردن میں ڈال کر رضائے باری تعالیٰ کو حاصل کر سکے۔ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

خاکسار

محمد عثمان شاہد

موعودِ آخر الزّماں کا مقام و مرتبہ

قبل اس کے کہ موعودِ آخر الزّماں کے ظہور کی علامات اور ان کے بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کے وجودِ مسعود میں پورا ہونے کا ذکر کیا جائے، ضروری معلوم ہوتا ہے کہ قرآن و احادیث اور بزرگانِ امت کے حوالوں سے اس عظیم موعود کے مقام و مرتبہ کا ذکر بھی کر دیا جائے تا کہ ایک قاری کو اس مضمون کی اہمیت کا صحیح اندازہ ہو سکے۔

موعود آخر الزماں آنحضورؐ کا ظلّ اور بروز ہو گا

قرآنِ کریم کی سورہ الجُمعۃ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دو بعثتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ ایک بعثتِ اُولیٰ جو اوّلین (یعنی امیّین) میں ہوئی اور ایک بعثتِ ثانیہ جو آخرین میں ہو گی، جیسا کہ فرمایا:

وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ

(الجُمعۃ: ۴)

ترجمہ: "ان (امیّین) کے سوا وہ اسے ایک دوسری قوم میں بھی بھیجے گا جو ابھی تک ان سے ملی نہیں۔"

جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہؓ نے آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جن میں آپ دوبارہ نازل ہوں گے تو آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمانؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

"لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِّنْ ھٰؤُلَاءِ"

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعۃ)

"یعنی اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی چلا گیا تو سلمان فارسیؓ کی قوم میں سے ایک یا ایک سے زیادہ لوگ اسے واپس لے آئیں گے۔"

اس حدیث میں آنحضورؐ نے یہ وضاحت فرمادی ہے کہ میری بعثتِ ثانیہ میرے ظاہری وجود کے ذریعے نہیں ہو گی بلکہ کوئی اور شخص جو خاندانِ فارس سے تعلق رکھتا ہوگا میری بعثتِ ثانیہ کا مظہر ہوگا اور وہ ایسے زمانے میں آئے گا جبکہ ایمان اس دُنیا سے بالکل مفقود ہو جائے گا اور چونکہ امام مہدیؑ کا زمانہ احادیث میں بالکل یہی بیان کیا گیا ہے کہ اس کے زمانے میں ظلم وجور سے دُنیا بھر چکی ہو گی۔ ہر طرف فساد و شرارت کا دَور دَورہ ہو گا لہٰذا اس حدیث میں دوسرے لفظوں میں امام مہدیؑ کی بعثت کو ہی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت قرار دیا گیا ہے۔

(ii) اسی طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"الانبیاء اخوۃ لعلّات اُمّھاتھم شتّی و دینھم واحد وانّی اولی النّاس بعیسیٰ ابن مریم لانّہ لم یکن بینی و بینہ نبیٌّ وانّہٗ نازل فاذا رأیتموہُ فاعرفوہُ۔"

(کنز العمال جلد نمبر ۱۴ صد ۳۳۶)

ترجمہ: "انبیاء آپس میں علاتی بھائی ہوتے ہیں۔ اگرچہ ان کی مائیں جُدا جُدا ہوتی ہیں اور میں لوگوں میں سے عیسیٰ ابنِ مریم کے سب سے زیادہ مشابہ ہوں میرے اور انکے درمیان کوئی نبی نہیں۔ وہ یقیناً نازل ہونگے جب تم اسے دیکھ لو تو اس کی معرفت حاصل کر لو۔"

(iii) امام مہدیؑ کا ذکر کرتے ہوئے آنحضورؐ فرماتے ہیں:

"یخرج رجل من اھل بیتی یواطئُ اسمه اسمی وخُلقُهٗ خُلقِی فیملؤھا عدلاً وقسطاً کما مُلِئَتْ ظلماً وَجُوْرًا"

(کنز العمال جلد ۱۴ صفحہ ۲۶۳ المطبعۃ العربیۃ حلب)

ترجمہ: "میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص ظاہر ہوگا جس کا نام میرا نام یعنی اس کے اخلاق میرے اخلاق ہوں گے۔ وہ دنیا کو عدل و انصاف سے ایسے بھر دے گا جیسا کہ وہ اس سے پہلے ظلم و جور سے بھر گئی ہوگی۔"

(۱۷): حضرت امام عبدالرزاق قاشانیؒ فرماتے ہیں:

"المھدیّ الّذی یجیٔ فی آخر الزّمان فانّہٗ یکون فی الاحکام الشرعیہ تابعاً لمحمّدٍ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم وفی المعارف والعلوم والحقیقۃ تکون جمیع الانبیاء والاولیاء تابعین لہٗ کلّھم...... لانّ باطنہ باطن محمّدٍ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم"

(شرح فصوص الحکم از عبدالرزاق قاشانیؒ صفحہ ۵۲ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: "آخری زمانے میں آنے والا امام مہدیؑ احکامِ شریعت میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوگا اور علوم و معارف اور حقیقت میں باقی تمام انبیاء اور اولیاء امام مہدیؑ کے تابع ہوں گے کیونکہ مہدیؑ کا باطن آنحضورؐ کا باطن ہے"

(۱۸): ملّا جامیؒ فرماتے ہیں:

"فمشکوٰۃ خاتم الانبیاء ھی الولایۃ الخاصۃ المحمّدیّۃ وھی بعینھا مشکوٰۃ خاتم الاولیاء لانّہٗ قائم بمظہریتھا۔"

(شرح فصوص الحکم ہندی صفحہ ۶۹)

ترجمہ: آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مشکوٰۃِ باطن ہی دراصل ولایتِ خاصہ محمّدی ہے اور وہی بعینہٖ مشکوٰۃ خاتم الاولیاء (یعنی امام مہدیؑ) ہے کیونکہ وہ (یعنی امام مہدی) آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہی کامل مظہر ہیں۔

(۷/۱) حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ مجدّدِ صدی دوازدہم فرماتے ہیں:-

"حقّ لہٗ ان ینعکس فیہ انوار سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلّم ویزعم العامّۃ انّہ اذا نزل الی الارض کان واحداً من الامّۃ کلّا بل ھو شرح للاسم الجامع المحمّدیّ وَنُسْخَۃٌ مُنْتَسِخَۃٌ منہ فَشَتَّانَ بینہٗ وبین احدٍ من الامّۃِ۔"

(الخیر الکثیر صفحہ ۷۲ مطبوعہ بجنور)

ترجمہ: امّتِ محمّدیہ میں نازل ہونے والے مسیح موعود کا یہ حق ہے کہ اس کے وجود میں آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے انوار کا انعکاس ہو۔ عام لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ جب وہ زمین پر نازل ہوں گے تو امّت کے ایک عام فرد کی حیثیّت سے آئیں گے لیکن ایسا ھرگز نہیں ہے بلکہ وہ تو

اسم جامع محمدی کی کامل تشریح اور آپ ہی کا دوسرا نسخہ (یعنی کامل عکس) ہوگا۔ پس کہاں اس کا مرتبہ اور کہاں ایک عام امتی۔

(xiii): قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:

"اھم اور اعظم امور میں اگر حضورؐ کی ذاتِ اقدس سے کسی کو کمال اشتراک و تناسب ثابت ہوتا ہے تو حضرت عیسیٰؑ کی ذاتِ مقدس کو۔"

(تعلیماتِ اسلام اور مسیحی اقوام صفحہ ۱۴۱ نفیس اکیڈمی کراچی)

اسی طرح لکھتے ہیں:

"صاف واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسوی کو بارگاہِ محمدی سے خُلقاً وخَلقاً رُتباً و مقاماً ایسی ہی مناسبت ہے جیسی کہ ایک چیز کے دو شریکوں میں یا باپ بیٹوں میں ہونی چاہیئے۔" (ایضاً صفحہ ۱۲۹)

موعود آخرالزماں نبی ہوگا:

قرآن و احادیث و روایات اور اقوالِ بزرگانِ امت سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں آنے والا مہدیِ آخرالزماں نبوت کے مقام پر فائز کیا جائے گا۔ اس کے ذکر میں اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتا ہے:

وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ

(المرسلات: ۱۲)

ترجمہ: اور جب سب رسول اپنے وقت مقررہ پر لائے جائیں گے۔

اب ظاہر ہے کہ گزشتہ انبیاءؑ وفات پا چکے ہیں اور جو فوت ہو جائے وہ دوبارہ دُنیا میں نہیں آسکتا۔ لہٰذا اس آیت سے مراد ایک ایسا وجود ہے جسے مختلف انبیاء کے نام دیئے جائیں گے۔

(ii) صحیح مسلم کی حدیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ ابنِ مریم کے لئے چار مرتبہ "نبی اللہ" کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔
جیسا کہ فرمایا!

یُحصرُ نبیّ اللّٰہ و اَصحابُہٗ.......
فَیَرغَبُ نبیّ اللّٰہ عِیسیٰ واَصحابُہٗ.......
ثُمّ یَھبطُ نبیّ اللّٰہ عیسیٰ وَاَصحابُہٗ.......
فَیَرغبُ نبیّ اللّٰہ عیسیٰ و اَصحابُہٗ اِلی اللّٰہ
(مُسلم کتاب الفِتن)

ترجمہ: اور خدا کے نبی (حضرت مسیحؑ) اور آپ کے ساتھی روکے جائیں گے۔
.... پھر عیسیٰ نبی اللہ اور آپ کے ساتھی دُعا کریں گے۔
...... پھر عیسیٰ نبی اللہ اور آپ کے ساتھی پہاڑ سے نیچے اُتریں گے۔
..... پھر عیسیٰ نبی اللہ اور آپ کے ساتھی خدا تعالیٰ سے دُعا کریں گے۔

(iii): آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

انّی اَولی النّاس لعیسیٰ ابن مریم لانّہٗ لم یکن بینی وبینہ نبیّ و انّہٗ نازلٌ
(کنز العمال جلد ۱۴ صفحہ ۳۳۶)

ترجمہ: میں عیسیٰ ابنِ مریم سے لوگوں میں سب سے زیادہ قریب ہوں کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں اور وہ ضرور نازل ہوں گے۔
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طرزِ تکلم واضح طور پر بتا رہا ہے کہ آنے والا موعود مسیح ضرور نبی ہو گا۔

(iv): ایک حدیث میں آنحضورؐ فرماتے ہیں۔

يكون في هٰذه الامّة خليفة لا يفضل عليه أبوبكر وعمر۔

(مصنّف ابن ابی شیبۃ جلد ۱۵ صفحہ ۱۹۸)

ترجمہ: اس امّت میں ایک ایسا خلیفہ بھی پیدا ہوگا جس پر ابوبکر اور عمر کو بھی فضیلت حاصل نہ ہوگی (یعنی وہ ابوبکر اور عمر سے افضل ہوگا)۔

ایک دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

أبوبكر افضل هٰذه الأُمّة الّا أن يكون نبيٌّ۔

(کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق صفحہ ۴)

ترجمہ: ابوبکر اس امّت کے افضل ترین شخص ہوں گے سوائے اس کے کہ کوئی نبی آ جائے۔ (یعنی اگر کوئی نبی آیا تو پھر وہ افضل ہوگا)

دونوں حدیثوں کو ملانے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ چونکہ ایک ایسا خلیفہ بھی آنے والا ہے جو ابوبکر اور عمر سے افضل ہوگا۔ تو ثابت ہوا کہ وہ یقیناً نبی ہوگا۔

آنیوالا موعود تمام انبیاء کا بروز ہوگا

قرآن کریم اور احادیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ موعود آخر الزماں نہ صرف نبی ہوگا بلکہ وہ تمام انبیاء کا بروز اور ظلّ ہوگا۔ اور وہ حامل صفاتِ جمیع انبیاء ہوگا۔ اسے تمام انبیاء کے نام دیئے جائیں گے اور اس کی آمد و بعثت تمام انبیاء کی آمد و بعثت قرار پائے گی اور اس کے حق میں انبیاء گذشتہ کی پیشگوئیاں پوری ہوں گی۔

چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

واذا الرُّسُل اُقِّتَتْ

(المرسلت : ١٢)

یعنی آخری زمانے میں آنے والے موعود کے ذریعہ تمام انبیاءً کی آمد کی یاد تازہ ہو جائے گی ۔

بحار الانوار میں حضرت ابو عبداللہ سے روایت ہے :

وَاللّٰہِ من لّدن ادم فھلّوجرًّا فلو یبعث اللہ نَبِیًّا وَلا رسُولًا اِلّا ردّ جَمِیْعھم اِلَی الدّنیا ۔

(بحار الانوار جلد ١٣ صفحہ ٢١)

ترجمہ : اللہ کی قسم آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک جتنے بھی نبی اور رسول گذرے ہیں زمانہ مہدی میں وہ دوبارہ دنیا میں لائے جائیں گے ۔

لیکن چونکہ نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہے کہ کوئی فوت شدہ شخص دُنیا میں دوبارہ زندہ کر کے نہیں بھیجا جاتا لہذا ثابت ہوا کہ ان انبیاء کے دوبارہ آنے سے مُراد انکے کسی ظلّ اور بروز کی آمد و بعثت ہے ۔

چنانچہ بحار الانوار کی مندرجہ ذیل روایت میں اسی مفہوم کو بیان کیا گیا ہے ۔

ظھورہٗ بمنزلۃ ظھور الجمیع

(بحار الانوار جلد ٥١ صفحہ ٥٢

کتابفروشی اسلامیہ ۔ تہران، ایران

یعنی : اس کا ظہور تمام انبیاء کا ظہور کہلائے گا ۔

اسی طرح آنحضورؐ فرماتے ہیں

المھدی ..... یأتی بذخیرۃ الانبیاء

بحار الانوار جلد ٥١ صفحہ ٧٢

مطبوعہ کتابفروشی اسلامیہ تہران ۔ ایران

ترجمہ : مہدی اپنے ساتھ انبیاء کا ذخیرہ لائے گا۔

حضرت ابو عبداللہ سے مروی ہے کہ :

اِنّ القائم اذا خرج ...... فیقول یا آیّھا النّاس أنا اَولیٰ النّاس بآدم یا ایّھا النّاس أنا اَولیٰ النّاسِ بابراھیم یا آیّھا النّاس أنا اَولیٰ النّاس بمحمّدٍ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم

ترجمہ : جب امام مہدی ظاہر ہوں گے تو وہ کہیں گے اے لوگو ! میں لوگوں میں سے سب سے زیادہ آدمؑ کے قریب ہوں اے لوگو! میں سب سے زیادہ ابراھیم کے قریب ہوں اے لوگو! سنو کہ میں سب سے زیادہ آنحضورؐ کے قریب ہوں ۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت امام باقر علیہ السّلام نے فرمایا کہ مہدی یہ اِعلان فرمادیں گے ۔

یا معشر الخلائق الا ومن اراد ان ینظر الیٰ ابراھیم واسمٰعیل فھا آنا ذا ابراھیم و اسمٰعیل۔ الا ومن اَراد ان ینظر الیٰ موسیٰ ویوشع فھا آنا ذا موسیٰ ویوشع الا ومن اَراد ان ینظر اِلیٰ عیسیٰ وشمعون فھا انا ذا عیسیٰ وشمعون الا ومن اراد ان ینظر الیٰ محمّد و امیر المؤمِنین (صلوٰت اللّٰہ عَلیہ) فھا انا ذا محمّد صلّی اللّٰہ عَلیہِ وَسلّم و امیر المؤمنین ۔

(بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۲۰۲ مطبوعہ ایران)

ترجمہ: اے لوگو! جو شخص ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کو دیکھنا چاہے تو وہ مجھے دیکھ لے کہ میں وہی ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ ہوں۔ جو شخص موسیٰؑ اور یوشعؑ کو دیکھنا چاہے تو وہ سُنے کہ میں وہی موسیٰؑ اور یُوشعؑ ہوں۔ تم میں سے جو شخص عیسیٰؑ اور شمعونؑ کو دیکھنا چاہے تو میں وہی عیسیٰ اور شمعون ہوں اور تم میں سے جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المؤمنین کو دیکھنا چاہے تو میں محمدؐ اور امیر المؤمنین ہوں۔

ایک اور روایت میں حضرت ابو عبداللہ فرماتے ہیں۔

انّ اللہ عزّوجلّ أبیٰ الّا ان یجری فیہ سنن الانبیاء۔ (بحار الانوار جلد ۵۱ صفحہ ۱۴۲ مطبوعہ کتابفروشی اسلامیہ تہران۔ ایران)

یعنی اللہ تعالیٰ امام مہدی کے وجود میں تمام انبیاء کی سنّتوں کو جاری فرمائے گا۔

حضرت مسیح موعود

بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا دعویٰ

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ ہی نہیں رکھا بلکہ ابتداء سے نہتا تک جسقدر انبیاء علیہم السّلام کے نام تھے وہ سب میرے نام رکھ دیئے

ہیں۔ چنانچہ براہینِ احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام آدم رکھا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اردت ان استخلف فخلقتُ آدم...... اسی طرح...... خدا تعالیٰ نے میرا نام نُوح بھی رکھا ہے...... میرا نام ابراھیم بھی رکھا ہے جیسا کہ فرمایا سلامٌ علیک یا ابراھیم...... میرا نام یوسف بھی رکھا گیا ہے۔۔۔ اسی طرح خدا نے میرا نام داؤد بھی رکھا...... خدا تعالیٰ نے میرا نام سلیمان بھی رکھا...... ایسا ہی براہینِ احمدیہ کے حصص سابقہ میں خدا تعالیٰ نے میرا نام احمد اور محمدؐ بھی رکھا...... اور بعد اس کے میری نسبت..... یہ بھی فرمایا جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنی رسولِ خدا تمام گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے پیرائیوں میں۔ اس وحیٔ الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ آدم سے لے کر اخیر تک جس قدر انبیاء علیہم السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے دُنیا میں آئے ہیں۔ خواہ وہ اسرائیلی ہیں یا غیر اسرائیلی ان سب کے خاص واقعات یا خاص صفات میں سے اس عاجز کو حصّہ دیا گیا ہے اور ایک بھی نبی ایسا نہیں گذرا جس کے خواص یا واقعات میں سے اس عاجز کو حصّہ نہیں دیا گیا ہر ایک نبی کی فطرت کا نقش میری فطرت میں ہے...... اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راستباز مقدّس نبی گذر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں سو وہ میں ہوں۔"

(براہینِ احمدیہ حصّہ پنجم روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۱۲-۱۱۸)

"میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراھیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار
اک شجر ہوں جس کو داؤدی صفت کے پھل لگے
میں ہُوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار
پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا رُوئے صلیب
گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار"

(براہینِ احمدیہ حصّہ پنجم روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۳۳)

امام مہدی کی بیعت ضروری ہے:

جیسا کہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ موعود آخر الزّمان مقام نبوّت پر سرفراز ہوگا۔ لہٰذا قرآنِ کریم کی رُو سے اس کی بیعت کرنا اور اس پر ایمان لانا فرض اور ضروری ہے کیونکہ قرآنِ کریم کی رُو سے صرف ایک نبی کا انکار تمام نبیوں کا انکار کہلاتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

"لا نفرّق بین احدٍ من رسلہٖ"

یعنی ایمان لانے کے لحاظ سے ہم کسی بھی رسول میں فرق نہیں کرتے۔

اسی طرح آنحضور صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں۔

عن ثوبانؓ قال اذا رأیتم الرایات السود خرجت من قبل خراسان فاتوھا ولو حبوًا فانّ فیھا خلیفۃ اللّٰہ المھدی ھٰذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ

(مستدرک حاکم جلد ۴ صفحہ ۵۰۲)

ترجمہ: ثوبانؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضورؐ نے فرمایا جب تم خراسان (مشرق) کی طرف سے سیاہ جھنڈے دیکھو تو وہاں پہنچو کیونکہ ان کے درمیان اللّٰہ کا خلیفہ مہدی ہوگا

یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔ اگرچہ انہوں نے اسے اپنی کتب میں بیان نہیں کیا۔

حضرت امام جعفر الصّادقؒ سے روایت ہے کہ:

"من أقرّ بجمیع الائمّۃ علیھم السّلام وجحد المَھدی کمن أقرّ بجمیع الانبیاء وجحدَ

محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم"

(بحار الانوار جلد ۵۱ صفحہ ۱۵۳ مطبوعہ ایران)

ترجمہ : جو شخص تمام ائمۃ علیہم السلام کا تو اقرار کرے لیکن مہدی کا انکار کرے تو اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ وہ تمام انبیاء پر تو ایمان لائے مگر آنحضورؐ کی نبوت سے انکار کردے۔

ایک اور حدیث میں آنحضورؐ فرماتے ہیں۔

"من أنكر خروج المهدى فقد أنكر بما أنزل على محمدؐ"

ینابیع المودۃ الباب الثامن والسبعون از علامہ شیخ سلیمان بن شیخ ابراہیم متوفی ۱۲۹۴ھ)

ترجمہ : جس شخص نے امام مہدی کی بعثت کا انکار کیا تو گویا اس نے ان تمام باتوں اور احکام کا انکار کیا جو محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا۔

آنحضورؐ نے امام مہدی کی اتباع کو ذریعۂ نجات اور اس کے انکار کو ذریعۂ ہلاکت قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا :

"لاتقوم الساعة حتى يقوم القائم...... ومن تبعهٗ نجا ومن تخلف عنه هلك"

(بحار الانوار جلد ۵۱ صفحہ ۶۵ مطبوعہ ایران)

"یعنی" قیامت سے قبل امام مہدی ضرور آئیں گے جو شخص ان کی پیروی کرے گا نجات پا جائے گا اور جو پیچھے ہٹ رہے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔

اسی طرح آنحضورؐ نے امام مہدی کی تکذیب کو "کفر" قرار دیا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"من کذّب بالمھدی فقد کفر"

(الفتاوی الحدیثیہ صفحہ ۳۷ مطبوعہ ۱۳۹۰ھ
مکتبہ و مطبع المصطفیٰ البابی الحلبی مصر)

ترجمہ: جس نے امام مہدی کی تکذیب کی تو یقیناً اس نے کفر اختیار کر لیا۔

بحار الانوار میں آنحضورؐ کی ایک حدیث بایں الفاظ بیان ہوئی ہے۔

یقیم الناس علی ملّتی وشریعتی و یدعوھم الی کتاب اللہ عزّ وجلّ من أطاعہٗ أطاعنی ومن عصاہٗ عصانی ومن أنکرہٗ...... فقد أنکرنی ومن کذّبہٗ فقد کذّبنی ومن صدّقہٗ فقد صدّقنی۔ الی اللہ أشکو المکذّبین لی فی امرہ والجاحدین لقولی فی شأنہ و المضلّین لامّتی عن طریقتہ"

(بحار الانوار جلد ۵۱ صفحہ ۷۳ مطبوعہ ایران)

ترجمہ: آنحضورؐ نے فرمایا کہ امام مہدی لوگوں کو میرے دین اور میری شریعت پر قائم کرے گا اور وہ انہیں اللہ عزّ وجل کی کتاب کی طرف بلائے گا۔ جو شخص اس کی اطاعت کرے گا تو گویا اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی، جس نے اس کا انکار کیا، اس نے میرا انکار کیا۔ جس نے اس کی تکذیب کی اور جھٹلایا اس نے گویا مجھے جھٹلایا اور جس نے اس کی تصدیق کی اس نے میری تصدیق کی۔ اس (مہدی) کے بارے میں میری باتوں کو جھٹلانے والوں اور اس کی شان میں میری بات کا انکار کرنے والوں اور میری امّت کو اس (مہدی) کے رستے سے دُور کرنے والوں کے متعلق میں دربارِ الٰہی میں فریاد کرونگا۔

آنحضورؐ کی ایک اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں :

"یخرج المھدی وعلی رأسه غمامةٌ ومعه منادٍ ینادی ھذا المھدی خلیفة الله فاتّبعوہُ"

(الفتاوی الحدیثیة صـ۳۷ واقتراب السّاعة صـ۶۵)

یعنی "امام مہدی کے سر پر (نصرتِ الٰہی کے) بادل ہوں گے جن سے آواز آئے گی یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے پس اس کی اطاعت کرو۔"

مسیح و مہدی ایک ہی شخصیت کے دو نام

احادیث میں جہاں آخری زمانہ میں مہدی موعود کے آنے کی خبر دی گئی ہے وہاں حضرت مسیحؑ کے نزول کی بھی پیشگوئی فرمائی گئی ہے۔ اس وجہ سے مسلمانوں میں یہ خیال عام ہو گیا ہے کہ یہ دو الگ الگ وجود ہیں نہ کہ ایک ہی وجود۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ احادیث و روایات کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد انسان اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ یہ دو الگ الگ وجود نہیں بلکہ ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں جو اس کی مختلف صفات کی بناء پر ایک وجود کو عطا کئے گئے ہیں۔

چنانچہ ذیل میں سنّی و شیعہ ہر دو مسلک کی کتب سے مختصراً وہ دلائل لکھے جاتے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح و مہدی ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔

۱: قرآنِ کریم و احادیثِ نبویہ اور اقوالِ بزرگانِ امّت سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح ابنِ مریم وفات پا چکے ہیں اور آسمان پہ زندہ موجود نہیں اور قرآنِ کریم سے یہ بھی ثابت ہے کہ مُردے دوبارہ دُنیا میں نہیں آیا کرتے لہٰذا حضرت مسیح اصالتاً جسم سمیت دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتے۔ بلکہ مسیح کے نزول سے مراد ایسے شخص کی آمد ہوگی جو حضرت مسیح ابنِ مریم کی خُو پہ آئے گا اور آپ کی صفات کا حامل ہوگا۔

۲: آنحضورؐ نے واضح طور پہ فرما دیا ہے:

لا المھدیّ الّا عیسیٰ ابن مریم

(سننِ ابنِ ماجہ کتاب الفتن)

یعنی مسیح و مہدی ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔

کتاب حلیۃ الاولیاء میں یہ حدیث بایں الفاظ بیان ہوئی ہے۔

لا مھدی الّا عیسیٰ ابن مریم علیھما السّلام

(حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء از حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ جلد ۹ صفحہ ۱۶۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

۳: مسند احمد بن حنبل کی حدیث میں جہاں آنحضورؐ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کے نزول کی خبر دی ہے۔ وہاں اس کی ایک صفت " اماماً مھدیاً " بتائی ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔

"یوشک من عاش منکم أن یلقی عیسیٰ ابن مریم اماماً مھدیاً حکماً عدلاً فیکسر

ترجمہ: "یعنی قریب ہے کہ تم میں سے جو زندہ رہے وہ عیسیٰ ابنِ مریم سے ملاقات کا شرف حاصل کرے جو کہ امام مہدی ہوں گے اور حکم و عدل کی حیثیت سے آئیں گے۔ وہ صلیب توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔"

۴: الفتاویٰ الحدیثیۃ کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"قد ورد فی حدیثٍ عند ابی بکر الاسکافی أنّہٗ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قال مَن کذّب بالدّجال فقد کفر ومن کذّب بالمھدی فقد کفر"

(الفتاویٰ الحدیثیۃ ص۳۷ مطبوعہ ۱۳۹۰ھ)
(مکتبہ ومطبعۃ المصطفٰی البابی الحلبی)

یعنی "ابو بکر الاسکافی کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا کہ جس نے خروجِ دجّال کی پیشگوئی کو جھٹلایا اس نے بھی کفر کیا اور جس نے امام مہدی کی بعثت سے انکار کیا وہ بھی کفر کا مرتکب ہوا۔"

اس روایت میں دجّال اور مہدی کا ذکر تو موجود ہے لیکن مسیح ابنِ مریم جسے احادیث قاتلِ دجّال قرار دے رہی ہیں۔ اس کا ذکر موجود نہیں۔ یہ واضح اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ مسیح اور مہدی دراصل ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔

۵: احادیث میں جو کام مسیح موعود کے بیان ہوئے ہیں۔ وہی کام مہدی کی نسبت بھی بیان کئے گئے ہیں چنانچہ بعض صفات کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

(۱) احادیث میں مسیح موعود کی ایک علامت "کسرِ صلیب" بیان ہوئی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے:

"یوشک من عاش منکم ان یلقی عیسیٰ ابن مریم

"...... فیکسر الصلیب"

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱)

لیکن ایک دوسری روایت میں امام مہدی کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے جیسا کہ لکھا ہے۔

"المھدیّ یکسر الصّلیب"

کہ مہدی صلیب کو توڑے گا

(المعجم الصغیر بحوالہ من ھوالمہدی صفحہ ۶۲)

(ii): بہت سی احادیث میں مسیح ابنِ مریم کو "قاتل دجّال" بتایا گیا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے :

"یقتل ابن مریم الدّجال"

(کنز العمال جلد ۱۴ صفحہ ۳۳۵)

(المطبعۃ العربیۃ حلب)

لیکن ایک دوسری روایت میں "قاتل دجّال" مہدی کو قرار دیا گیا ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

"والمھدیّ الّذی یقتل الدّجال"

(معجم احادیث الامام المہدی صفحہ ۲۰۰)

یعنی "مہدی وہ ہے جو دجّال کو قتل کرے گا"۔

(iii) احادیث میں "مسیح موعود" کو "حکمًا عدلًا" اور "اِمامًا مقسطًا" یعنی انصاف سے فیصلہ کرنے والے امام کا خطاب دیا گیا ہے۔ جیسا کہ آنحضورؐ فرماتے ہیں :

"یکون عیسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام فی امّتی حکمًا عدلًا و امامًا مقسطًا"

(مختصر تذکرۃ قرطبی صفحہ ۱۶۵)

ترجمہ: "میری امّت میں عیسیٰ علیہ السّلام عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے والے امام ہوں گے۔"

یہی صفت آنے والے "امام مہدی" کی بھی بتائی گئی ہے۔ چنانچہ آنحضورؐ فرماتے ہیں:

"یخرج رجلٌ من أهل بیتی یواطئُ اسمُهٗ اسمی وخلقه خلقی فیملؤها عدلًا و قسطًا کما ملئت ظلمًا وجورًا"

(کنز العمال جلد ١٤ صفحہ ٢٧٣ المطبعۃ العربیۃ، حلب)

ترجمہ: "میرے اہلِ بیت میں سے میرے نام اور میرے اخلاق کا حامل ایک شخص پیدا ہوگا جو زمین کو عدل و انصاف سے ویسے ہی بھر دے گا جس طرح وہ اس سے پہلے ظلم و جور سے بھر گئی تھی۔"

نوٹ: بعض لوگ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السّلام پر اعتراض کرتے ہیں کہ مہدی کے ذریعے تمام دنیا کا عدل و انصاف سے بھر جانا ضروری تھا۔ جب کہ دُنیا اب بھی آپ کے بعد بھی ظلم و ناانصافی سے بھری پڑی ہے۔ اس اعتراض کا جواب مذکورہ بالا حدیث میں ہی موجود ہے۔ آنحضورؐ فرماتے ہیں کہ مہدی کے ذریعے جو عدل و انصاف سے دُنیا کو بھر دیا جائے گا۔ وہ کام یکدفعہ اور یکبارگی نہیں ہوگا بلکہ تدریجاً ہوگا کیونکہ روایت کے الفاظ ہیں "کما ملئت ظلمًا وجورًا" کہ وہ زمین کو عدل و انصاف سے ویسے ہی بھر دے گا۔ جس طرح کہ وہ اس سے قبل ظلم و جور سے بھر گئی تھی اور یہ ظاہر ہے کہ زمین کے ظلم و جور سے بھر جانے کا واقعہ دفعۃً و اچانک نہیں ہوا تھا بلکہ تدریجاً وقوع میں آیا تھا۔

(١١): کسی بھی مامور اور نبی کی برکات سے حصّہ لینے کے لئے اس پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے۔ پس مہدی کی جماعت اور دوسرے لوگوں کا موازنہ کر کے دیکھ لیں "عدل و انصاف" سے زمین کو بھرنے کی علامت آپکو واضح طور پر جماعتِ احمدیہ میں نظر آئے گی۔

۶ ـــ ۵ کی شق نمبر (iii) میں مندرجہ مختصر تذکرہ قرطبی کی روایت سے واضح طور پر پتا چلتا ہے کہ جس "عیسیٰ" کے آنے کی خبر دی گئی ہے۔ وہ آنحضورؐ کی امت کا ہی ایک فرد ہے۔ پس پہلا مسیح ابنِ مریم نہیں آسکتا۔ بخاری شریف کی حدیث

کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم

نیز مسلم شریف کی حدیث کے الفاظ فامکم منکم بھی مسیح موعود کو آنحضورؐ کی امت کا ہی ایک فرد بتاتے ہیں۔

۷ ـــ "مصنف ابن ابی شیبہ" میں حضرت مجاہد کی ایک روایت میں ہے۔

"المهدی عیسیٰ ابن مریم أخرجه نعیم فی الفتن"

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۵ صفحہ ۱۹۸)

یعنی مہدی موعود عیسیٰ ابن مریم ہی ہیں اس روایت کو نعیم نے کتاب الفتن میں بیان کیا ہے۔

۸ ـــ آنحضورؐ نے حضرت مسیح ابنِ مریم کے متعلق فرمایا:

"أنا أولى الناس بعیسیٰ ابن مریم"

(کنز العمال جلد ۱۴ صفحہ ۳۳۶)

یعنی "میں سب سے زیادہ قریب عیسیٰ ابنِ مریم کے ہوں"

اور پھر مہدی کے متعلق فرمایا:

"أشبه الناس بی خَلقًا وخُلقا"

(بحار الانوار جلد ۵۱ صفحہ ۷۲ مطبوعہ ایران)

یعنی "جسمانی اور اخلاقی لحاظ سے سب سے زیادہ میرے قریب مہدی ہیں"۔

پس اگر مسیح و مہدی کو الگ الگ وجود مانیں تو پھر ان احادیث میں تضاد ٹھہرتا ہے۔

۹ ــــ حضرت علیؓ امام مہدی کے ضمن میں فرماتے ہیں:

"ینادی مناد من السماء انّ الحق فی آل محمّدٍ ..... ثمّ ینادی منادٍ ...... انّ الحق فی ولد عیسٰی وذالک نخوۃ من الشیطان"

(معجم احادیث الامام المہدی جلد ۳ صـ ۳۷)

یعنی "(امام مہدی کے لئے) ایک آسمان سے منادی کرنے والا یہ اعلان کرے گا کہ (اصلاح و تجدید دین) کا حق اب آلِ محمّد سے وابستہ ہے جبکہ ایک اور منادی یہ اعلان کرے گا کہ یہ حق عیسٰیؑ کی قوم کو حاصل ہے اور یہی بات شیطانی ہوگی"

اس حدیث نے یہ بات بھی واضح کردی کہ اب قیامت تک اصلاح و تجدید کا حق صرف اور صرف امّتِ محمّدیہ کو حاصل ہے اور جو شخص اسے عیسٰی کی امّت سے منسوب کرے وہ شیطانی تکبّر سے حصّہ لینے والا ہے۔

دیکھیں کہ یہ پیشگوئی کس شان سے پوری ہوئی کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ببانگِ دُہل یہ اعلان فرما رہے ہیں۔ عیسٰی ابنِ مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے۔ اب وہ دوبارہ زمین پر نہیں آئیں گے بلکہ اصلاحِ امّت و تجدیدِ دین کے لئے اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے امّتِ محمّدیہ کے ہی ایک فرد کا انتخاب کیا ہے۔ اس کے برعکس مخالفینِ احمدیّت یہ اعلان کر رہے ہیں کہ موسوی امّت میں پیدا ہونے والے "مسیح ابنِ مریم" دوبارہ آئیں گے اور اصلاحِ امّت کا فریضہ انجام دیں گے۔

۱۰ ــــ "کتاب النجم الثاقب" میں "شرح دیوان" کے حوالہ سے درج ہے۔

"در شرح دیوان از بعضے نقل کردہ کہ روحِ عیسٰی در مہدی بروز کند ونزولِ عیسٰی عبارت از ایں بروز است ومطابق اینست حدیث لامہدی الّا عیسٰی ابنِ مریم"

(النجم الثاقب صـ ۱۱۹ مطبوعہ کتابفروشی جعفری۔ مشہد)

یعنی: "شرحِ دیوان میں بعض بزرگان کی یہ رائے درج کی گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ کی روح حضرت مہدی میں بروز کرے گی اور نزولِ عیسیٰ سے مراد دراصل ان کا بروز ہے اور یہ آنحضورؐ کی اس حدیث کے مطابق ہے جس میں آپ نے فرمایا:

"لا مھدی الّا عیسیٰ ابن مریم"

۱۱۔ چھٹی صدی ہجری کے دہلی کے نواح میں پیدا ہونے والے بزرگ حضرت نعمت اللہ ولیؒ فرماتے ہیں:

مہدیٔ وقت و عیسیٰؑ دوراں
ہر دو راشہسوارے بینم

یعنی "وہ آنے والا جس کا نام "احمد" ہوگا وہ مہدیٔ وقت بھی ہوگا اور مسیح الزّماں بھی۔"

۱۲۔ "الصّراط السوّی" میں لکھا ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا:

"مہدی سب سے زیادہ خلق و خُلق و سیما و ہیئت میں عیسیٰ ابنِ مریم سے مشابہ ہے۔"

(الصّراط السوّی فی احوال المہدی صفحہ ۲۰۴)

"پس چونکہ مہدی خلق و خُلق میں عیسیٰ سے مشابہ ہے۔ اسی لئے اسے عیسیٰ کا نام بھی دیا گیا ہے۔"

۱۳۔ "الصّراط السوّی" کے صفحہ ۴۷ پر امام مہدی کے ناموں کی فہرست میں ۱۳۳ پر مہدی کا ایک نام "مسیح الزّماں" بھی درج کیا گیا ہے۔

زمانۂ ظہور و بعثت

قرآنِ کریم کے مطالعہ، احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں اور بزرگانِ امت کی پیش خبریوں سے واضح ہوتا ہے کہ امام مہدی کے ظہور و بعثت کا زمانہ تیرھویں صدی کے اواخر یا چودھویں صدی کے شروع سے ہرگز تجاوز نہیں کرے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتا ہے۔

"یُدَبِّرُ الامرَ من السّماءِ الی الارضِ ثمّ یعرجُ فیه فی یومٍ کان مقدارهٗ الفَ سنةٍ ممّا تعدّون" (السجدۃ آیت ۶)

یعنی" اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین کی طرف اپنے حکم و امر کی تدبیر کرتا ہے پھر وہ امرِ تدبیر یعنی (دینِ حق) آسمان کی طرف چڑھ جائے گا۔ جس کی مقدار ایک دن ہوگی اور تمہارے اندازے کے مطابق وہ دن ایک ہزار سال کا ہوگا۔"

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائے اسلام کی ابتدائی تین صدیوں کو "خیر القرون" یعنی بہترین صدیاں قرار دیا ہے۔ گویا آسمان سے زمین کی طرف "تدبیرِ امر" تین صدیوں میں ظہور میں آئی اور پھر ایک ہزار سال کی مدت میں وہ دوبارہ آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور تیرہ صدیوں کے بعد مکمل طور پر اس دنیا سے اس کی حقیقت اٹھ گئی۔ ایسے زمانہ کے متعلق آنحضور ؐ نے فرمایا کہ :

لو کان الایمان معلّقا بالثریّا لنالهٗ رجل

او رجال من فارس"

کہ جب آسمانِ ثریّا پر ایمان جا کے معلق ہو جائے گا اور زمین اس کی
برکات سے محروم نظر آئے گی تو ایک فارسی الاصل شخص اسے دوبارہ
دنیا میں واپس لے آئے گا۔"

اب ظاہر ہے کہ قرآن و حدیث کے مطابق تیرہ صدیوں کے بعد ایمان کو اس دنیا سے رخصت ہو جانا تھا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اس ایمان کو ثریّا سے واپس لانے والے شخص نے "چودھویں" صدی میں مبعوث ہونا تھا۔

ایک دوسری حدیث میں آنحضورؐ فرماتے ہیں :

"الآیات بعد المائتین"

(سنن ابنِ ماجہ کتاب الفتن)

یعنی "دو صدیوں کے گزرنے کے بعد نشانات کا ظہور شروع ہو گا۔"

اِس حدیث کی تشریح میں حضرت ملّا علی القاریؒ فرماتے ہیں۔

"ویحتمل ان یکون اللام فی المائتین بعد الالف
وھو وقت ظھور المھدی"

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح
جلد ۵ صـ۱۸۵)

یعنی "ممکن ہے کہ المائتین پر آنے والا "الف لام" ایک ہزار سال کے بعد کی دو صدیوں کی طرف اشارہ ہو اور اسی وقت یعنی ۱۲۰۰ سال کے بعد ظہورِ مہدی ہو گا۔"

اب واضح ہے کہ بارہ صدیوں کے بعد علاماتِ مہدی ظاہر ہونا شروع ہوں گی اور پھر تیرھویں صدی کے آخر میں چودھویں صدی کے مجدّد یعنی امام مہدی

کا ظہور ہوگا۔

۳۔ آنحضورؐ فرماتے ہیں:

"اذا مضت الف و مائتان و اربعون سنة یبعث الله المھدی"

(النجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

یعنی "جب بارہ سو چالیس سال گذر جائیں گے تو اس کے بعد امام مہدی مبعوث ہوں گے۔"

۴۔ بارہویں صدی کے مجدد حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے فرمایا:

"علمنی ربی جل جلالہ ان القیامة قد اقتربت والمھدی تھیأ للخروج"

(تفہیمات الٰہیہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۳)

یعنی "میرے رب نے مجھے خبر دی ہے کہ قیامت کا وقت قریب آگیا ہے۔ اور مہدی ظاہر ہونے کے لئے تیار ہیں۔"

۵۔ حضرت حافظ برخوردار ساکن چٹی شیخاں ضلع سیالکوٹ نے اپنی کتاب "انواع" کے باب "نزول عیسیٰ" میں لکھا ہے

پچھے اک ہزار دے گذرن ترے سو سال
حضرت مہدی ظاہر ہوسی کرسی عدل کمال

۶۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے لکھا۔

"بعد بارہ سو ہجری کے حضرت مہدی کا انتظار چاہیئے اور شروع صدی میں حضرت کی پیدائش ہے۔"

(اربعین فی احوال المہدیین مطبوعہ مصری گنج کلکتہ صفحہ ۱۴ حاشیہ)

یعنی تیرہویں صدی کے اوائل میں پیدائش ہو گی اور آخر صدی یعنی
چودھویں صدی کے سر پر بعثت ہو گی۔

۷۔ تیرھویں صدی کے مجدد نائیجیریا و مغربی افریقہ حضرت عثمان ڈان فودیو نے بھی امام مہدی کا ظہور اپنے سے اگلی یعنی چودھویں صدی میں بتایا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

"شیخ اور آپ کے متبعین کا عقیدہ تھا کہ وہ (شیخ عثمان ابن فودی) آخری مجدد ہیں لہٰذا امام مہدی کی آمد اب بہت قریب ہے۔"

(دی کیمبرج ہسٹری آف افریقہ جلد ۵ صفحہ ۱۳۴)

حضرت شیخ ابن فودی رح تیرھویں صدی کے مجدد تھے لہٰذا ان کے بقول اگلی صدی میں امام مہدی کا ظاہر ہونا ضروری تھا۔

اسی طرح ابن فودی کے بیٹے محمد بیلو نے لکھا ہے۔

"وأخبرتھو بما بشرھو بہ من قرب ظھور المھدی"

یعنی حضرت عثمان ابن فودی رح نے جو ظہور امام مہدی کے قرب کی بشارت دی تھی۔ اس سے میں نے لوگوں کو آگاہ کیا۔

(انفاق المیسور از محمد بیلو صفحہ ۲۹۶)

۸۔ صاحب حدیث الغاشیہ نے لکھا ہے:

"اب چودھویں صدی آگئی ہے۔ چھ ماہ گذر گئے ہیں۔ اس صدی کا یہ پہلا سال ہے۔ دیکھئے کون سے طاق سال میں تشریف لاتے ہیں۔ بعض اہل تنجیم کہتے ہیں۔ اس کے سال ہفتم میں ظہور کریں گے خدا یونہی کرے ......
ان کا آنا عیسیٰ کا اوترنا ہمارا ایمان ہے۔"

(حدیث الغاشیہ صفحہ ۳۵)

۹۔ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی اپنی تصنیف (السیف المسلول) میں

فرماتے ہیں۔
"علمائے ظاہر و باطن کا ظن و تخمین یہ ہے کہ تیرھویں صدی ہجری کے اوائل میں ان کا ظہور ہو گا۔"

چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کی پیدائش تیرھویں صدی میں ہوئی اور پھر اس صدی کے آخر میں آپ نے مامور ہونے کا دعویٰ فرمایا۔

۱۰۔ بائبل کی کتاب "دانی ایل" میں لکھا ہے۔
"اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائے گی...... ایک ہزار دوسو نوّے دن ہوں گے۔" (دانی ایل باب ۱۲ آیت ۱۱)

یعنی آنحضور کی بعثت کے ذریعے جب سوختنی قربانی موقوف کر دی جائے گی تو ۱۲۹۰ دن ہوں گے اور حزقیل...... کے مطابق خدا کی کتابوں میں دنوں سے مراد سال ہوتی ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضورؐ کے زمانے سے یعنی ہجری سال ۱۲۹۰ھ میں مسیح کی آمد ہو گی۔ چنانچہ عین ۱۲۹۰ھ میں حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ خدا تعالیٰ سے شرفِ مکالمہ و مخاطبہ پا چکے تھے۔

۱۱۔ مشہور عیسائی عالم جے۔ بی۔ ڈمبل لکھتے ہیں۔
"میں کامل یقین سے کہتا ہوں کہ نیا دَور (مسیح کی آمد ثانی کا دور) ایسٹر ۱۸۹۸ء سے شروع ہو گا اور مجھے اس بات پر ایسا یقین ہے جیسا کہ اس بات پر کہ کل عین سورج کے سر پر ہونے کے وقت گھڑی پر دن کے بارہ بجے ہوں گے۔"
(The Appointed Time P. 65
By J.B.Dimble - second edition London

۱۲۔ ترجمان وہابیہ میں لکھا ہے:
"اب مدت دو ماہ کی تیرھویں صدی کو باقی ہے پھر ۱۳۰۱ھ اور ۱۸۸۴ء سے چودھویں صدی شروع ہو گی اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام و ظہورِ مہدی و خروجِ دجال اوّل صدی میں ہو گا۔" (ترجمانِ وہابیہ صفحہ ۱۴۲-۱۴۱)

حدیث مجدّدین

ہمارے سیّد و مولا حضرت محمّد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی امّت میں افراد امّت کی اصلاح اور تجدید دین و احیاء سنّت کے لئے اپنے بعد ہر صدی کے سر پر مجدّدین کی بعثت کی بھی پیشگوئی فرمائی تھی۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔

عَن أبی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اِنّ اللہ یبعث لھذہ الامّۃ علی رأس کلّ مائۃ سنۃٍ من یجدّد لھا دینھا"

(سنن ابی داؤد کتاب الملاحم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امّت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسے لوگوں کو مبعوث کرتا رہے گا جو امّت کے لئے دین کی تجدید کا فریضہ انجام دیں گے"۔

اس حدیث کی سند کے متعلّق لکھا ہے:

"وقد اتّفق الحفاظ علی تصحیح ھذا الحدیث منھم الحاکم فی المستدرک والبیھقی فی المدخل وممّن نصّ علی صحّتہ من المتاخرین الحافظ ابن حجر"

(حجج الکرامۃ صفحہ ۱۳۳)

یعنی حفاظِ حدیث کو اس حدیث کی صحت پر پورا اتفاق ہے۔ ان میں حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے "المدخل" میں اس کی صحت کا ذکر کیا ہے۔ متاخرین میں سے جن لوگوں نے اس حدیث کی صحت کو ثابت کیا ہے۔ ان میں حافظ ابن حجر کا نام شامل ہے۔"

نہ صرف روایتاً بلکہ عملاً اور فعلاً بھی یہ حدیث اپنی صحت ثابت کر چکی ہے جبکہ تیرہ صدیوں میں متواتر ایسے لوگ مبعوث ہوتے رہے جو تجدیدِ دین کا فریضہ انجام دیتے رہے اور ان کی مجددیت و بعثت کو باقاعدہ تسلیم کیا گیا ہے۔ ان تیرہ صدیوں کی فہرستیں بھی شائع کی گئی ہیں۔ چنانچہ "حجج الکرامہ" میں نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھی ہر صدی میں آنے والے مجددین کی فہرست شائع کی ہے۔

خدا تعالیٰ کی مسلسل تیرہ صدیوں تک اس فعلی شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرور چودھویں صدی میں بھی کسی مجدد کو آنا تھا اور واقعات و حالات اور ضرورتِ زمانہ بھی پہلی صدیوں کی نسبت زیادہ زور شور سے کسی مجدد کی بعثت کا مطالبہ کر رہی تھیں چنانچہ صاحبِ "حجج الکرامہ" جناب نواب صدیق حسن خان نے لکھا:

"بر ہر تقدیر ظہورِ مہدی بر سرِ صد آئندہ احتمال قوی دارد"
(حجج الکرامہ صفحہ ۳۹۵)

"یعنی ظہورِ مہدی اگلی صدی یعنی (چودھویں) میں احتمالِ قوی رکھتا ہے۔"
لیکن چودھویں صدی میں سوائے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے کسی اور شخص نے مجددِ دین ہونے کا دعویٰ نہیں کیا لہٰذا دعویٰ کرنے والے کی صداقت اور سچائی کو تسلیم کرنا پڑتا ہے ورنہ آنحضورؐ کی حدیث سے انکار لازم آتا ہے۔

موعودِ آخر الزّماں کا علاقہ، وطن اور مقام

آخری زمانے میں آنے والے موعود کے علاقہ، وطن اور بستی کے متعلق بھی مختلف مذاہب میں بڑی وضاحت و صراحت سے پیشگوئیاں ملتی ہیں۔ ان میں سے چند پیشگوئیوں کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

آنے والا موعود مشرق سے ظاہر ہوگا

بائبل اور احادیث میں آنے والے موعود کا ظہور مشرقی علاقہ سے قرار دیا گیا ہے چنانچہ بائبل میں لکھا ہے:

"جیسے بجلی پورب (مشرق) سے کوند کر پچھم تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابنِ آدم کا آنا ہوگا۔"

(متی باب ۲۷ آیت ۲۴)

آنحضورؐ نے بھی موعودِ آخر الزّمان کی بعثت کا علاقہ "مشرق" ہی بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا:

یعنی "عیسیٰ ابنِ مریم ایک سفید منارہ کے پاس دمشق سے مشرق کی جانب نازل ہوں گے۔"

اسی حدیث کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ فرماتے ہیں:

ے از کلمۂ منارۂ مشرقی عجب مدار
چوں خود ز مشرق است تجلّی نیرّم

یعنی "روایات میں جو مشرقی منارہ کا ذکر ہے تو اس سے تعجب میں نہ پڑو، کہ میرے آفتاب کی تجلّی بھی مشرق سے ہی ہوئی ہے۔"

ایک اور حدیث میں آنحضورؐ فرماتے ہیں:"

یخرج النّاس من المشرق فیوطئون المھدی سلطانہ

(سنن ابنِ ماجہ کتاب الفتن)

یعنی کچھ لوگ مشرق سے نکلیں گے اور مہدی کی بادشاہت کے لئے جگہ تیار کریں گے۔"

اسی طرح تیرھویں صدی ہجری کے مجدّد نائیجیریا و مغربی افریقہ حضرت عثمان ڈان فودیو ؒ نے بھی آنے والے مہدی کا مقام مشرق ہی بتایا ہے۔

(الفاق المیسور صہ از محمد بیلو)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے بخوبی واضح ہے کہ مہدی کا علاقہ اور اس کے ظہور کا وطن دمشق اور یروشلم کے مشرق میں ہوگا۔

حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ اس علامت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ایسی جگہ اس موعود کا ظہور ہوگا جو دمشق سے شرق کی طرف واقع ہوگی اور بموجب تحقیق جغرافیہ کے وہ قادیان ہے کیونکہ دمشق سے اگر ایک خط مستقیم مشرق کی طرف کھینچا جائے تو ٹھیک ٹھیک مشرق کی طرف اس کی وہ نقطہ ہے۔ جہاں لاہور ہے جو صدر مقام پنجاب کا ہے

اور قادیان لاہور کے مضافات میں سے ہے کیونکہ دائرہ پنجاب کا مرکز حکومت قدیم سے لاہور ہی ہے اور قادیان لاہور سے قریباً ستر میل کے فاصلہ پر ہے۔"

(ایام الصلح روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۷۶)

مہدی ہندوستان میں ظاہر ہوگا:

احادیثِ نبویہ میں بڑی صراحت کے ساتھ "امام مہدی" کے ظہور کا وطن "ہندوستان" بتایا گیا ہے چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔

"عصابة تغزوا الهند وهى تكون مع المهدى اسمه أحمد۔"

(النجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۱۴۲-۱۴۱ حاشیہ)

یعنی ایک جماعت ہندوستان میں جہاد کرے گی اور وہ مہدی کے ساتھ ہوگی جس کا نام احمد ہوگا۔"

اسی مضمون کی ایک حدیث "سنن نسائی باب غزوۃ الہند" میں بھی موجود ہے۔

آنحضور ؐ کی بیان کردہ اس علامت کے مطابق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ملک ہندوستان میں مبعوث ہوئے اور پیشگوئی کے مطابق آپ کا نام بھی "احمد" رکھا گیا۔

تحصیل بٹالہ اور موعود آخر الزمان کا ظہور

سکھ مذہب میں آنے والے موعود کے مقامِ ظہور کا ذکر ان الفاظ میں ملتا ہے۔

"تاں مردانے پچھیا گورو جی بھگت کبیر جیہا کوئی ہور وی ہوئیا اے۔ سری

گورو نانک جی آکھیا مردانیاں اک جٹیٹا ہوسی پر اساں توں پچھے سو برس توں بعد ہوسی۔ پھر مردانے پچھیا جی کیہڑے تھائیں اتے کیہڑے ملک وچ ہوسی تاں گورو کہیا مردانیاں وٹالے دے پرگنے وچ ہوسی۔"
(جنم ساکھی بھائی بالا والی وڈی ساکھی ص۲۵۱
مفید عام پریس لاہور)

یعنی جب حضرت بابا نانک کے ایک مرید نے آنے والے موعود کے مقام و وطن کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ "وٹالے کے پرگنے" یعنی تحصیل بٹالہ میں آئے گا۔
چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کا ظہور قادیان کی بستی سے ہوا جو تحصیل بٹالہ میں واقع ہے۔

کدعہ یا قدون بستی سے ظہور

احادیثِ نبویہ میں امام مہدی کی بستی کا نام "کدعہ" بتایا گیا ہے جبکہ ہندو مذہب کی کتب میں موعود آخر الزمان کی بستی کو "قدون" نام سے ظاہر کیا گیا ہے۔ آنحضورؐ کی حدیثِ مبارکہ کے متعلق لکھا ہے:

"در اربعین آمدہ است کہ خروج مہدی از قریہ کدعہ باشد قال النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم یخرج المھدی من قریۃ یقال لھا کدعۃ"

(جواہر الاسرار قلمی از شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطوسی)

ترجمہ: "اربعین میں لکھا ہے کہ مہدی کا ظہور کدعہ بستی سے ہوگا جیسا کہ آنحضورؐ نے فرمایا ہے۔ مہدی ایک ایسی بستی سے ظاہر ہوگا جس کا نام "کدعہ"

ہو گا۔

بحار الانوار میں بھی اس مضمون کی روایت موجود ہے البتہ وہاں "کدعہ" کی بجائے "کرعہ" کا لفظ ہے جو کہ سہوِ کاتب معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح ہندوؤں کی کتاب "اتھروید" میں یوں لکھا ہے :

"قَدونُ اُوْ اَسِیّہ اَکِرتَمُراَنْدَرَسِیہ اَستِیٔ
چوُنْسِیوُ"

(اتھر وید سوکت ۹۷ منتر ۳)

ترجمہ: "اس رشی کے بہادری دکھانے کا مقام "قدون" ہی بتایا گیا ہے۔"

کدعہ ، قدون اور قادیان کے الفاظ میں دراصل کوئی اختلاف نہیں۔ کیونکہ مختلف زبانوں میں الفاظ کی شکل عموماً بدل جایا کرتی ہے اور یہ بات ہر ایک کو مسلّم ہے۔ مثلاً اردو میں "یسوع" کہتے جبکہ انگریزی میں "Jesus"، اُردو میں کہتے ہیں "امریکہ" اور انگریزی میں "America" وغیرہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ایک ہم عصر بزرگ خواجہ غلام فرید صاحب آف چاچڑاں شریف حضرت مسیح موعود کے قادیان سے ظہور کو حضرت مسیح موعود بانی سلسلۂ احمدیہ کی صداقت کا نشان قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

مرزا صاحب بر مہدویت خود بسیار علامات بیان کردہ مگر از نمایاں دو علامات کہ در کتاب خود درج ساختہ بیان نمودہ است برتر و بدرجہ غایت بر دعویٰ مہدویت او گواہ اند یکے ایں کہ گفتہ کہ در حدیث شریف آمدہ است کہ قال النّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ......

يخرج المهدى من قرية يقال لها كدعه
ويصدّقه الله تعالىٰ ويجمع أصحابه من
أقصى البلاد على عدّة أهل بدر بثلاث

مائةٍ وثلاثة عشر رجلاً معه صحيفة مختومة (ای مطبوعة) فیھا عدد اصحابه بأسماءھو وبلادھو وخلالھو یعنی فرمودند نبی صلی اللہ علیہ وسلم بروں آید مہدی از دہی کہ گفتہ شد اورا کدعہ کہ کدعۃ دراصل معرّب کادیان است .... الخ"

(اشارات فریدی حصّہ سوم صنئ)

یعنی "حضرت مرزا صاحب نے اپنی مہدویت پر بے شمار علامات بیان کی ہیں لیکن ان میں سے دو تو غایت درجہ آپ کے دعویٰ مہدیت کی مصدّق ہیں۔ ایک ان میں سے یہ کہ آنحضرت ؐ نے فرمایا ہے کہ مہدی کدعۃ بستی سے ظاہر ہوگا اور اللہ تعالیٰ دُور دراز کے علاقوں سے اسکے گرد ایسے اصحاب کو اکٹھے کر دے گا جن کی تعداد ۳۱۳ ہوگی اور ان کے نام مع پتہ جات و صفات اس کے (مہدی کے) پاس چھپی ہوئی کتاب میں موجود ہوں گے آنحضورؐ نے جو لفظ "کدعۃ" استعمال فرمایا ہے یہ دراصل "کادیان" کا ہی معرّب (یعنی عربی لہجہ) ہے۔"

حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ فرماتے ہیں :"

پیشگوئی میں کدعۃ کا لفظ بھی ہے جو صریح قادیان کے نام کی جانب اشارہ ہے۔ پس تمام مضمون اس حدیث کا یہ ہے کہ وہ مہدیٔ موعود قادیان میں پیدا ہوگا...... سو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ بات میرے اختیار میں تو نہیں تھی کہ میں ان کتابوں میں جو اس زمانے سے ہزار برس پہلے دنیا میں شائع ہو چکی ہیں، اپنے گاؤں "قادیان" کا نام لکھ دیتا..... بلکہ یہ تمام اسباب خود خدا تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں تاکہ وہ اپنے رسولِ کریمؐ کی پیشگوئی کو پورا کرے۔"

(ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۲۹)

موعود آخرالزماں کا نام و حسب نامہ

آنحضورؐ نے دیگر علامات کے ساتھ ساتھ موعود آخرالزماں کے نام اور اس کے حسب ونسب اور خاندان کی بھی پیشگوئی فرمادی ہے۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"یُخرج رجلٌ من أهل بیتي یواطئ اسمهٗ اسمي وخلقهٗ خلقي"

(کنز العمال جلد ۱۴ صفحہ ۲۶۳ المطبعة العربیہ حلب)

"میرے اہل بیت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام میرا نام اور جس کے اخلاق وصفات میرے اخلاق وصفات ہوں گے۔"

پھر اپنے ایک فارسی النسل صحابی حضرت سلمان فارسیؓ کے متعلق فرمایا۔ "سلمانُ منّا أهل البیت"

ترجمہ: "سلمان فارسی میرے اہل بیت میں سے ہے۔"

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابوالحسن الثالثؓ نے فرمایا!

"لا یحلّ ذکرہٗ باسمه حتّی یخرج"

(بحار الانوار جلد ۵۱ صفحہ ۳۲ بیروت)

یعنی "اس کے ظہور سے قبل اس کے نام کا ذکر مناسب نہیں۔"

اِس سے ثابت ہوا کہ باوجود اس کے کہ "مہدی" آنحضور کا نام پائے گا، کی روایات موجود تھیں پھر بھی ان روایات کو ظاہری معنوں پر قطعیت سے محمول کرنا بزرگانِ سلف نے مناسب نہیں سمجھا کیونکہ پیشگوئیوں میں استعارات وتشبیہات موجود ہوتی ہیں اور چونکہ

آنحضورؐ کے دو نام بہت مشہور ہیں یعنی "مُحَمَّد" اور "اَحْمَد" معلوم وہ امام کس نام کا حامل ہو۔ لہٰذا احتیاط کے طور پر ان لوگوں نے قطعیت کے ساتھ "یواطئ اسمہٗ اسمی" سے کوئی نتیجہ نہیں نکالا۔

حضرت علیؓ نے بھی امام کے ظہور کے وقت اس کے نام کے متعلق لوگوں کے اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"لہٗ اسمان: اسمٌ یخفی و اسمٌ یعلن فاما الّذی یُخْفٰی فأَحْمَد وَ اَمّا الّذی یُعْلَن فمُحَمَّد"

(بحار الانوار جلد ۵۱ صفحہ ۳۵ بیروت)

یعنی "مہدی کے دو نام ہوں گے ایک کو مخفی رکھا جائے گا اور ایک کا اعلان کیا جائے گا جو نام چھپایا جائے گا۔ وہ "اَحْمَد" ہے اور جو ظاہر کیا جائے گا وہ "مُحَمَّد" ہے۔"

اس روایت میں بھی ایک مخفی پیشگوئی ہے کہ "امام مہدی" کا نام چونکہ "احمد" ہوگا تو مخالفین کی طرف سے اعتراض ہوگا کہ امام مہدی کا نام تو "مُحَمَّد" ہونا چاہیئے تھا۔ حالانکہ دونوں نام آنحضرتؐ کے ہی نام ہیں اور امام مہدی ان میں سے کسی ایک کا بھی حامل ہو سکتا ہے۔

بعض دوسری روایات میں بڑی وضاحت سے امام مہدی کا نام "احمد" بتایا گیا ہے چنانچہ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضورؐ کو مہدی کا ذکر فرماتے ہوئے سُنا۔ آپ نے فرمایا:

"اِسْمُہٗ اَحْمَد وعبد اللہ والمہدی"

(بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۴۲ مطبوعہ ایران)

یعنی "اس کا نام احمد، عبداللہ اور مہدی ہوگا۔"

آنحضورؐ کی ایک اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"عصابة تغزو الهند وهی تکون مع المهدی اسمهٗ احمد۔"

(النجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۴۲-۱۴۱)

یعنی "ایک گروہ جو ہندوستان میں جہاد کرے گا وہ امام مہدی کے ساتھ ہوگا جس کا نام "احمد" ہوگا۔"

شیعہ حضرات کی کتاب "الصّراط السّوی" میں مہدی کے بے شمار ناموں کا تذکرہ کیا گیا ہے ان ناموں کے ذکر میں لکھا ہے:

"پہلا نام حضرت کا احمد ہے"

(الصّراط السّوی صفحہ ۴۴)

چھٹی صدی ہجری کے مشہور بزرگ حضرت نعمت اللہ ولیؒ نے بھی "مہدیؑ" کا نام "احمد" بتایا ہے چنانچہ وہ اپنے ایک فارسی قصیدہ میں فرماتے ہیں۔

"اح م د مے خوانم
نام آں نامدار مے بینم"

یعنی "آنے والے موعود مہدی کا نام میں "احمد" پڑھتا اور دیکھتا ہوں۔"

ہندو مذہب کی مشہور کتاب "اتھروید" میں بھی موعود آخر الزّماں کا نام "احمد" بتایا گیا ہے۔

احمدھی پِتُشپری میدھام رِتسیہ جگرابھ
اَھَم سُوریہ اِو اَجنِی"

(اتھروید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۱۵ منتر ۱)

یعنی "احمد ہی فی الحقیقت عقل کے ساتھ اپنے روحانی باپ کی لائی ہوئی صداقت کو پکڑے گا اور کہے گا۔ اے لوگو اس صداقت کے باعث میں تم میں سورج جیسا پیدا ہوا ہوں۔"

ایک دوسری روایت میں "موعود مہدی" کا مرکب نام بتایا گیا ہے جیسا کہ فرمایا" وَھُوَ ذُو الاِسمَین"۔

(بحار الانوار جلد ۵۱ صفحہ ۳۱ - بیروت)

ایک نام کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ بہت سی روایات قطعیت کے ساتھ اس کا نام " احمد" بتا رہی ہیں۔ دوسرے نام کے متعلق لکھا ہے۔

"اِذا سارت الرّکبات ببیعۃ الغلام"

یعنی "جب قافلے "غلام" کی بیعت کے لئے نکل کھڑے ہوں گے"

پھر لکھا ہے" الغلام ای القائمؑ " کہ "غلام" سے مراد امام مہدی ہیں "

(بحار الانوار جلد ۵۱ صفحہ ۳۹)

پس ثابت ہوا کہ امام مہدی کا نام "غلام احمد" ہو گا۔

ایک روایت کی وضاحت

ایک روایت میں مہدی کے باپ کا نام آنحضورؐ کا نام بتایا گیا ہے۔ اس کے متعلق محدّثین کہتے ہیں کہ یہ الفاظ حدیث کے نہیں بلکہ بعد میں بطور "اضافہ" شامل کر لئے گئے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ محمدؐ بن عبداللہ جو سادات بنی ہاشم میں سے تھے اور نفس زکیہ کے نام سے مشہور تھے" کے والد نے لوگوں میں اس کے مہدی ہونے کی تشہیر کی اور یہ روایت لوگوں کو سناتے تھے حالانکہ امامیہ کے نزدیک یہ روایت درست نہیں۔

تاریخ "الفخری" میں لکھا ہے:

واثبت ابوہ ھٰذا فی نفوس طوائف من النّاس وکان یروی انّ الرّسول صلوات اللّٰہ علیہ و سلامہ قال: لو بقی من الدّنیا یوم لطوّل اللّٰہ ذٰلک الیوم حتی یبعث فیہ مھدینا او قائمنا

اسمہٗ کاسمی واسم أبیہ کاسم أبی) فأمّا الامامیہ فیروون ھذا الحدیث خالیاً من "واسم أبیہ کاسم أبی":

(الفخری فی الآداب السلطانیۃ والدول الاسلامیۃ صفحہ ۳۰۰)

اسی روایت کی وضاحت میں "اربعین فی احوال المھدیین" میں لکھا ہے:

۱: حضرت کے ماں باپ کا نام ہونا کسی کے ماں باپ کا، اس میں کچھ خوبی معلوم نہیں ہوتی ہے۔ اس واسطے کہ حضرت کے ماں باپ کا اسلام بھی صحیح حدیثوں سے ثابت نہیں شاید راوی کو اس مقام میں دھوکا ہوا ہے حضرت نے اپنے ماں باپ کے حال سے تشبیہ دیا ہو تو عجب نہیں کہ جیسے حضرت کے طفولیت میں حضرت کے والد نے انتقال کیا اور ربّ العالمین نے بغیر واسطے کسی کے، حضرت کی تربیت اور تعلیم آپ فرمائی۔ یہی حال شاید حضرت مہدی کا ہو' یہ بات قرینہ کی لکھتا ہوں، کوئی دلیل ظاہر اس پہ نہیں۔"

(اربعین فی احوال المہدیین حاشیہ صفحہ ۱۵ مطبوعہ مصری گنج پریس کلکتہ ۱۲۶۸ھ)

ایک لطیف نکتہ:

اوپر لکھا جا چکا ہے کہ "اسم أبیہ کاسم ابی" کے الفاظ روایت اصل حدیث کے نہیں بلکہ "اضافہ" ہے اور اہلِ تشیع اس روایت کو تسلیم نہیں کرتے البتہ اس کے برعکس شیعہ روایات میں ایک روایت ملتی ہے کہ آنحضور ؐ نے فرمایا:

"اسم أبیہ اسم وصیّ" کہ اس کے باپ کا نام حضرت علیؓ کا نام ہوگا۔ حضرت علیؓ کا ایک نام "مرتضیٰ" ہے اور اس طرح یہ پیشگوئی حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کے حق میں پوری

ہوئی کہ آپ کو آنحضورؐ کا نام یعنی "احمد" عطا کیا گیا۔ ذوالاسمین ہونے کی پیشگوئی کے مطابق آپ کا نام "غلام احمد" رکھا گیا اور پھر آپ نے "غلام مرتضیٰ" نامی شخص کے گھر جنم لیا اور اس طرح " اسم ابیہ اسم وصیّی " کی پیشگوئی کا مصداق ٹھہرے۔

امام مہدی فارسی الاصل ہوگا :

آنحضورؐ نے "مہدی موعود" کو فارسی الاصل قرار دیا ہے جیسا کہ حدیث ہے۔

لو کان الایمان معلّقًا بالثّریا لنالہ رجل او رجال من فارس "

(بخاری کتاب التفسیر سُورۃ الجمعۃ)

یعنی " اگر ایمان ثریّا ستارے پر بھی چلا گیا تو فارسی الاصل لوگوں میں سے ایک یا زیادہ لوگ اسے واپس زمین پر لے آئیں گے "

چنانچہ آنحضورؐ کی اس پیشگوئی کے مطابق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فارسی [illegible] سے مبعوث ہوئے۔ جیسا کہ آپ کے متعلق مولوی محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں۔

" مؤلف براہین احمدیہ قریشی نہیں فارسی الاصل [illegible]

(اشاعۃ السنّۃ جلد ۷ صفحہ [illegible])

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ خود فرماتے ہیں :

" [illegible] عاجز کا خاندان دراصل فارسی ہے نہ مغلیہ [illegible] معلوم کس غلطی سے مغلیہ خاندان کے ساتھ مشہور ہو گیا "

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ حاشیہ صفحہ [illegible])

چینی الاصل ہوگا :

حضرت ابنِ عربیؒ نے موعود آخر الزماں کے متعلق لکھا ہے :

"یکون مولدہٗ بالصین"
(فصوص الحکم صفحہ ۳۶ مترجم مطبوعہ مطبع احمدی کانپور ۱۳۰۸ھ)

یعنی وہ چینی الاصل ہوگا۔
حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ فرماتے ہیں :
"اس (چینی الاصل۔ ناقل) سے مطلب یہ ہے کہ اس کے خاندان میں ترک کا خون ملا ہوگا..... کیونکہ اگرچہ یہ سچ وہی ہے کہ جو خدا نے فرمایا کہ یہ خاندان فارسی الاصل ہے مگر یہ تو یقینی اور مشہود و محسوس ہے کہ اکثر مائیں اور دادیاں ہماری مغلیہ خاندان سے ہیں اور وہ چینی الاصل ہیں یعنی چین کی رہنے والی"
(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ حاشیہ صفحہ ۲۰۹)
اسی طرح موعود آخر الزماں کو آنحضورؐ کی حدیث میں "ماوراء النہر" کے علاقے سے بتایا گیا تھا اور اسے "زمیندار" خاندان "حارث حراث" کے الفاظ سے یاد فرمایا تھا۔ (ابوداؤد کتاب الفتن)

سکھ مذہب کی کتاب (جنم ساکھی بھائی بالا والی) میں بھی اسے "جٹیا" یعنی زمیندار خاندان کا فرد بتایا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ اس پیشگوئی کا بھی مصداق ٹھہرے اور آپ کا خاندان "وراء النہر" یعنی سمرقند بخارا کے علاقے سے ہندوستان میں آباد ہوا اور ممتاز زمیندار خاندان سے آپ کا تعلق تھا۔

فاطمی النسل ہوگا :

بعض روایات میں مہدی آخر الزماں کو فاطمی النسل بتایا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ اس معیار پر بھی پورے اترتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں :
"ہمارا خاندان جو ایک ریاست کا خاندان تھا۔ اس میں عادۃ اللہ اس طرح پر واقع ہوئی ہے کہ بعض بزرگ دادیاں ہماری شریف سادات

کی لڑکیاں تھیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے بعض الہامات میں بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس عاجز کے خون کی بنی فاطمہ کے خون سے آمیزش ہے"۔
(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۲) حاشیہ

(خاندان حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ احمدیت جلد ۱ مؤلفہ مولانا دوست محمد شاہد صاحب مؤرخ احمدیت)

حلیہ وجسمانی صفات

موعودِ آخر الزمان کے حلیہ اور جسمانی خد و خال وصفاتِ جسمانیہ کے متعلق بھی مختلف روایات واحادیث میں تفصیلی ذکر ملتا ہے منجملہ ان احادیث کے ایک حدیث میں آنحضورؐ فرماتے ہیں:

"المھدی رجل من ولدی وجھہ کالکوکب الدرّی اللون لون عربی والجسم اسرائیلی"
(ینابیع المودۃ جلد ۳ صفحہ ۹)

یعنی "مہدی میری آل میں سے ہوگا۔ جس کا چہرہ روشن ستارے کی مانند ہوگا۔ اس کا رنگ عربوں کی طرح اور جسم اسرائیلی لوگوں کی مانند ہوگا۔
ایک روایت میں آنحضورؐ نے مسیح قاتلِ دجال کا حلیہ بایں الفاظ بیان فرمایا ہے۔

"فاذا رجلٌ آدم کاحسن مایری من ادم الرجال
تضرب لمّتہٗ بین منکبیہ رجل الشعر"
(بخاری کتاب الانبیاء)

یعنی "اس کا رنگ گندمی ہوگا اور بال لمبے ہوں گے جو کہ اس کے کندھوں تک آئیں گے۔"

"اقتراب الساعۃ" میں مختلف روایات سے نتیجہ نکالتے ہوئے آنے والے موعود کا حلیہ بایں الفاظ بیان کیا گیا ہے۔

"حلیہ ان کا یہ ہے گندم رنگ، گوشت کم، میانہ قد، کشادہ پیشانی، اونچی ناک، پتلا بانسا کمان ابرو، دونوں بھوؤں میں فرق، آنکھ سیاہ، چشم سرمگیں چمکدار، دانت جدا جدا، داہنے گال میں کالا تل، منہ ایسا روشن جیسے چمکتا تارہ، گھنی داڑھی، ہتھیلی میں علامت نبی صلعم کی، کشادہ ران، رنگ عربی، بدن اسرائیلی، زبان میں بوجھ یعنی لکنت، جب بات کرتے میں دیر ہوگی تو بائیں ران پر سیدھا ہاتھ ماریں گے۔"
(اقتراب الساعۃ صٓ ۶۳)

شیعہ اصحاب کی کتاب "الصراط السوی" میں ان کا حلیہ مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان ہوا ہے۔

"سر مدوّر (گول) بال خوبصورت، شانوں تک لٹکے ہوتے ...... چہرہ خوبصورت نورانی پیشانی فراخ مثل ستارہ درخشاں اور ماہ تاباں ریش مبارک سیاہ گنجان، ناک لمبی ستواں، آنکھیں بڑی سرمگیں درخشندہ نیچے کو دبی ہوئی ابرو کشیدہ کمانی، دونوں ابروؤں کے درمیان کچھ بلندی دندان مبارک کشادہ چمکدار، رخسار کم گوشت چمکیلے ...... رنگ مبارک سفید مائل بہ سرخی جس پر شب بیداری کی زردی نمایاں ہو جاتی ہے۔ (یہ اس کے گندمی رنگ کی طرف اشارہ ہے ۔ ناقل)"
(الصراط السوی صٓ ۴۰۳)

حضرت شاہ رفیع الدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

"زبان میں قدرے لکنت ہو گی جس کی وجہ سے تنگ دل ہو کر کبھی کبھی ران پر ہاتھ مارتے ہوں گے۔"

(قیامت کی نشانیاں ترجمہ قیامت نامہ از شاہ رفیع الدینؒ)

(مترجم ظفر نیازی صلا)

اسی علامت کا ذکر "نشاناتِ قیامت" میں بایں الفاظ ہے :

"جب گفتگو فرمائیں گے تو زبان میں قدرے لکنت ہو گی اور جس وقت آپ تنگ ہوں گے ران پر ہاتھ ماریں گے۔"

(نشاناتِ قیامت از ملک محمد عبد اللہ صلا)

آنے والے مسیح موعود کی ایک علامت یہ بھی بتائی گئی تھی کہ وہ دو زرد چادروں میں آئے گا چنانچہ روایت کے الفاظ ہیں "فینزل عند المنارة البیضاء شرقی دمشق بین مھزودتین۔" (مسلم کتاب الفتن)

یعنی "آنے والا مسیح دو چادروں میں آئے گا۔"

زرد رنگ سے مراد علم تعبیر الرؤیا میں بیماری ہوتی ہے چنانچہ تعبیر الرؤیا کی مشہور کتاب "تعطیر الانام" میں لکھا ہے۔

"والصفرة من الثیاب کلھا مرضٌ لصاحب الثوب الذی ینسب ذالک الثوب الیہ"

(تعطیر الانام جلد ۲ صفحہ ۱)

یعنی "خواب میں کپڑے کی زردی دیکھنے سے مراد اس شخص کی بیماری ہے جس کی طرف اس کپڑے کی نسبت کی جاتی ہے۔"

پس حدیث مذکورہ بالا میں یہ پیشگوئی تھی کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوں گے تو انہیں دو مستقل اور دائمی مرض لاحق ہوں گے۔

مندرجہ بالا روایات میں آنے والے موعود کا جو حلیہ اور صفات و علامات بیان کی گئی ہیں۔ وہ حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے وجود میں حیرت انگیز طور پر پوری ہوتی ہیں۔ اس علامت کو اپنی صداقت کا معیار ٹھہراتے ہوئے آپ فرماتے ہیں :

موعودم بحلیۂ ماثور آمدم
حیف است گر بدیدہ نہ بینند منظرم
رنگم چوں گندم است بمو فرق بیّن است
زاں ساں کہ آمد است در اخبار سرورم
ایں مقدمم نہ جائے شکوک است و التباس
سیّد جدا کند ز مسیحائے احمرم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حلیۂ مبارک کے متعلق آپ کے ایک رفیق حضرت ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب فرماتے ہیں :

"آپ کا جسم دبلا نہ تھا اور نہ آپ بہت موٹے تھے البتہ آپ دوہرے جسم کے تھے اور قد متوسط تھا...... کندھے اور چھاتی کشادہ...... آپ کا رنگ گندمی اور نہایت اعلیٰ درجہ کا گندمی تھا یعنی اس میں ایک نورانیت اور سرخی جھلک مارتی تھی...... ہمیشہ چہرۂ مبارک کندن کی طرح دمکتا رہتا تھا...... آپ کے سر کے بال نہایت باریک سیدھے چمکتے اور چمکدار اور نرم تھے...... گردن تک لمبے تھے...... گردن تک لمبے اس طرح رکھتے تھے جیسے عام طور پر پٹے رکھے جاتے ہیں...... آپ کی داڑھی اچھی گھندار تھی...... آپ کا چہرہ کتابی یعنی معتدل لمبا تھا اور حالانکہ عمر شریف ستر اور اسی کے درمیان تھی۔ پھر بھی جھریوں کا نام و نشان نہ تھا...... آپ کی آنکھوں کی سیاہی، سیاہی مائل شربتی رنگ کی تھی اور آنکھیں بڑی بڑی تھیں مگر پپوٹے اس وضع کے تھے کہ سوائے اس وقت کے جب آپ ان کو خاص

طور پر کھویں ہمیشہ قدرتی غضِ بصر کے رنگ میں رہتی تھیں .... ناک حضرت اقدس کی نہایت خوبصورت اور بلند و بالا تھی، پتلی سیدھی اونچی اور موزوں نہ پھیلی ہوئی تھی نہ موٹی...... رخسار مبارک آپ کے نہ پچکے ہوئے اندر کو تھے نہ اتنے موٹے کہ بہت باہر کو نکل آدیں نہ رخساروں کی ہڈیاں اُبھری ہوئی تھیں۔ بھویں الگ الگ تھیں ...... پیوستہ ابرو نہ تھے، پیشانی مبارک آپ کی سیدھی اور بلند اور چوڑی تھی اور نہایت درجہ کی فراست اور ذہانت آپ کی جبیں سے ٹپکتی تھی۔"

(سیرۃ المہدی حصّہ دوم صفحہ ۱۲۱ تا ۱۲۵)

"جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے مسیح موعود کی ایک علامت اس کی زبان میں لکنت بتائی گئی تھی۔ اس علامت کے متعلق حضرت قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری کی مندرجہ ذیل روایت ملاحظہ ہو۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اپنی کتاب سیرۃ المہدی میں لکھا ہے کہ

"قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان میں کسی قدر لکنت تھی اور آپ پر نالے کو پنالہ فرمایا کرتے تھے اور کلام کے دوران میں کبھی جوش کی حالت میں اپنی ٹانگ پر ہاتھ بھی مارا کرتے تھے۔"

(سیرۃ المہدی جلد ۲ صفحہ ۲۵)

مسیح موعود کی علامت "دو زرد چادروں میں لپٹا ہونے" یعنی دو مرضوں کے اس کے شامل حال ہونے کے متعلق حضرت بانی سلسلۂ احمدیہ فرماتے ہیں!

"صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔ اس لفظ کو ظاہری لباس پر حمل کرنا کیسا لغو خیال ہے زرد رنگ پہننے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی لیکن اگر اس لفظ کو ایک کشفی استعارہ قرار دے کر معبّرین کے مذاق اور تجارب کے موافق اس کی تعبیر کرنا چاہیں تو یہ معقول تعبیر ہوگی کہ حضرت مسیح اپنے ظہور کے کے وقت یعنی اس وقت میں کہ جب وہ مسیح ہونے کا دعویٰ

کرینگے، کسی قدر بیمار ہوں گے اور حالت صحت اچھی نہیں رکھتے ہوں گے کیونکہ کتب تعبیر کی رُو سے زرد رنگ پوشاک پہننے کی یہی تاویل ہے ..... انبیاء کے کلام میں تمثیل کے ساتھ یا استعارہ کے طور پر بہت باتیں ہوتی ہیں۔ دیکھو ہمارے سید و مولا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات امہات المومنین کو فرمایا تھا کہ تم میں سے پہلے اس کی وفات ہوگی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے اور ان تمام اہلبیت کو اس حدیث کے سننے سے یہی یقین ہو گیا تھا کہ درحقیقت لمبے ہاتھوں سے ان کا لمبا ہونا ہی مراد ہے یہاں تک کہ آنجناب کی ان پاک دامن بیویوں نے باہم ہاتھ ناپنے شروع کئے لیکن جب سب سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تب انہیں سمجھ آیا کہ لمبے ہاتھوں سے ایثار اور سخاوت کی صفت مراد ہے جو زینب رضی اللہ عنہا پر سب کی نسبت زیادہ غالب تھی۔"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۴۶-۱۴۷)

اسی طرح فرماتے ہیں :

" وہ دو زرد چادریں جن کے بارے میں حدیثوں میں ذکر ہے کہ ان دو چادروں میں مسیح نازل ہوگا۔ وہ دو زرد چادریں میرے شامل حال ہیں۔ جن کی تعبیر علم تعبیر الرؤیا کی رو سے دو بیماریاں ہیں۔ سو ایک چادر میرے اوپر کے حصّے میں ہے کہ ہمیشہ سر درد اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دَورہ کے ساتھ آتی ہے اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصّہ بدن میں ہے۔ وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدّت سے دامنگیر ہے .... بسا اوقات میرا یہ حال ہوتا ہے کہ نماز کے لئے جب زینہ چڑھ کر اُوپر جاتا ہوں تو مجھے اپنے ظاہر حالت پر امید نہیں ہوتی کہ زینے کی ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی پر پاؤں رکھنے تک میں زندہ رہوں گا۔ اب جس شخص کی زندگی کا یہ حال ہے کہ ہر روز موت کا سامنا اس کیلئے موجود ہوتا ہے اور ایسے مرضوں کے انجام کی نظیریں بھی موجود ہیں تو وہ ایسی خطرناک حالت کے ساتھ کیونکر افتراء پر جرأت کر سکتا ہے۔"

(اربعین روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۷۰)

جمعہ کے روز جڑواں پیدائش

ارضِ سپین کے مشہور اور نامور بزرگ رئیس المتصوفین حضرت محی الدین ابن عربیؒ نے اپنی کتاب "فصوص الحکم" میں مہدی موعود کے متعلق یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ اس کی پیدائش جڑواں اور توأم ہوگی۔ چنانچہ لکھا ہے:

"وتولد معہٗ اخت لہٗ فتخرج قبلہ و یخرج بعدھا" (شرح فصوص الحکم صفحہ ۵۳)

ترجمہ: "اور اس کے ساتھ اس کی بہن پیدا ہوگی۔ پہلے بہن اور بعد ازاں خود پیدا ہوگا۔"

اسی طرح امام مہدی کی پیدائش کے متعلق لکھا ہے کہ وہ جمعہ کے روز ہوگی۔

"مولدہٗ لیلۃ الجمعۃ"

(بحار الانوار جلد ۵۱ صفحہ ۱۶ مطبوعہ ایران)

الحمدللہ کہ حضرت ابن عربیؒ کی اس پیشگوئی کے مطابق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی پیدائش توأم ہوئی۔ آپ سے پہلے آپکی بہن اور اس کے بعد آپ پیدا ہوئے۔ اسی طرح قدیم پیشگوئیوں کے مطابق آپ کی پیدائش کا دن بھی جمعہ قرار پایا۔

اس علامت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"الحمدللہ والمنۃ کہ متصوفین کی اس پیشگوئی کا میں مصداق ہوں۔ میں بھی جمعہ کے روز بوقت صبح توأم پیدا ہوا تھا...... پہلے لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنّت تھا وہ چند روز کے بعد ہی جنّت میں چلی گئی اور بعد اس کے میں پیدا ہوا اور اس پیشگوئی کو شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے بھی اپنی کتاب فصوص میں لکھا ہے" (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۰۱)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں :

"بعض گذشتہ اکابر نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر یہ پیشگوئی بھی کی تھی کہ وہ انتہائی آدم جو مہدیٔ کامل اور خاتم ولایت عام ہے۔ اپنی جسمانی خلقت کی رو سے جوڑا پیدا ہوگا یعنی آدم صفی اللہ کی طرح مذکرّ اور مؤنّث کی صورت پر پیدا ہوگا...... اب یاد رہے کہ اس بندۂ حضرت احدیت کی پیدائش جسمانی اس پیشگوئی کے مطابق بھی ہوئی یعنی میں توأم پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنّت تھا...... پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے مَیں نکلا تھا۔"

(تریاق القلوب رُوحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۴۷۹-۴۷۸)

موعود آخر الزّماں کی عمر

موعود آخر الزّماں کی عمر اور عرصۂ حیات کے متعلق مختلف احادیث و روایات ملتی ہیں۔ یہ روایات بادی النّظر میں باہم متضاد اور ایک دوسرے سے سراسر متبائن نظر آتی ہیں لیکن اگر ان احادیث کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ روایات ہرگز ایک دوسرے سے مخالف نہیں بلکہ موعود آخر الزّماں کی زندگی کے مختلف پہلوؤں اور جہتوں کو مدّ نظر رکھ کر یہ پیشگوئیاں کی گئی ہیں۔ پھر جب ان روایات میں مذکور عمر کے متعلق بیان کی گئی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت بانی سلسلۂ احمدیہؑ کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو حیرت انگیز طور پر یہ روایات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی زندگی پر صادق آتی ہیں۔ ذیل میں ہم ان احادیث کے ذکر کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی جائزہ لیں گے کہ کس طرح یہ پیشگوئیاں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ کے وجودِ اقدس میں پوری ہوئیں۔

بوقتِ دعویٰ عمر چالیس برس ہو گی!

آنحضورؐ نے فرمایا!

مَن ولدی ابن اربعین سنۃً کأنّ وجہہٗ کوکبٌ درّیّ...... یملك عشرین سنۃ۔"

(کنز العمال جلد ۱۴ ص ۲۶۸)

یعنی " میری اولاد میں سے امام مہدی ظاہر ہو گا جس کی عمر چالیس سال ہو گی۔ اس کا چہرہ روشن ستارے کی مانند چمکتا ہو گا...... وہ بیس سال تک حکومت کرے گا۔"

حدیث الغاشیہ میں لکھا ہے:

" انکی عمر ظہور کے وقت چالیس برس ہو گی۔" (حدیث الغاشیہ ص ۳۴۵)

"ان روایات کے عین مطابق جب حضرت بانی سلسلۂ احمدیہ نے دعویٰ فرمایا تو آپ کی عمر مبارک چالیس سال تھی۔ آپ ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء کو بروز جمعہ بمطابق ۱۴ شوال ۱۲۵۰ھ پیدا ہوئے اور ٹھیک ۱۲۹۰ھ میں جب آپ کی عمر ۴۰ سال ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو شرفِ مکالمہ و مخاطبہ سے نوازا جس کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا!

" یہ عجیب امر ہے اور میں اس کو خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک ۱۲۹۰ھ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرفِ مکالمہ و مخاطبہ پا چکا تھا۔"

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۲۰۸)

اسی طرح اپنی کتاب تریاق القلوب میں فرماتے ہیں!

"جب میری عمر چالیس برس تک پہنچی تو خدا تعالیٰ نے مجھے اپنے الہام اور کلام سے مشرف کیا اور یہ عجیب اتفاق ہوا کہ میری عمر کے چالیس برس پورے ہونے پر صدی کا سر بھی آپہنچا تب خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعے میرے پر ظاہر کیا

کہ تو اس صدی کا مجدد اور صلیبی فتنوں کا چارہ گر ہے۔"
(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۸۳)

اسی طرح آپ اپنے ایک اردو شعر میں فرماتے ہیں:

؎ تھا برس چالیس کا میں اس مسافر خانہ میں
جبکہ میں نے وحیٔ ربانی سے پایا افتخار

بعد از دعویٰ عمر چالیس ۴۰ سال ہوگی!

لکھا ہے

"فیمکث فی الارض اربعین سنۃ ثم یتوفی"
(کنز العمال جلد ۱۴ صفحہ ۳۳۳)

یعنی "مسیح موعود زمین میں بعد از نزول چالیس برس تک رہیں گے پھر وفات پا جائینگے۔"

ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں!

"أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یمکث فی الارض بعد ما ینزل أربعین سنۃ۔" (مختصر تذکرہ قرطبی صفحہ ۱۶۶)

یعنی "آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ نزول کے بعد حضرت عیسیٰ ؑ زمین میں چالیس سال تک قیام کریں گے۔"

"ایک روایت میں عمر پینتالیس ۴۵ سال بیان ہوئی ہے۔"
(مختصر تذکرہ قرطبی صفحہ ۱۶۶)

"ایک اور روایت میں ۳۹ برس بیان کی گئی ہے۔"
(الفتاوی الحدیثیۃ صفحہ ۴۲)

صاحب "اقتراب الساعۃ لکھتے ہیں:

"عمر ان کی چالیس برس ہوگی ایک روایت میں ہے کہ تیس چالیس کے بیچ ہوگی۔"
(اقتراب الساعۃ صفحہ ۳۰)

اِن احادیث میں بظاہر قدرے اختلاف معلوم ہوتا ہے لیکن دراصل اگر ہم اپنے محاورہ پر ہی غور کریں تو معلوم ہو گا کہ بعض اوقات کسر کی بجائے پورا عدد بیان کر دیا جاتا ہے جو قریب تر ہوتا ہے۔ وہی بات یہاں ہے۔ اسی کا ذکر کرتے ہوئے اقتراب السّاعۃ میں لکھا ہے۔

• دوسری روایت میں بنیالیس برس آئے ہیں۔ سو مدّت کچھ قلیل منافی مدّت کثیر کے نہیں ہے۔"

(اقتراب السّاعۃ صفحہ ۱۵۳)

یہ علامت بھی حضرتِ اقدس بانی سلسلۂ احمدیہ پر پوری طرح صادق آتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو پہلا الہام جس میں آپ کے دیگر انسانوں سے رابطے اور تعلق کو بیان کیا گیا ہے اور جو الہام ایک رنگ میں حضور علیہ السّلام کے تمام دعاوی کا خلاصہ ہے یعنی "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" ۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء کا ہے اور آپ کی وفات ۱۹۰۸ء میں ہوئی۔ اس لحاظ سے آپ کی عمر ان روایات کے عین مطابق ۳۹ یا ۴۰ سال بنتی ہے۔

اپنے قیام کے وقت سے اُنیس برس تک زندہ رہے گا:

"عن أبي عبد الله عليه السلام قال: انّ القائم عليه السلام يملك تسع عشرة سنةً وأشهرًا"

(بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:- حضرت ابو عبد اللہ نے فرمایا کہ امام قائم یعنی مہدی علیہ السّلام اُنیس سال اور چند مہینے حکومت کریں گے۔"

اسی طرح جابر بن یزید جعفی سے روایت ہے کہ انہوں نے ابو جعفرؓ سے پوچھا

کم يقوم القائم عليه السلام في عالمه حتى يموت قال تسع عشرة سنة من يوم قيامه الى موته"

(بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۲۹۹ - ۲۹۸ بیروت)

"پوچھا گیا کہ امام مہدی دُنیا میں کتنا عرصہ رہیں گے تو آپ نے جواب دیا ان کے قیام

سے لے کر وفات تک انیس برس ہوں گے۔"

حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ نے خدا تعالیٰ سے حکم پاکر بیعت لینے کے لئے پہلا اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو شائع فرمایا اور آپ کی وفات ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو ہوئی اور اس طرح آپ کی عمر انیس ۱۹ سال چھ ماہ بنتی ہے۔

پھر آپ نے بیعت لینے کا آغاز ۲۳ رمارچ ۱۸۸۹ء کو فرمایا اور اس طرح تا وفات آپ کی عمر اُنیس سال دو۲ ماہ تین یوم بنتی ہے۔ اور اس طرح یہ علامت بھی حضرت اقدس مسیح موعود کے حق میں سو فیصد پوری ہوئی۔

مہدی کی عُمر اٹھارہ سال ہوگی:

ایک روایت میں مہدی کی عمر اٹھارہ سال بتائی گئی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

"عَن محمّد بن الحسین...... وعمرہٗ ثمانی وعشرۃ سنۃ" (الفتاوی الحدیثیۃ ص۲۷)

ترجمہ: "حضرت محمد بن حسین سے روایت ہے کہ مہدی کی عمر اٹھارہ برس ہوگی۔"

یہ علامت بھی حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کے حق میں کمال شان سے پوری ہوئی۔ آپ نے سب سے پہلے اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ اپنی کتاب "فتح اسلام" میں فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں:

"مسیح جو آنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو۔ جس کسی کے کان سننے کے ہوں سُنے، یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور لوگوں کی نظروں میں عجیب ہے۔"

(فتح اسلام روحانی خزائن جلد ۳ ص۱۰ حاشیہ)

حضرت مسیح موعود کی کتاب "فتح اسلام" ۱۸۹۰ء کے اواخر میں تصنیف ہوئی اور ۱۸۹۱ء کے اوائل میں چھپ کر شائع ہوئی اور اس طرح سے اس دعویٰ سے آپ کی وفات ۱۹۰۸ء تک اٹھارہ سال بنتے ہیں۔

مسیح موعود کی عمر ۲۴ سال ہوگی:

ایک روایت میں مسیح ابنِ مریم کی عمر ۲۴ سال بیان ہوئی ہے چنانچہ لکھا ہے۔
وفی بعض الرّوایات أنّہ یمکث فی الارض اربعًا وعشرین سنۃً"

(مختصر تذکرہ قرطبی صفحہ ۱۶۶)

یعنی بعض روایات میں مسیح موعود کی عمر ۲۴ سال بیان کی گئی ہے ۔ یہ علامت بھی حضرت بانی سلسلۂ احمدیہ کے وجود میں حیرت انگیز طور پر پوری ہوئی ۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے مامور ہونے کا سب سے پہلا باقاعدہ اعلان براہین احمدیہ حصہ چہارم میں فرمایا جو روحانی خزائن جلد ۱ کے صفحہ ۵۹۷-۹۹ پر درج ہے — براہین احمدیہ حصہ چہارم ۱۸۸۴ء میں شائع ہوئی ۔ اس طرح تا یومِ وفات آپ کی عمر چوبیس ۲۴ سال ٹھہری ۔

امام مہدی طاق سال میں ظاہر ہونگے:

ایک روایت کے مطابق امام مہدی طاق سال میں ظاہر ہوں گے ۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں :

"لا یخرج القائم علیہ السّلام الّا فی وترٍ من السّنین سنۃ احدیٰ أو ثلاث أو خمسٍ أو سبعٍ أو تسعٍ"

(معجم احادیث الامام المہدی جلد ۳ صفحہ ۴۸۴)

یعنی امام مہدی صرف طاق سالوں میں ظہور کریں گے یعنی ایک، تین، پانچ، سات یا نویں سال میں ۔

چنانچہ اس پیشگوئی کے عین مطابق حضرت بانی سلسلۂ احمدیہ نے ۱۸۸۰ء کی دہائی کے طاق سال یعنی نویں سال میں جو کہ ۱۸۸۹ء تھا ۔ بیعت لینے کا آغاز فرمایا اور اس

طرح نویں یعنی طاق سال میں آپ کا ظہور بھی دیگر ہزار ہا نشانات کی طرح آپ کی صداقت کا ابدی نشان بن گیا۔

علماءِ زمانہ و عوام النّاس کی نازک حالت

امام مہدی کے زمانے کی علامات میں سے ایک علامت اس زمانے کے عوام وخاص بالخصوص علماء کی اخلاقی و روحانی پستی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضورؐ نے فرمایا!

یُمسخُ قومٌ من امتی فی آخر الزّمان قردۃ و خنازیر قیل یارسول اللّٰہ ویشھدون الّا اِلٰہ الّا اللّٰہ وانّک رسول اللّٰہ ویصومون ؟ قالَ نعم قیل فما بالھو یارسول اللّٰہ ؟ قالَ یتّخذون المعازف والقینات والدّفوف ویشربون الاشربۃ فباتوا علی شربھو ولھوھو فاصبحوا وقد مسخوا قردۃ و خنازیر

(کنزالعمّال جلد ۱۴ صفحہ ۲۸۱)

یعنی "آخری زمانہ میں میری امت کا ایک حصہ بندر اور سوٴر بن جائے گا۔ پوچھا گیا کہ یارسول اللہ! کیا کلمۂ شہادت پڑھنے اور روزہ رکھنے کے باوجود بھی وہ اس حال کو پہنچ جائیں گے تو آپؐ نے فرمایا۔ ہاں! آپؐ سے جب وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ وہ لہو ولعب، ناچ گانے اور شراب خوری میں ملوث ہو جائیں گے جس کے نتیجہ میں انہیں بندر اور سوٴر بنا دیا جائے گا۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

"اذا اتّخذ الفئ دولًا والأمانة مغنما والزّكاة مغرمًا وتعلّم لغير الدّين وَ اطاع الرّجل امرأته وعقّ امّه وأدنىٰ صديقه وأقصىٰ أباه وظهرتِ الأصوات فى المساجد وَساد القبيلة فاسقهم وكان زعيم القوم أرذلهم وأكرم الرّجل مخافة شرّه وظهرت القينات والمعازف وشربت الخمور ولعن آخر هٰذه الامّة أوّلها فليرتقبوا عند ذٰلك ريحًا حمراء وزلزلة وخسفًا ومسخًا وقذفًا وآياتٍ تتابع كنظام لآل قطع سلكه فتتابع۔"

(کنز العمال جلد ۱۴ صفحہ ۲۸۶ و ترمذی کتاب الفتن)

یعنی "قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ مالِ فئ کو لوگ اپنا مال سمجھنے لگیں گے۔ امانت کو مالِ غنیمت سمجھ کر استعمال کریں گے، زکوٰۃ کو چٹی تصوّر کریں گے، خلافِ دین باتوں کی تعلیم دی جانے لگے گی، خاوند اپنی بیوی کا مطیع ہوگا اور اپنی ماں کا نافرمان۔ اپنے دوست سے تعلق رکھے گا اور اپنے باپ سے قطع تعلق کرے گا۔ مساجد میں شور کی

آوازیں سنائی دینے لگیں گی۔ فاسقوں اور ذلیل لوگوں کو قوم کا سردار بنا لیا جائے گا۔ بعض لوگوں کی عزت محض ان کے شر کے خوف سے کی جائے گی۔ ناچ گانے اور فحاشی عام ہو جائے گی۔ شراب خوری زور پکڑ جائے گی اور امت کا آخری حصہ پہلے حصہ پر لعنت بھیجنے لگ جائے گا (یعنی ان کے اعمال پہلے لوگوں سے بالکل مختلف اور متضاد ہونگے ناقل) تو اس وقت سرخ آندھی، زلازل، خسف و مسخ و قذف کے نشانات ظہور میں آئیں گے اور اس کثرت سے نشانات کا ظہور ہو گا کہ جیسے کسی لڑی کے ٹوٹ جانے پر اس سے یکے بعد دیگرے موتی گرنے لگتے ہیں۔"

حضرت علیؓ سے "دجّال" کے زمانے کی علامات کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

"احفظ فانّ علامة ذلك اذا أماتت النّاس الصّلوٰة وَأضاعوا الامانة واستحلّوا الكذب وأكلوا الرّبا وَأخذوا الرّشا....... و كان الحلم ضعفًا والظلم فخرًا..... والقراء فسقة .... وحلّيت المصاحف وخرفت المسَاجد وطوّلت المنار..... واقترب المَوعود وشارك النساء أزواجهنّ فى التجارة حرصًا على الدّنيا"

(بحار الانوار جلد نمبر ۵۲ صفحہ ۱۵)

یعنی "دجّال جو امام مہدی و مسیح موعود کے زمانے میں خروج کرے گا کی علامات خروج ہیں کہ اس زمانے میں لوگ نماز ضائع کر دینگے، امانتوں میں خیانت

ریں گے، جھوٹ کو جائز سمجھ لیں گے، سود خوری کریں گے رشوت عام ہو جائے گی، نرمی کو کمزوری سمجھا جائے گا اور ظلم پر فخر کیا جائے گا اس زمانے کے قاری فسق و فجور میں مبتلا ہو جائیں گے۔ مذہبی صحائف پر خوبصورت غلاف چڑھائے جائیں گے۔ مساجد کی ظاہری خوبصورتی پر زور دیا جائے گا۔ مینار لمبے لمبے اور اونچے اونچے بنائے جائیں گے۔"

اور پھر یہ کہ موعود (امام مہدی) ظاہر ہو گا اور طلب دنیا کی خاطر عورتیں اپنے خاوندوں کی تجارت میں ان کی مشارکت کریں گی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں:

لا تقوم الساعة حتّى يرجع القرآن من حيث جاء فيكون له دوىّ حول العرش كدوىّ النحل فيقول له الربّ عزّ وجلّ مالك؟ فيقول منك خرجت وإليك أعود" أتلى فلا يعمل بي۔ (فردوس الاخبار از دیلمی جلد ۵ صفحہ ۲۲)

ترجمہ:- قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ قرآن واپس اپنے مبدء کی طرف نہ لوٹ جائے، قرآن عرش کے گرد شہد کی مکھیوں کی طرح آواز دے گا تو خدائے عزّ وجل اس سے فرمائے گا تجھے کیا ہوا؟ وہ (قرآن) کہے گا اے اللہ! میں تجھ سے ہی نکلا تھا اور تیری طرف ہی لوٹ رہا ہوں میری تلاوت تو کیجاتی ہے لیکن مجھ پر عمل نہیں کیا جاتا۔"

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضورؐ نے فرمایا:

" لا تقوم الساعة حتّى يكون علماء هو فيها نسناس"۔ (فردوس الاخبار از دیلمی جلد ۵ صفحہ ۲۲۱)

یعنی:- قیامت سے پہلے علماء زمانہ بندروں کی مانند ہو جائیں گے۔"

حضرت ابوامامہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضورؐ نے فرمایا:

"تکون فی امّتی فزعۃ فیصیر النّاس الیٰ علمأھم فاذا ھم قردۃ وخنازیر"۔

(کنز العمال جلد ۱۴ صفحہ ۲۸)

یعنی "فتنوں کے زمانے میں لوگ رہنمائی اور ہدایت کے لئے علماء کے پاس جائیں گے تو وہ انہیں بندروں اور سؤروں کی مانند پائیں گے۔"

ایک اور حدیث میں آنحضورؐ فرماتے ہیں:

"عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْشِكُ اَنْ یَّأْتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ وَّھِیَ خَرَابٌ مِّنَ الْھُدٰی عُلَمَاءُ ھُمْ شَرٌّ مَّنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِھِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَۃُ وَفِیْھِمْ تَعُوْدُ"۔

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب العلم الفصل الثالث)

ترجمہ: "حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضورؐ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب اسلام کا صرف نام اور قرآن کے صرف حروف رہ جائیں گے۔ ان کی مسجدیں (بظاہر) آباد ہوں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے انہیں سے فتنے شروع ہوں گے اور انہیں میں واپس جائیں گے۔"

اسی طرح لکھا ہے!

"ومن علامات السّاعۃ أیضًا قول رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم: سیکون فی آخر الزّمان عبّاد جھّال وقرّاء فسقۃ"۔

(مختصر تذکرہ القرطبی صد ۱۵۲-۱۵۳)

امام قرطبی کہتے ہیں کہ علاماتِ قیامت کے بارے میں آنحضور کا یہ ارشاد بھی ہے
کہ آخری زمانے میں عبادت گذار جاہل ہوں گے اور قاری و علماء فاسق ہوں گے۔"

مذکورہ روایات میں بیان کردہ "زمانۂ مہدی" کی علامات اس زمانے میں اپنے کمال عروج کو پہنچ چکی تھیں جس میں حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے امام مہدی و مسیح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ چنانچہ مشہور کتاب حدیث الغاشیہ کے مصنف نے اپنی کتاب میں جو ۱۴۰۱ھ ہجری کے ماہِ محرم میں شائع ہوئی تھی، لکھا ہے:

"اسی طرح اس سال اخیر صد سیزدھم و آغاز سالِ چہاردہم ہجری میں بہت سے زلزلے بلادِ مختلفہ میں ظاہر ہوئے۔ آیاتِ ارضی و سماوی و آفاتِ کثیرہ و مکانی بکثرت واقع ہوئے۔ یہ سب آفات و آیات و زلازل علاماتِ قربِ قیامت ہیں۔ بنی آدم نے آجکل وہ کام اختیار کئے ہیں کہ زلزلہ و آتشبازی تو کیا ہے اگر نفخِ صور کا غلغلہ ابھی سے ہو تو کچھ دور نہیں! ؎

زیادہ مت دلِ مضطر کو بے قرار کرو
زمیں نہ لوٹ دے الدن یہ زلزلہ دل کا

(حدیث الغاشیہ صفحہ ۳۱۸)

ترجمانِ وہابیہ میں لکھا ہے:

"اب مدت دو ماہ کی ختمِ تیرھویں صدی کو باقی ہے پھر ۱۳۰۱ھ اور ۱۸۸۴ء سے چودھویں صدی شروع ہوگی۔ اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام و ظہورِ مہدی و خروجِ دجال اوّل صدی میں ہوگا ...... اور اس وجہ سے کہ یہ نزول و ظہور و خروج اس وقت ہوگا جبکہ دُنیا ظلم و جور سے بھر جاوے اور ہر صنعت گری و عملداری اپنے کمال کو پہنچ جاوے معلوم ہوتا ہے کہ زمانۂ نزولِ جنابِ مذکور نہایت قریب ہے۔"

(ترجمانِ وہابیہ صفحہ ۴۲-۴۱)

اس زمانے کا ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو:

"آجکل کا زمانہ ہیچ حیوانی زندگی کا نمونہ ہے ...... اور جگ لوگوں کی ایسی خوفناک حالت

سے مُکتی کے لئے ایک اُوتار کے آنے کی آرزو کر رہا ہے۔"

(اخبار "انڈین" کلکتہ ۱۴ اکتوبر سنہ ۱۹ء)

پھر اسی زمانہ میں مولانا الطاف حسین حالی خاص طور پر مسلمانوں کی حالتِ زار کا نقشہ کچھ اِن الفاظ میں کھینچتے ہیں :

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقتِ دعا ہے
امّت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین کہ ہمدردِ بنی نوعِ بشر تھا
اب جنگ و جدل چار طرف اس میں بپا ہے
دولت ہے نہ عزّت نہ فضیلت نہ ہنر ہے
اک دین ہے باقی سو وہ بے برگ و نوا ہے
فریاد ہے اے کشتیٔ امّت کے نگہباں
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے
کہ حق سے دُعا امّتِ مرحوم کے حق میں
خطروں میں بہت جس کا جہاز آکے گھرا ہے

(مسدّسِ حالی)

شاعرِ مشرق جنہیں حکیم الامّت بھی کہا جاتا ہے ان کا شعر بھی ملاحظہ ہو!

یہ دَور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ

اخبار "وکیل" امرتسر نے لکھا :

"مسلمانوں نے پہلے انفرادی زندگی میں یہود و نصاریٰ کی اِتباع کی اور اب اجتماعی زندگی میں بھی کرنے لگے۔ اس کا نتیجہ تنسیخِ خلافت ہے۔"

(اخبار "وکیل" ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۲۷ء)

مولویوں کے اخبار "الجمیعۃ" دہلی نے لکھا :

"دفعتاً پردہ اُٹھ گیا۔ دُنیا کو صاف نظر آ گیا کہ امّتِ مسلمہ اگر کسی مجتمع شیرازہ اور کسی

بندھی ہوئی تسبیح کا نام ہے تو آج صحیح معنوں میں امت مسلمہ ہی موجود نہیں ہے بلکہ منتشر اوراق ہیں چند بکھرے ہوئے دانے ہیں۔ چند بکھری ہوئی بھیڑیں ہیں جس کا نہ کوئی ریوڑ ہے اور نہ گلہ بان۔"

("الجمیعۃ" دہلی ۴/ اپریل ۱۹۲۶ء)

مولانا مودودی صاحب فرماتے ہیں :

"وہ کونسی چیز ہے۔ جس کو خدا اور رسول نے منع کیا ہو اور مسلمان اس کو اپنے لئے مباح نہ کر لیتے ہوں وہ کونسی چیز ہے جو خدا، رسول نے مقرر کی ہو اور مسلمان اس سے تجاوز نہ کرتے ہوں۔ وہ کون سا ضابطہ ہے، جو خدا، رسول نے قائم کیا ہو اور مسلمان اس کو نہ توڑتے ہوں۔"

(تنقیحات صفحہ ۱۴۴)

اسی طرح فرماتے ہیں !

" وہ قوم اسلام کی وارث بنی ہے جو حق کو خود ذبح کرتی ہے، دوسروں کو جھٹکا بھی نہیں کرنے دیتی۔"

(دعوت اسلامی۔ مولانا مودودی صفحہ ۱۱۹)

مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں !

"سچی بات تو یہ ہے کہ ہم میں سے قرآن مجید بالکل اٹھ چکا ہے۔ فرضی طور پر ہم قرآن مجید پر ایمان رکھتے ہیں مگر واللہ! دل سے اسے معمولی اور بہت معمولی اور بے کار کتاب جانتے ہیں۔"

(اخبار اہلحدیث ۱۴/ جون سنہ ۱۹۱۲ء صفحہ ۱۲)

مولانا ابو الکلام آزاد لکھتے ہیں !

"ہماری جانیں اور ہماری روحیں اس صادق مصدوق پر قربان کہ واقعی اور سچ سچ مسلمان مشرکوں سے ملحق ہو گئے اور دین توحید کا دعویٰ کرنے والوں نے بت پرستی کی ساری ادائیں اور چالیں اختیار کر لیں اور جس لات وعزیٰ کی پوجا سے دنیا کو نجات دلائی گئی تھی، اسی کی پوجا پھر سے شروع ہو گئی۔

(تذکرہ مؤلفہ ابو الکلام آزاد طبع دوم صفحہ ۲۷۸)

اخبار اہلحدیث کا نامہ نگار سنہ ۱۹۳۱ء میں لکھتا ہے :

"مصریوں کی مذہبی حالت پر جب ایک خالص عقیدہ رکھنے والا مسلمان نظر ڈالتا ہے تو یہ دیکھ کر اس کا کلیجہ شق ہو جاتا ہے کہ انہوں نے بدعات و خرافات کو جزو اسلام بنا رکھا ہے۔ ان کے تمام مذہبی اعمال میں اس کی آمیزش ہے .... اذان جو شعائر اسلام میں نہایت اہمیت رکھتی ہے، وہ بھی بدعت کی دست اندازی سے نہ بچ سکی ...... مؤذن میناروں پر چڑھ کر اذان سے پہلے قصیدۂ بُردہ کے بہت سارے اشعار خوش الحانی اور بلند آہنگی سے پڑھتے ہیں۔ پھر اذان شروع کرتے ہیں ...... افسوس کہ یہ بدعت مصر سے نکل کر حجاز میں جا پہنچی ہے۔"

(اہلحدیث ۲۸ جنوری ۱۹۲۱ء)

مصر سے ایک نامہ نگار ۱۹۲۳ء میں لکھتا ہے:

"مصر میں آئے۔ یہ وہ مقام ہے جو علم دین کا سب سے بڑا مرکز دنیا میں ہے ..... مصر کی اخلاقی حالت دنیا کے سب ملکوں سے گری ہوئی ہے ..... چھوٹے بچے شراب پیتے ہیں اور کوئی منع نہیں کرتا، عورتیں شراب پیتی ہیں اور کوئی نہیں روکتا ...... نوجوان طالب علم، بوڑھے اور ادھیڑ عمر لوگ شراب کے نشے سے مخمور شراب فروش مسلمان کسی مولوی کو غیرت نہیں آتی، ٹرام میں بیٹھے ہوئے مسلمان کہلانے والے مولویوں کے سامنے ایک شریف خاندان کی لڑکی کے ساتھ پر ملا آنکھوں سے اشارے کر کے زنا کاری کے لئے جاتے ہیں، کسی کے ماتھے پر پسینے تک نہیں آتا معدنی حوضوں اور پانی کے کناروں پر حمامات میں امراء، وغرباء علماء سب کے سب مادر زاد ننگے کھڑے ہو کر نہاتے ہیں۔ ذرا ان میں شرم نہیں، خود علماء ان امراض میں مبتلا ہیں۔ اسی پر بس نہیں، بعض حمامات میں جا کر زیر ناف بال لوگوں کے سامنے حمام کے مزدوروں سے منڈواتے ہیں اور ہنستے ہیں، زنا کاری اور لڑکوں سے بدکاری ایک عام مشغلہ ہے۔ بڑے بڑے اعلیٰ گھرانوں کی عورتیں اپنے مردوں کی خائن ہیں ..... امراء کی میزوں پر عورتوں کی ننگی تصویریں تانبے یا سنگ کی بنی ہوئی رکھی ہیں۔ تھیٹروں میں مردوں کے برابر شریف عورتوں کی کافی تعداد ہوتی ہے ..... اگر مصر کی

شراب کو بہا دیا جائے تو یقیناً قاہرہ میں سیلابِ عظیم آجائے۔"
(ریویو اکتوبر ۱۹۴۳ء)

جھوٹ کے جواز کا فتویٰ:

محوّلہ بالا علامات میں سے ایک علامت یہ بھی تھی کہ یَسْتَحِلُّوْنَ الْکِذْب کہ اس زمانے کے لوگ جھوٹ کے جواز کے فتوے صادر کر دیں گے۔

چنانچہ یہ علامت بھی جس شان سے اس زمانے میں پوری ہو رہی ہے۔ وہ صداقت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر انہیں کے غلام حضرت مرزا غلام احمد کی صداقت کا کھلم کھلا اعلان ہے۔

چنانچہ چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں!

سب سے پہلے مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب کا فتویٰ سنیئے!

سوال: اگر کوئی شخص گرفتار ہوتا ہے اور وہ گرفتاری ناحق ہو یا اس کی بے عزتی ہوتی ہو تو اس کو جھوٹ بول کر چھڑا لینا جائز ہے یا نہیں؟ عند اللہ مؤاخذہ ہوگا یا نہیں؟

جواب: اس کا بھی یہی جواب ہے اور احیاء العلوم میں ایسے موقع پر کہ قتلِ مسلم ناحق ہوتا ہو اور بدوں کذب کے نجات نہ ہو تو کذب کو فرض لکھ دیا ہے فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: ایک مقدمہ امر واقعی اور سچا ہے اور قاعدہ قانونِ انگریزی کے خلاف ہے۔ اس میں اپنے استیفائے حق کے واسطے اگر تھوڑا سا کذب ملا یا جاوے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: احیائے حق کے واسطے کذب درست ہے مگر تا امکان تعریض سے کام لیوے اگر ناچار ہو تو کذبِ صریح بولے ورنہ احتراز رکھے۔ فقط

سوال: اپنا حق ثابت کرنے کے واسطے خود جھوٹ بولنا یا دوسروں سے جھوٹ بلوانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: اگر راستی سے حق تلف ہوتا ہو تو تعریض سے جھوٹ بول کر احیائے حق کرنا مباح ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل ناشر ایچ ایم سعید کمپنی
ادب منزل پاکستان چوک — کراچی
صفحہ ۲۵۸ مطبوعہ جولائی ۱۹۷۵ء)

کتاب نقشِ حیات میں لکھا ہے:
"عام لوگ سمجھتے ہیں کہ جھوٹ ہر حالت میں برا اور حرام ہے، حالانکہ جھوٹ بعض اوقات میں مستحب، بعض میں مباح اور بعض میں حرام اور بعض میں مکروہ ہوتا ہے۔"
(نقشِ حیات جلد ۲ صفحہ ۲۰۲)

اب مولانا مودودی صاحب کا فتویٰ بھی سن لیجئے!
"راستبازی و صداقت شعاری اسلام کے اہم ترین اصولوں میں سے ہے اور جھوٹ اس کی نگاہ میں ایک بدترین برائی ہے لیکن عملی زندگی کی بعض ضرورتیں ایسی ہیں جن کی خاطر بعض حالات میں اس کے وجوب تک کا فتویٰ دیا گیا ہے۔"

(ترجمان القرآن لاہور مئی ۱۹۵۸ء صفحہ ۱۱)
(از ابوالاعلیٰ مودودی)

اب دیکھئے کہ تسلیم بھی کر رہے ہیں کہ اسلامی تعلیم میں ایک بدترین برائی جھوٹ ہے اور پھر اسلامی تعلیم کے خلاف اس جھوٹ کے بعض حالات میں وجوب کا فتویٰ دے رہے ہیں۔
انا للہ وانا الیہ راجعون

مولانا مودودی صاحب خاص سرزمینِ حجاز کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں!
"وہ سرزمین جہاں سے کبھی اسلام کا نور پورے عالم میں پھیلا تھا، آج اس جاہلیت کے قریب پہنچ گئی ہے۔ جس میں وہ اسلام سے پہلے مبتلا تھی۔ اب نہ وہاں اسلام کا علم ہے نہ اسلامی اخلاق اور نہ اسلامی زندگی ہے۔ لوگ دور دور سے بڑی گہری عقیدتیں لئے ہوئے حرم پاک کا سفر کرتے ہیں مگر اس علاقے میں پہنچ کر جب ہر طرف ان کی جہالت، گندگی، طمع بے حیائی، دنیا پرستی، بداخلاقی، بدانتظامی اور تمام باشندوں کی ہر طرح گری ہوئی حالت

نظر آتی ہے تو اُن کی توقعات کا سارا طلسم پاش پاش ہو کر رہ جاتا ہے حتیٰ کہ بہت سے لوگ حج کر کے اپنا ایمان بڑھانے کی بجائے اُلٹا کچھ کھو آتے ہیں، وہی پرانی مہنت گری جو حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل کے بعد جاہلیت کے زمانے میں کعبہ پر مسلط تھی اور جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم کیا تھا تازہ ہو گئی ہے۔ حرم کعبہ کے منتظم پھر اسی طرح مہنت بن کر بیٹھے ہیں۔"

(خطباتِ مودودی بار ہفتم صـ۱۹۵)

الاصوات فی المساجد کا ظہور:

زمانۂ حال میں مساجد کی جو بے حرمتی کی جا رہی ہے۔ جس طرح عبادتگاہوں کو فتنہ و فساد کی آماجگاہ بنایا جا رہا ہے۔ فرقہ واریت، تعصب، لڑائی جھگڑے اور مذہبی و سیاسی و ذاتی مفادات کی خاطر جس طرح مساجد کا استعمال کیا جا رہا ہے، وہ ببانگِ دہل سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی "ظھرت الاصوات فی المساجد" کی صداقت کا اعلان کر رہا ہے۔

موقعہ کی مناسبت سے دو حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

مولوی سید مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں!

"ہندوستان میں بھی پچھلے دنوں زوالِ حکومت کے بعد مسلمانوں پر آفات و مصائب کے جو پہاڑ ٹوٹے، ان قصوں میں اور تو جو کچھ ہوا سو ہوا، ساتھ ہی اسلام اور مسلمانوں کی رسوائی کی بعض ناگوار صورتیں اس شکل میں جو پیش آئیں کہ مساجد میں دنگے ہو رہے ہیں، جوتے چل رہے ہیں، گتھم گتھی ہو رہی ہے، ایک دوسرے کو معمولی معمولی باتوں پر مسجدوں سے نکالنے پر اصرار کر رہا ہے، بسا اوقات بے غیرت مسلمانوں کو اپنے دینی مسائل کے جھگڑوں میں انگریزی حکام کے سامنے فیصلہ طلب کرنے کے لئے حاضر ہونا پڑا۔"

(مسلمانوں کی فرقہ بندیوں کا افسانہ صـ۱۱۸
از سید مناظر احسن گیلانی)

برما کے مسلمانوں کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے اخبار اہلحدیث کا نامہ نگار اپنے اخبار کے شمارہ ۱۶ اپریل ۱۹۱۴ء میں لکھتا ہے۔

"یہ عاجز دس یوم سے یہاں مقیم ہے۔ آج دو بجے ایک جلسہ جامع مسجد میں ہونے والا تھا۔ چنانچہ میں بوقتِ ظہر مسجد میں گیا۔ مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھی عجب حیرت کا عالم ہے۔ چند مٹکے شربت کے رکھے ہیں اور طباقوں میں کیلے اور کھجوریں پیش امام کے سامنے رکھے ہیں۔ فاتحہ پر فاتحہ ہاتھ اٹھا کر مانگ رہے ہیں...... اس کے بعد صندل کا برادہ حل کیا، سب کی گردنوں اور پیشانی پر مثل پنڈتوں کے سفید نشان لگائے گئے، پھر ایک فاسقہ عورت کو حال آیا اور وہ رقص کرنے لگی، سامنے لوبان کی انگیٹھی میں اپنا منہ ڈال دیا...... اس کے بعد متولیِ مسجد نے دَف کو زور سے بجانا شروع کیا..... کیلا، کھجور، شربت تقسیم ہوئے..... چند موٹے موٹے داڑھی والے لوگ آگے بھبوت لگائے پیٹ، منہ اور ننگے بدن پر محض ایک لنگوٹی پہنے ہوئے یا مُراہی یا مُرادی عبدالقادر کہتے جاتے تھے، پیچھے کے لوگ عجب مستی کی حالت میں ڈھول بجاتے ہوئے مسجد کو قبل از مغرب واپس ہو گئے۔"

(اخبار اہلحدیث ۱۶ اپریل ۱۹۱۴ء)

علمائے کی خستہ حالی اور اخلاقی گراوٹ:

احادیثِ نبویہ میں موعودِ آخر الزماں کے عہد میں علمائے سُوء کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے ہمارا یہ زمانہ بعینہٖ بلا کم و کاست، بلا شک و شبہ اس کی کامل تصویر ہے۔ علمائے سُوء کا یہ کردار، ان کی یہ اخلاقی پستی، کھول کھول کر بیان کر رہی ہے کہ یہ زمانہ ہی موعود آخر الزماں کی بعثت کا زمانہ ہے۔ چنانچہ نواب ابوالخیر نورالحسن صاحب لکھتے ہیں:

"علوم تو جب سے دنیا ہے۔ تب ہی سے کالانعام ہو رہے ہیں۔ خواص میں چراغ لے کر، مشعل جلا کر اگر ڈھونڈو گے تو ہزار میں ایک بھی بے ریا و سمعہ نہ ملے گا۔ یہ بڑے بڑے فقیہہ، یہ بڑے بڑے مدرس، یہ بڑے بڑے درویش، جو ڈنکا دینداری، خدا پرستی کا بجا رہے ہیں۔ ردِّ حق،

تائیدِ باطل، تقلیدِ مذہب، تقلیدِ مشرب میں مخدوم عوام کالانعام ہیں۔ سچ پوچھو تو دراصل پیٹ کے بندے نفس کے مرید ابلیس کے شاگرد ہیں۔.........علم میں مجتہد ہیں، مجدد ہیں لیکن حق باطل، حلال حرام میں کچھ فرق نہیں کرتے، غیبت، سبّ و شتم، خذلیت و زور، کذب و فجور افتراء کو گویا صالحات باقیات سمجھ کر رات دن بذریعہ بیان و زبان خلق میں اشاعت فرماتے ہیں یہی زبان ذریعہ انکی معاش کا ہے"

(اقتراب الساعۃ صفحہ)

کیا ہی خوب کہا ہے کسی کہنے والے نے:

جب مسیحا دشمنِ جاں ہو تو ہو کیوں کر علاج
کون رہبر ہو سکے جب خضر بہکانے لگے

پھر یہی مصنف لکھتے ہیں:

"اب مادہ ظہورِ امام و روح اللہ علیہما السلام کا طیار ہے دُنیا جور و ظلم سے بھر چکی ہے مسلمانی نام کو رہ گئی ہے، اسلام غریب و حقیر ہو گیا ہے، اعوان و انصار، دجّال ہر قطر و مصر میں بکثرت موجود ہیں۔ علماء اور وعّاظ کی کثرت ہے......ایسے ہی عالموں کے حق میں فرمایا ہے من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود......"اے اللہ! عزّ وجل! تو ایسا کر کہ مہدی جلد آجاویں عیسٰی علیہ السلام اب تو رونق بخش ہوں"

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۴۲)

مولانا مودودی صاحب کا ایک اِقتباس بھی ملاحظہ ہو!

"سیاسی لیڈر ہوں یا علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین دونوں قسم کے رہنما اپنے نظریہ اور اپنی پالیسی کے لحاظ سے یکساں گم کردہ راہ ہیں، دونوں حق سے ہٹ کر تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں۔ ان میں سے کسی کی نظر بھی مسلمان کی نظر نہیں۔"

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ)

نواب نورالحسن خان کا ایک اور حوالہ بھی ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں!

"اب اسلام کا صرف نام قرآن کا فقط نقش باقی رہ گیا ہے۔ مسجدیں ظاہر میں تو آباد ہیں لیکن ہدایت سے بالکل ویران ہیں۔ علماء اس امت کے بدتر ان کے ہیں جو نیچے آسمان

کے ہیں انہیں سے فتنے نکلتے ہیں، انہیں کے اندر پھر کر جاتے ہیں۔"
(اقتراب السّاعۃ صد۱۲)

غلبۂ نصاریٰ

احادیث و آثار میں مہدی و مسیح کے متعلق پیشگوئیوں میں اس کے آنے کی ایک علامت یہ بیان کی گئی تھی کہ آنے والا موعود ایسے وقت میں اور ایسے زمانے میں آئے گا جب دنیا میں چاروں طرف عیسائیت کا غلبہ ہو گا اور مسیحی اقوام ہر پہلو سے بام عروج کو پہنچی ہوں گی چنانچہ اس علامت کا ذکر بحار الانوار میں مندرجہ ذیل الفاظ میں ملتا ہے۔

"فتظاھر الرّوم" (بحار الانوار جلد ۵۱ صد۱۶۳ - بیروت)

یعنی مہدی کی بعثت کے زمانے میں ہر طرف رومی (مسیحی) لوگ چھائے ہوں گے۔"

مسلم شریف کی ایک حدیث میں آنحضورؐ فرماتے ہیں!

"تقوم السّاعۃ والروم اکثر النّاس"

(مسلم کتاب الفتن واشراط السّاعۃ)

یعنی "قیامت اس وقت قائم ہوگی جب نصاریٰ سب لوگوں سے زیادہ ہونگے۔"

اسی طرح محمّد بن حنیفۃ روایت کرتے ہیں کہ:

ینادی منادٍ من السّماء انّ الحقّ فی آل محمّدٍ

وینادی منادٍ فی الارض أنّ الحقّ فی آل عیسیٰ

(الفتاوی الحدیثیۃ صد۴۲)

ترجمہ: "آسمان سے پکارنے والا ندا دے گا کہ حق آل محمّد کے ساتھ ہے اور زمین سے ایک منادی کرنے والا یہ منادی کرے گا کہ حق آلِ عیسیٰ کے ساتھ ہے۔"

اس روایت سے بخوبی واضح ہے کہ مہدی کے زمانے میں آسمانی قوّت یعنی خدا کے بالمقابل

سب سے بڑی زمینی قوت ان لوگوں کی ہوگی جو عیسائیت کی تبلیغ اور اس کا پرچار کرنے والے ہوں گے۔

حضرت ابنِ مسعودؓ کی ایک روایت کے مطابق مہدی کے ہاتھوں اہلِ روم کو شکست ہوگی۔ چنانچہ روایت ہے:

یھزم اللہ علی یدیہ الروم

(الفتاوی الحدیثیۃ صلالا)

یعنی "اللہ تعالیٰ امام مہدی کے ہاتھوں اہلِ روم (عیسائیوں) کو شکست دے گا"

یہ روایت بھی واضح دلالت کررہی ہے کہ امام مہدی کے زمانے میں عیسائیت اپنے زوروں پر ہوگی اور مہدی کا اصل مقابلہ عیسائیت سے ہوگا اور پھر مہدی کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ ان کے غلبے کو توڑ دے گا۔

حدیث ویکسر الصلیب بھی کھلے طور پر مسیح موعود کی بعثت کا وقت عیسائیت کا غلبہ بتا رہی ہے۔

اب جبکہ مندرجہ بالا روایات کھلے لفظوں میں مسیح موعود کا ظہور اس زمانے میں بتارہی ہیں جبکہ عیسائیت اپنے پورے عروج پر ہوگی تو اس بات کو تسلیم کرنے میں کس کو انکار ہوسکتا ہے کہ عیسائیت کو اپنی ابتدا سے لے کر آج تک کبھی بھی اور کسی پہلو سے بھی وہ طاقت اور غلبہ نصیب نہیں ہوا جس کو دنیا کی آنکھوں نے تیرھویں صدی ہجری کے نصف آخر اور چودھویں ہجری کے ابتدائی سالوں میں دیکھا۔

عیسائیوں کے اس غلبہ کا ذکر کرتے ہوئے امریکہ کے ایک مشہور عیسائی منا د ڈاکٹر جان ہنری بیرز نے ۱۸۹۷ء میں برصغیر کے مختلف مقامات پر جا کر لیکچر دیئے۔ جن میں عیسائیت کی تیز رفتار عالمگیر ترقی کو عیسائیت کی حیاتِ ابدی کا پیش خیمہ بتایا چنانچہ انہوں نے بڑے طمطراق سے اعلان کیا!

"آسمانی بادشاہت پورے کرۂ ارض پر محیط ہوتی جارہی ہے۔ آج دنیا بھر میں اخلاقی اور فوجی طاقت، علم و فضل، صنعت و حرفت اور تمام تر تجارت

ان اقوام کے ہاتھ میں ہے جو آسمانی الوہیت اور انسانی اخوت کی مسیحی تعلیم پر ایمان رکھتے ہوئے یسوع مسیح کو (اپنا نجات دہندہ) تسلیم کرتی ہیں"

(بیروز لیکچر صـ۱۹)

پھر وہ کہتے ہیں:

"دنیائے عیسائیت کا عروج اس درجہ زندہ حقیقت کی صورت اختیار کر چکا ہے کہ ایسا درجۂ عروج اسے اس سے پہلے کبھی نصیب نہ ہوا تھا۔ ہماری ملکۂ عالیہ کو دیکھو جو ایک ایسی سلطنت کی سربراہ ہے جس پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا...... امریکی، برطانوی، جرمن اور روسی سلطنتوں کے حکمران اقرار کرتے ہیں (یعنی دینِ عیسائیت اور اس کی وفاداری کا ــــ ناقل) کیا ان سب کے زیرِ نگیں علاقے مل کر ایک ایسی وسیع و عریض سلطنت کی حیثیت نہیں رکھتے کہ جس کے آگے ازمنۂ قدیم کی بڑی سے بڑی سلطنت بھی سراسر بے حیثیت نظر آنے لگتی ہے۔"

(بیروز لیکچر صـ۱۹-۲۰)

پھر اسی پر بس نہیں بلکہ خاص اسلامی ملکوں میں بھی عیسائیت کی روزافزوں ترقی کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا۔

"اب میں اسلامی ملکوں میں عیسائیت کی روزافزوں ترقی کا ذکر کرتا ہوں اس ترقی کے نتیجہ میں صلیب کی چمکار اگر ایک طرف لبنان پر جلوہ فگن ہے تو دوسری طرف فارس کے پہاڑوں کی چوٹیاں اور باسفورس کا پانی اس کے نور سے جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ یہ صورتحال اس آنے والے انقلاب کا پیش خیمہ ہے جب قاہرہ، دمشق اور تہران خداوند یسوع مسیح کے خدام سے آباد نظر آئیں گے حتیٰ کہ صلیب کی چمکار صحرائے عرب کے سکوت کو چیرتی ہوئی خداوند یسوع مسیح کے شاگردوں کے ذریعے مکہ اور خاص کعبہ کے حرم میں داخل ہوگی اور بالآخر وہاں صداقت کی منادی کی جائے گی کہ ابدی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ حقیقی اور واحد خدا کو اور یسوع مسیح کو جانیں جس کو تو نے بھیجا ہے۔"

(بیروز لیکچر صـ۴۲)

اب ایک مسلمان کا حوالہ بھی ملاحظہ ہو جس میں انہوں نے نصاریٰ کے غلبہ اور عروج کی گواہی دی ہے اور اس غلبہ کو امام مہدی کی صداقت کا نشان قرار دیا ہے۔ یہ حوالہ جناب ابوالخیر نواب نورالحسن صاحب کا ہے جو انہوں نے اپنی کتاب اقتراب الساعۃ میں تحریر فرمایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"چھوٹی موٹی نشانیاں قیامت کی جو ہونے والی تھیں وہ سب ہو گئیں بڑی نشانیوں میں ایک تو یہی حکومتِ نصاریٰ ہے جس کو سب چھوٹے بڑے دور و نزدیک کے لوگ برابر ہر دن، ہر جگہ خشکی تری میں اپنی آنکھ سے دیکھتے اور کان سے سنتے ہیں، دوسری نشانی ظاہر ہونا مہدی کا ہے، تیسری نشانی اترنا عیسیٰ کا ہے ...... پہلی نشانی تو اب موجود ہو گئی۔ یہ نشانی یہ کہتی ہے کہ اس کے قریب ہی دوسری، تیسری نشانی بھی ظاہر ہونے والی ہے۔"

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۶)

مصنف نے بالکل بجا فرمایا ہے اور جیسا انہوں نے کہا ویسا ہی ظہور میں آیا ہے۔ پہلی نشانی کے ساتھ ہی دوسری اور تیسری نشانی بھی کمال شان کے ساتھ پوری ہو گئی۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ فرماتے ہیں:

"جس مہدی یا مسیح نے آنا تھا وہ آچکا کیا ضرور نہ تھا کہ وہ مسیح غلبۂ صلیب کے وقت آتا؟ کیا سب سے اوّل درجہ کی علامت مسیح موعود کی یہ نہیں ہے کہ وہ صلیب کے غلبہ میں آئے گا اب خود دیکھ لو کہ اس تیرہ سو برس کے عرصہ میں صلیبی مذہب کس قدر ترقی کرتا گیا اور کس قدر نہایت سرعت کے ساتھ اس کا قدم دن بدن آگے ہے۔ ایسی قوم ملک ہند میں کونسی ہے جس میں سے ایک جماعت اس مذہب میں داخل نہیں کی گئی، کروڑہا کتابیں اور رسالے دین اسلام کے ردّ میں شائع ہو چکیں یہاں تک کہ امہات المومنین جیسی گندی کتاب بھی تمہاری تنبیہ کے لئے عیسائیوں کے ہاتھ سے شائع ہوئی چودھویں صدی میں سے بھی جس پر ایسی ضرورت کے وقت مجدد نے

آنا تھا سولہ برس گذر گئے لیکن آپ لوگوں نے اب تک مسیح موعود کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ زمانہ نے صلیبی مذہب کے غلبہ کی وجہ سے مسیح موعود کی ضرورت پر گواہی دی...... اہلِ کشف نے بھی اس زمانے کی خبر دی اور نجومی بھی بول اٹھے کہ مسیح موعود کا یہی وقت ہے اور جس نے دعویٰ کیا۔ اس کا نام بھی یعنی غلام احمد قادیانی اپنے حروف کے اعداد سے اشارہ کر رہا ہے یعنی تیرہ سو کا عدد جو اس نام سے نکلتا ہے...... مگر آپ لوگوں کی اب تک آنکھ نہیں کھلی۔"

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد نمبر ۱۵ صفحہ ۱۵۶-۱۵۷)

انجیل کی منادی کا نشان

بائبل میں مسیح کی آمدِ ثانی کی سب سے بڑی علامت اور اس کے زمانے کا آخری اور بڑا نشان یہ قرار دیا گیا ہے کہ اس وقت حضرت عیسیٰؑ کی بادشاہت یعنی انجیل کی منادی ساری دُنیا میں بکثرت کردی جاوے گی چنانچہ لکھا ہے!

"اور بادشاہی کی یہ انجیل تمام دنیا میں سُنائی جائے گی تاکہ سب قوموں کے لئے گواہی ہو تب انجام ہوگا"

(متی ۲۴ : ۱۴)

یہ نشان بھی حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں بڑی شان کے ساتھ پورا ہوا اور یہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں کہ عیسائی پادری کس زور شور کے ساتھ ساری دُنیا میں انجیل و عیسائیت کی منادی کر رہے ہیں اور کس طرح ان کی تبلیغ و اشاعت کا کام جاری ہے بالخصوص وہ ایام جبکہ حضرت مسیح موعودؑ نے مسیح ثانی ہونے کا دعویٰ فرمایا، کس زور و شور سے اس منادی کا کام جاری تھا۔

اس ضمن میں مسلمانوں اور عیسائیوں ہر دو کی شہادت اور گواہی تحریر کرتا ہوں کہ کس طرح مسیح کی آمدِ ثانی کی یہ نشانی بھی اس زمانے میں پوری ہوئی۔

انجمن اسلامیہ اور انجمن حمایتِ اسلام کے تعاون سے ایک کتاب بعنوان "مذہبی تحریکاتِ ہند" شائع ہوئی اس میں انجیل کی منادی اور عیسائی مبلغوں کے جوش کے بارے میں لکھا ہے:

"عیسائی مبلغوں نے بھوکے اور ننگے مسلمانوں کے ایک کثیر گروہ کو صرف روٹیاں اور کپڑے دکھلا کر اپنے قبضہ میں کر لیا اور جو روٹیوں کے ذریعے سے بھی قابو نہ آئے وہ اعلیٰ ملازمتوں اور عیسائی عورتوں سے شادی کے ذریعے سے اپنے پنجے میں کئے گئے اور جو اس پر بھی دام میں نہ پھنس سکے ان کے لئے الحاد

اور بے دینی کا فلسفہ پھیلا دیا جس میں آج مسلمانوں کے ہزاروں نوخیز بچے مبتلا پائے جاتے ہیں۔"

(مذہبی تحریکاتِ ہند صفحہ ۲۲ حسبِ فرمائش خان بہادر سردار نظام الدین خان مرحوم آف ڈونگرپور سٹیٹ)

پھر لکھتے ہیں:

"بعض اضلاع میں دستور ہو گیا کہ پادریوں کے ساتھ متعلقہ تھانے کا ایک چپڑاسی (بطور حفاظت) جانے لگا، پادری لوگ وعظ میں صرف انجیل پر ہی اکتفا نہ کرتے بلکہ ہندو مسلمانوں کے مذہبی بزرگوں اور مقدس مقامات کو بھی بڑی ہتک آمیز زبان سے یاد کرتے جسے سن کر عوام کا خون کھولنے لگتا کیونکہ مذہبی قومیں عموماً مذہب پرست واقع ہوئی ہیں۔"

(ایضاً صفحہ ۲۱-۲۰)

ایک عیسائی پادری اے۔ایم۔کیمر لکھتے ہیں:

"آج کل دنیا میں صرف ایک کتاب (یعنی انجیل) موجود ہے جس کا ترجمہ نہ صرف عبرانی، یونانی، عربی اور فارسی میں موجود ہے بلکہ گیارہ سو سے زائد زبانوں میں موجود ہے۔"

(موجودہ مسیحائی سلسلہ نمبر ۱ صفحہ ۱)
(بحوالہ مسیح دجال اور یاجوج ماجوج کا ظہور)

ایک اور عیسائی نے لکھا:

"تمام علامات (مسیح کی آمدِ ثانی کی ناقل) پوری ہو چکی ہیں۔ اب صرف انجیل کی عالمگیر اشاعت کی ضرورت ہے۔ دنیا کی تقریباً تمام اقوام اور ممالک میں سوائے تبت، نیپال، بھوٹان اور اسلامی ممالک میں سے افغانستان اور سوڈان کے عیسائیت کا پرچار ہو چکا ہے۔ ان ممالک میں سے بھی بعض میں بائبل کی اشاعت ہو چکی ہے۔ اور عیسائی منّاد داخل ہونے کے لئے تیار ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ اس زمانے میں خود بخود اس زمین کے ہر ملک، جزیرہ، قوم

اور تبت میں عیسائی مشنریوں کا جال بچھ گیا ہے اور ہم صحیح طور پر کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے روحانی بادشاہ مسیح کی آمد بالکل قریب ہے۔"

("یسوع مسیح آرہا ہے" انگریزی مطبوعہ امریکہ ۱۸۹۸ء)

ایک اور عیسائی مصنف گارڈن لنڈ سے لکھتا ہے!

"صدیوں تک بشارت کا کام آہستہ آہستہ بڑھتا رہا لیکن چند ہی سالوں میں بڑی قوت سے تحریک پیدا ہوئی۔ خدا اب ہر بشر پر خاص انداز میں اپنی روح کو نازل کر رہا ہے۔ جس کے باعث زمین کی بہت سی قومیں بیدار ہو رہی ہیں۔ بہت سے ممالک میں لاکھوں لوگ مسیح پر ایمان لا رہے ہیں اور اسے اپنا نجات دہندہ قبول کیا ہے۔"

(مسیح کی آمد ثانی صفحہ ۱۲ از گارڈن لنڈ سے
ترجمہ: ولیم جانسن مطبوعہ پاکستان گاسپلز
اسمبلیز بہار کالونی۔ کوٹ لکھپت لاہور)

کسرِ صلیب

آنحضورؐ نے موعود آخر الزمان یعنی مسیح موعود کا ایک اہم کام "کسرِ صلیب" بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر..... الخ

(مشکوٰۃ کتاب الفتن باب نزول عیسٰی)

ترجمہ: "مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ضرور ابن مریم تم میں نازل ہوں گے، وہ انصاف کے ساتھ فیصلہ فرمائیں گے، کسرِ صلیب کریں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔"

ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں!

"المھدیّ الذی یکسر الصّلیب"

(من مو المہدی صلا۶۲)

یعنی "مہدی وہ وجود ہے جو صلیب کو توڑے گا۔"

اب ظاہر ہے کہ اس حدیث میں کسرِ صلیب سے ظاہری صلیب کا توڑنا مراد نہیں ہو سکتا بلکہ ایسے معنی نہایت مضحکہ خیز اور موعود آخر الزماں کے حق میں گستاخی قرار پائیں گے اور ان الفاظ کو ظاہر پر محمول کرنا ایسا کام ہو گا کہ وہ نہ صرف بوجوہ ناممکنات میں سے ہو گا۔ بلکہ نہایت لغو اور بے فائدہ بھی ہو گا۔ پس صحیح اور درست معنی یہی ہیں کہ صلیب توڑنے سے مراد در اصل عقائد عیسائیت کا انتہا درجہ کا توڑ اور بطلان ہے اور یہی معنی علماء سلف اور بزرگانِ امت سے ثابت ہیں چنانچہ علامہ حافظ ابنِ حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ اس حدیثِ مبارکہ کی شرح میں فرماتے ہیں!

ای یبطل دین النصرانیۃ

(فتح الباری زیرِ حدیث منقولہ بالا)

حضرت امام ملّا علی قاری فرماتے ہیں!

ای یبطل النّصرانیۃ

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صلا۲۳۱)

یعنی "کسرِ صلیب سے مراد مذہبِ نصاریٰ کا بطلان اور ردّ ہے"۔

اسی طرح مشہور محدّث علّامہ بدر الدین عینیؒ فرماتے ہیں!

فتح لی ھنا معنی من الفیض الالٰھی وھو ان المراد من کسر الصّلیب اظھار کذب النّصاریٰ

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۵ صفحہ ۵۸۴ مصری)

یعنی "اس مقام پر الہامِ الٰہی سے مجھ پر یہ معنی کھولے گئے ہیں کہ "کسرِ صلیب" سے مراد مذہبِ نصرانیت کا جھوٹ ثابت کرنا ہے"۔

مسیح و مہدی موعود کی یہ عظیم علامت بھی حضرت بانی سلسلۂ احمدیہ کے ذریعے کمال شان سے پوری ہوئی اور آپ نے دلائل و براہین کے ساتھ عقائدِ عیسائیت پر ایسے تابڑ توڑ حملے کئے کہ نصرانیت کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور حقانیتِ اسلام اور بطلانِ مسیحیت کے حجج و براہین کا ایسا سلسلہ آپ نے شروع کیا کہ مذہبِ عیسائیت کی بنیاد ہلا کر رکھ دی اور اس پر تعمیر کردہ عمارت کے پرخچے اڑ گئے۔ آپ نے ببانگِ دہل یہ اعلان فرمایا:

وَاللّٰہِ انّی لاکسرنّ صلیبکم
ولو مُزّقت ذرّات جسمی و اُکسِر

یعنی "خدا کی قسم میں تمہاری صلیب کو توڑ کر رہوں گا خواہ اس راہ میں میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہی کیوں نہ کر دیئے جائیں اور پھر ان ٹکڑوں کو خواہ ہوا میں ہی کیوں نہ بکھیر دیا جائے"۔

حضرت مرزا صاحب نے صرف یہ دعویٰ ہی نہیں کیا بلکہ حقیقت میں دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ کے ساتھ مسیحی عقائد پر وہ کاری ضرب میں لگائیں کہ نصرانیت کے عقائد ہمیشہ ہمیش کے لئے پاش پاش ہو کر رہ گئے۔ کسرِ صلیب کا یہ غیر معمولی اور عظیم الشان کارنامہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انجام دیا۔ یہ ایک ایسی کھلی کتاب ہے کہ خود دشمن بھی اس کا بَرملا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گیا۔

۵ الفضل ما شہدت بہ الاعداء

یہاں اغیار کی چند شہادتیں درج کی جاتی ہیں !

مولوی اشرف علی تھانوی کے ترجمۂ قرآن کے دیباچے میں مولوی نور محمدؐ صاحب نقشبندی لکھتے ہیں :

"اسی زمانے میں پادری لیفرائے پادریوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کر اور حلف اٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے عرصے میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنا لوں گا۔ ولایت کے انگریزوں سے روپیہ کی بہت بڑی مدد اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا ..... حضرت عیسٰی کے آسمان پر بجسمِ خاکی زندہ موجود ہونے اور دوسرے انبیاء کے زمین میں مدفون ہونے کا حملہ عوام کے لئے اسکے خیال میں کارگر ہوا تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہو گئے اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسٰی جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح سے فوت ہو کر دفن ہو چکے ہیں اور جس عیسٰی کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں پس تم اگر سعادت مند ہو تو مجھے قبول کر لو۔ اس تقریب سے اس نے لیفرائے کو اس قدر تنگ کیا کہ اس کو پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا اور اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی "

(دیباچہ ترجمہ قرآن صفحہ ۳۰)

مولانا ابو الکلام آزاد نے لکھا !

"ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے۔ ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے..... اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے ابتدائی اثر کے پرخچے اڑائے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں، لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا۔"

(اخبار وکیل مئی ۱۹۰۸ء)

مرزا حیرت دہلوی ایڈیٹر اخبار کرزن گزٹ دہلی نے لکھا!

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلے میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا۔ اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کردی' نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ محقق ہونے کے ہم اسبات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔"

(کرزن گزٹ دہلی یکم جون ۱۹۰۸ء)

دُخّان اور قحط

موعود آخر الزّماں کے ظہور کی علامات میں سے ایک علامت "دخّان" (دھواں) کا ظہور بتائی گئی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے !

فارتقب یوم تاتی السّماء بدخانٍ مبین

(الدّخان: ۱۱)

ترجمہ: "پس تو اس دن کا انتظار کر جس دن آسمان پر ایک کھلا کھلا دھواں ظاہر ہوگا"

حضرت واثلہ بن الاسقعؓ فرماتے ہیں !

سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
لاتقوم السّاعۃ حتّٰی تکون عشر اٰیات
...... والدّجّال والدّخان ونزول عیسٰیؑ الخ

(مستدرک حاکم جلد ۴ صفحہ ۴۲۸)

ترجمہ: "حضرت واثلہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضورؐ سے سنا کہ آپ فرماتے تھے قیامت سے قبل دس نشانات کا ظہور ضروری ہے .... اور دجّال اور دخان اور نزولِ عیسیٰؑ ..... الخ"

اسی مضمون کی دو اور روایات "مسلم کتاب الفتن" میں بھی بیان کی گئی ہیں۔ ایک روایت حضرت حذیفۃ ابن الیمانؓ کی ہے جبکہ دوسری روایت حضرت ابوسریحۃ حذیفۃ بن اسیدؓ کی ہے۔ دونوں روایتوں میں قیامت سے قبل ظاہر ہونے والے دس نشانات کا ذکر ہے اور ان میں سے ایک "دخّان" یعنی دھوئیں کا ظہور ہے۔

بائیبل میں ہے :

یعنی خون اور آگ اور دھوئیں کا بادل دکھاؤں گا۔"

(اعمال باب ۲ آیت ۱۹)

الدّخان کی ماہیّت وکیفیّت :

جبکہ یہ بات واضح ہے کہ امام مہدی ومسیح موعود کے زمانہ کی ایک علامت "دخان" کا ظہور ہے تو اب اس کی ماہیّت وکیفیّت کو سمجھنا بھی ازبس ضروری ہے۔

دخان سے کیا مراد ہے؟

اِس ضمن میں بخاری شریف میں حضرت مسروقؓ سے مروی ہے :

اِنّ قریشًا لمّا أبطأت عن الاسلام واستعصت علی رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم دعا علیھم بسنین کسنیّ یوسف فأصابھم الجھد والجوع حتّٰی أکلوا العظام والمیتۃ وجعلوا یرفعون أبصارھم الی السّماء فلا یرون الّا الدّخان"

(صحیح بخاری)

ترجمہ :"جب قریش نے آنحضورؐ پر ایمان لانے میں لیت ولعل سے کام لیا اور آنحضورؐ کی نافرمانی پر تُل گئے تو آپ نے ان کے خلاف یوسفؑ کے سے سالوں کی بددُعا کی جس کے نتیجے میں کفّار پر مصیبت کا طوفان ٹوٹ پڑا۔ اور انہیں بھوک اور فاقہ کشی نے آلیا۔ یہاں تک کہ انہیں مُردار اور ہڈیاں تک کھانا پڑیں۔ بھوک کی وجہ سے ان کا یہ حال ہوگیا کہ وہ آسمان کی طرف دیکھتے تو انہیں سوائے دھوئیں کے کچھ دکھائی نہ دیتا۔"

تفسیر المراغی میں زیرِ آیت فارتقب یوم تاتی السّماء بدخان مبین۔" تحریر ہے۔

أی فانتظر یوم تأتی الجدب والمجاعة التی تجعل الجائع یری بینه وبین السماء کھیئة الدخان المنتشر فی الفضاء"

(تفسیر المراغی لاحمد مصطفیٰ المراغی سورة الدخان)

(زیر آیة فارتقب ... مبین جلد ۲۵ دار احیاء التراث العربی)

یعنی "اس آیت سے مراد ہے کہ اس دن کا انتظار کرو جب تمہیں قحط اور بھوک کا عذاب آلے گا جس کے نتیجہ میں ایک بھوکا اور فاقہ کش انسان اپنے اور آسمان کے درمیان فضا میں دھوئیں کی مانند چیز کو منتشر دیکھے گا۔"

تفسیر ثنائی میں زیر آیت محوّلہ بالا لکھا ہے:

"اس روز کا انتظار کرو جس روز آسمان سے ایک نمایاں دھواں ظاہر ہو گا یعنی بوجہ قحط اور بھوک کے ان کو آسمان پر دھواں نظر آئے گا۔"

(تفسیر ثنائی سورۃ الدخان زیر آیت محوّلہ بالا)

ترجمان القرآن میں محوّلہ بالا آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:

"ابن قتیبہؒ نے کہا اس میں دو وجہ ہیں۔ اوّل یہ کہ قحط کے سال بہ سبب نہ ہونے بارش کے زمین کی خشکی نہایت درجہ ہوتی ہے اور غبار کثیر بلند ہوتا ہے اور ہوا تاریک ہو جاتی ہے اور یہ دھوئیں کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ اور محاورے میں بولتے ہیں ـــ

"کان بیننا امر ارتفع لہ دخان"

یعنی درمیان ہمارے ایک ایسا امر ہوا کہ اس کے واسطے دھواں بلند ہو گیا۔ اور اسی لئے قحط کے سال کو غبراء کہتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ عرب شے غالب کا نام "دخان" رکھتے ہیں۔ سبب اس میں یہ ہے کہ جب آدمی کا خوف و ضعف سخت ہوتا ہے تو اس کی آنکھیں تاریک ہو جاتی ہیں اور وہ دنیا کو ایسے دیکھتا ہے جیسے دھوئیں سے بھری۔"

(ترجمان القرآن جلد ۱۱ صفحہ ۲۷۶)

مندرجہ بالا تفاسیر سے اظہر من الشمس ہے کہ مفسّرین کے نزدیک دھوئیں سے مراد قحط اور بھوک کا عذاب ہے۔ ان معنوں کی تصدیق ان روایات و احادیث سے بھی ہوتی ہے جن میں آخری زمانہ کی ایک علامت واضح طور پر "قحط سالی" بھی بتائی گئی ہے۔

چنانچہ آنحضور ؐ نے فرمایا!

"یکون فی المغرب الھرج والخوف ویستولی علیھم الجوع والغلاء وتکثر الفتنۃ ویاکل النّاس بعضھم بعضًا"

(مختصر تذکرۃ القرطبی صفحہ ۱۴۸)

یعنی "آخری زمانے میں خوف اور قتل و غارت گری ہوگی اور بھوک کا عذاب انکو آگھیرے گا فتنے شدید ہو جائیں گے اور لوگ لوگوں کو کھانا شروع کر دیں گے۔"

مشارق الانوار میں کعب بن حارث رضؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے سطیح سے آخری زمانے کی باتوں کے متعلق دریافت کیا تو اس نے جواب دیا!

"فھناک تنقطع الأمطار وتجفّ الانھار"

(بحار الانوار جلد نمبر ۵۱ صفحہ ۱۶۳ مطبوعہ المکتبۃ الاسلامیہ طہران۔ ایران)

یعنی "اس زمانے میں بارشوں کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا اور تمام دریا خشک ہو جائیں گے۔"

اسی طرح دجّال (جس نے مسیح و مہدی کے زمانے میں خروج کرنا تھا اور رانجام کار مہدی و مسیح کے ہاتھوں سے قتل ہونا تھا) کی علامتوں میں سے ایک علامت آنحضور صلعم نے بایں الفاظ بیان فرمائی ہے۔

"اِنّ قبل خروجه ثلاثة أعوامٍ تمسك السّماء في العام الأوّل ثلث قطرها والأرض ثلث نباتها والعام الثّاني تمسك السّماء ثلثي قطرها والأرض ثلثي نباتها والعام الثّالث تمسك السّماء قطرها يعني كله والارض نباتها

يعني كلّه حتّى لا يبقى ذات ضرسٍ ولا ذات ظلفٍ الا مات"

(رواہ الطبرانی بحوالہ مختصر تذکرۂ قرطبی ص۱۶۱)

یعنی "آنحضورؐ نے فرمایا کہ دجّال کے وقت میں تین سال خاص ہوں گے، ایک سال میں آسمان ایک تہائی بارش روک لے گا اور زمین بھی ایک تہائی پیداوار کم دے گی دوسرے سال آسمان سے دو تہائی بارش رُک جائے گی اور زمین کی بھی دو تہائی پیداوار کم ہو گی، تیسرے سال بالکل بارش نہیں ہو گی اور نہ ہی زمین سے کوئی پیداوار، یہاں تک کہ ہر قسم کے چرند پرند مر جائیں گے"

بائیبل میں بھی مسیح کی آمدِ ثانی کی ایک علامت قحط اور کال بتائی گئی ہے چنانچہ لکھا ہے:

"پھر اس نے اُن سے کہا کہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کرے گی اور بڑے بڑے بھونچال آئیں گے اور جا بجا کال اور مری پڑے گی"

(لُوقا باب ۲۱ آیت نمبر ۱۰، ۱۱)

دُخان یعنی قحط سالی، بھوک اور فاقہ کشی کا یہ نشان بھی بڑی ہیبت کے ساتھ حضرت بانی سلسلۂ احمدیہ کے زمانے میں پورا ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے (کچھ عرصہ قبل اور کچھ عرصہ بعد تک) میں آنے والے چند ہیبت ناک قحطوں کا مختصر تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

سال	مقام/جگہ	کیفیت
1769-70ء	بنگال	آبادی کا ایک تہائی حصہ یعنی ایک کروڑ لوگ ہلاک ہو گئے۔
1790-92ء	بمبئی تا حیدرآباد دکن و مدراس کے شمالی اضلاع	معلوم تاریخ کے قحطوں میں سخت ترین قحط اتنی تعداد میں اموات ہوئیں کہ انہیں دفنانا ناممکن ہو گیا۔
1838ء	ہندوستان کے شمال مغربی صوبے	آٹھ لاکھ (8,00,000) افراد لقمۂ اجل بنے۔
1866ء	بنگال، اڑیسہ	دس لاکھ افراد مارے گئے
186[illegible]ء	راجپوتانہ	پندرہ لاکھ افراد موت کا شکار ہوئے۔
1876-7[illegible]ء	بمبئی، مدراس میسور	پچاس لاکھ (50,00000) افراد موت کے منہ میں چلے گئے۔
1887-8[illegible]ء	چین	وسیع پیمانے پر ہلاکتیں ہوئیں۔
1891-9[illegible]ء	روس	″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″
1899-19[illegible]ء	ہندوستان	دس لاکھ افراد پنجۂ موت کا شکار ہوئے نقصان کا اندازہ پانچ کروڑ پونڈ لگایا گیا۔ بحالی کے کام پر حکومت نے ایک کروڑ پونڈ خرچ کئے صرف بحالی کے کام میں ایک وقت میں 450000 افراد ما رکھے۔
1905ء	روس	سخت تباہی ہوئی۔ اموات کے اعداد و شمار نہیں مل سکے۔
191[illegible]ء	چین	″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″
1921ء	روس	موسم گرما کے آغاز سے بارشوں کے نہ ہونے کی وجہ سے روس میں وسیع پیمانے پر قحط پڑا۔ تقریباً

بیس ۲۰ سے تیس ۳۰ ملین کی آبادی تک کا علاقہ متاثر ہوا۔

قحط کی وجہ سے قحط زدہ علاقوں سے لوگوں کو دوسرے علاقوں کی طرف ہجرت کرنا پڑی۔ وہاں وہ پناہ گزین کیمپوں میں ٹھہرائے گئے وہاں ہیضہ اور دیگر وبائیں پھیل گئیں۔ ان وباؤں اور بھوک کے نتیجہ میں ایک کروڑ سے زائد افراد ھلاک ہو گئے۔

(حوالہ نئے دیکھیں انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا زیر لفظ (FAMINE)

اس علامت کے اس زمانے میں پورا ہونے کے متعلق جامعۃ الازھر مصر کے استاد علامۃ امین محمد جمال الدین لکھتے ہیں!

"ہم روز اخباروں میں پڑھتے ہیں کہ لاکھوں انسان قحط میں مبتلا ہیں اور غربت کی سطح سے بھی نیچے کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان کی یہ تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ جو اجلاس عالمی غذائی تنظیمیں منعقد کر رہی ہیں اور جن میں کئی ریاستوں کے صدر شامل ہو کر آنے والی قحط سالی کے موضوع پر بحث کرتے ہیں ان کا تذکرہ تو ختم ہونے کو نہیں آتا اور یہ کوئی حیرت انگیز بات نہیں کیونکہ ان دنوں اُن جنگوں کا کثرت سے ذکر ہو رہا ہے جو پانی کے حصول کی خاطر ہوں گی۔ اس صورت میں روئے زمین پر فتنہ و فساد، اضطرابات، جنگیں، قحط سالی، دریاؤں اور بحیروں کی خشکی عالمی سطح پر بڑھتی ہوئی مشکلات اور بحران، یہ سب دجّال کے خروج کی علامت ہیں (اور دجّال کا زمانہ اور مسیح موعود کا زمانہ ایک ہی ہو گا — ناقل)

("عمر امۃ الاسلام و قرب ظہور المھدی" از علامہ امین محمد جمال شعبہ دعوت و ثقافت دعوت اسلامی کالج جامعۃ الازہر
بحوالہ ماہنامہ میثاق" لاہور اکتوبر ۱۹۹۷ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں!

" دخان سے مراد قحطِ عظیم و شدید ہے جو سات برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارکہ میں پڑا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے مردے اور ہڈیاں کھائی تھیں .... جیسا کہ ابنِ مسعودؓ کی حدیث میں اس کا مفصّل بیان ہے لیکن آخری زمانہ کے لئے بھی جو ہمارا زمانہ ہے۔ اس دخانِ مبین کا وعدہ تھا، اس طرح پر کہ قبل از ظہورِ مسیح نہایت درجہ کی شدّت سے اس کا ظہور ہوگا۔ اب سمجھنا چاہئے کہ یہ آخری زمانے کا قحط جسمانی اور روحانی دونوں طرح سے وقوع میں آیا۔ جسمانی طور سے اس طرح کہ اگر اب سے پچاس برس گذشتہ پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ جیسے اب غلّہ اور ہر ایک چیز کا نرخ عام طور پر ہمیشہ کم رہتا ہے۔ اس کی نظیر پہلے زمانوں میں کہیں نہیں پائی جاتی، کبھی خواب وخیال کی طرح چند روز گرانی غلّہ ہوتی تھی اور پھر وہ دن گذر جاتے تھے لیکن اب تو یہ گرانی لازم غیر منفک کی طرح ہے اور قحط کی شدّت اندر ہی اندر ایک عالم کو تباہ کر رہی ہے اور روحانی طور پر صداقت اور امانت اور دیانت کا قحط ہو گیا ہے اور مکر اور فریب اور علوم وفنون مظلمہ دخان کی طرح دنیا میں پھیل گئی ہے اور روز بروز ترقی پر ہیں۔"

(ازالہ اوہام حصّہ دوم روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۷۶)

الدّخان اور موجودہ زمانہ کے آلاتِ حرب:

الدّخان یعنی دھوئیں کی یہ علامت حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں موجودہ زمانے کے آلاتِ حرب مثلاً ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کے ذریعے ظاہری طور پر بھی پوری ہوتی جن کے نتیجہ میں ساری فضا میں دھواں پھیل جاتا ہے۔ چنانچہ ۱۹۴۵ء کی جنگِ عظیم دوئم میں ناگاساکی جاپان پر جو ایٹم بم گرایا گیا اس کے نتیجہ میں بیس ہزار فٹ کی بلندی تک دھوئیں کے بادل پھیل گئے تھے۔

(کامپٹنز انسائیکلوپیڈیا زیرِ لفظ
(SECOND WORLD WAR)

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام

اور

ایک عجیب واقعہ کا ظہور

۲۵ر جنوری سنہ ۱۹۰۶ء کو حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا !

(۱) تَأْتِی السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ

(۲) یَوْمَ تَأْتِی السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ

(بدر ۲۶ر جنوری سنہ ۱۹۰۶ء۔ والحکم ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء)

یعنی " آسمان ایک کھلا کھلا دھواں لائے گا۔ ۲: جس روز آسمان ایک کھلا کھلا دھواں لائے گا "

اس الہام کے ایک ماہ کے اندر اندر اس پیشگوئی کا حیرت انگیز طور پر ظہور ہوا۔ چنانچہ بابو نصیر احمد صاحب کمسٹریٹ ایجنٹ توپخانہ بازار کیمپ انبالہ نے اپنی چشم دید شہادت "الحکم" میں ان الفاظ میں درج کرائی۔

" ۲۳ر فروری سنہ ۱۹۰۶ء کو بوقت ۱/۲ ۴ بجے شام (چھاؤنی انبالہ میں) پلیگ کارنیشن کے پاس سے دھواں نکلنا شروع ہوا اور آسمان کی جانب روانہ ہوا۔ اس دھوئیں میں اس قدر روشنی تھی جیسے کہ بجلی کی روشنی ہوتی ہے اور ایسی گڑگڑاہٹ تھی کہ جیسے توپیں سر ہوتی ہیں۔ یہ دھواں شمال سے اُٹھ کر جانب جنوب روانہ ہوا۔ اس کے راستے میں ایک پختہ عمارت تھی جہاں چیچک کے ٹیکے لگائے جاتے تھے، اس کی چھت کو صاف اُڑا دیا۔ اس پر خیر نہیں ہوئی وہاں سے خدا کا زبردست نشان گورنمنٹ لوچری پر جا پڑا جا جو اس جگہ سے قریباً دو فرلانگ تھی اور اس پختہ عمارت کی چھت کو بالکل اُڑا دیا اور ساتھ ہی احاطے کی ایک دیوار کو گرا دیا اور دو تین آدمیوں کو خفیف

سی چوٹیں بھی آئیں۔ یہاں پر چار بیل گاڑیاں کھڑی تھیں، جن میں سے تین کو الٹ دیا اور ایک عظیم الشان کیکر کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور سات یا آٹھ کیکروں کے تنے توڑ دیئے۔ ترازو جو کہ اس جگہ کھڑا ہوا تھا اس کا ایک پلڑا اڑ کر قریباً ایک فرلانگ باہر کھیت میں آگرا اس کے بعد پولیس کی چوکی کے برآمدے کو گرا کر یہ دھواں غائب ہو گیا۔"

("الحکم یکم مارچ ۱۹۰۶ء بحوالہ تذکرہ صفحہ ۵۹۲)

مسیح و مہدی کے زمانہ میں

جنگوں کا ظہور

موعود آخر الزماں کی ایک علامت یہ بتائی گئی تھی کہ اس کے زمانۂ ظہور اور قرب ظہور میں لڑائیوں اور عالمگیر جنگوں کی ایسی کثرت ہو گی کہ اس سے قبل تاریخ میں اس کی کوئی مثال پیش نہ کی جا سکے گی۔

جنانچہ آنحضورؐ فرماتے ہیں!

"لا تقوم الساعة حتّٰی تقتتل فئتان عظیمتان تکون بینھما مقتلة عظیمة دعوتھما واحدة۔"

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفتن والملاحم)

ترجمہ: "قیامت سے قبل دو بڑے گروہوں کی آپس میں عظیم جنگ ہوگی حالانکہ دونوں کی دعوت ایک ہی ہوگی (یعنی ہم مذہب بھی آپس میں لڑینگے اور جنگیں کریں گے)"

اسی طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

"اذا اراد اللہ ان یظھر آل محمد بدأ الحرب من صفر الی صفر و ذلک أوان خروج المھدی"

(معجم أحادیث الامام المھدی جلد ۳ صفحہ ۲۲)

ترجمہ: "امام مہدی کے زمانے میں ایک صفر سے دوسرے صفر تک (یعنی سارا سال لڑائیاں ہوتی رہیں گی۔"

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا!

"لا یخرج المھدی حتی یقتل ثلث ویموت ثلث ویبقی ثلث"

(معجم أحادیث الامام المھدی جلد ۳ صفحہ ۲۱)

یعنی "امام مہدی کے کامل ظہور سے قبل ایک تہائی لوگ قتل کر دیئے جائیں گے۔ ایک تہائی (بیماریوں سے) مر جائیں گے اور ایک تہائی زندہ بچیں گے۔"

اِس طرح ایک اور رِوایت ہے!

"عن سلیمان بن خالد قال سمعت اباعبداللہ علیہ السلام یقول قدام القائم موتان موتٌ أحمر وموتٌ أبیض حتی یذھب من کل سبعة خمسةٌ فالموت الاحمر السیف

والموت الأبيض الطّاعون"

(بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۲۰۷ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: "سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ انہوں نے ابو عبد اللہؑ کو کہتے سنا کہ امام قائم (مہدی) کے ظہور کے وقت دو قسم کی اموات ہوں گی، ایک سرخ موت اور دوسری سفید۔ یہاں تک کہ ہر سات میں سے پانچ افراد مر جائیں گے۔ سُرخ موت سے مراد تلوار (یعنی جنگ) ہے جبکہ سفید موت سے مراد طاعون ہے۔"

اسی طرح یحییٰ بن سالم سے روایت ہے کہ حضرت ابو جعفر (امام باقرؑ) نے اُن کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا!

"اذا سارت الرّکبان ببیعۃ الغلام فعند ذٰلک یرفع کلّ ذی صیصیۃ لواءً"

پھر لکھا ہے: "الغلام ای القائم"

(بحار الانوار جلد ۵۱ صفحہ ۳۹ مطبوعہ ایران)

یعنی "جب غلام (امام قائم) کی بیعت کی جائے گی تو اس زمانے میں ہر قلعہ دار اپنا جھنڈا کھڑا کرے گا (یعنی اعلانِ جنگ کرے گا)۔"

بائبل میں بھی مسیح کی آمدِ ثانی کا ایک نشان اس کے زمانے میں جنگوں کا بکثرت ظہور بتایا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

"پھر اس نے اُن سے کہا کہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کریگی۔"

(لوقا ۲۱ : ۱۰ تا ۱۱)

موعود آخر الزّماں کی صداقت کا یہ نشان بھی جس طرح حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کے زمانۂ ظہور میں وقوع میں آیا۔ اس زمانے کا ہر فرد اس پہ گواہ ہے۔ ان جنگوں اور لڑائیوں کے نتیجہ میں جو تباہی اور ہلاکتیں رونما ہوئیں تاریخِ عالم اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے مثلاً

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی ہندوستان یا غدر، ۱۸۷۰ء کی فرانس اور جرمنی کی جنگ میں نو لاکھ آدمی مارے گئے۔ ۱۸۷۷ء کی ترکی اور روس کی لڑائی میں چھ لاکھ روسی اور تین لاکھ ترک مارے گئے۔ ۱۸۸۱ء میں فرانس نے تیونس پر قبضہ کر لیا۔ ۱۸۸۲ء کی پیرو اور چلی کی جنگ میں لاتعداد آدمی لقمۂ اجل بنا۔ ۱۸۸۴ء میں محمد احمد سوڈانی اور مصری حکومت میں جنگ ہوئی جس میں دس ہزار افراد قتل ہوئے۔ ۱۹۰۴-۰۵ء میں جاپان اور روس میں جنگ ہوئی جس میں ۹۷ ہزار روسی اور ۵۰ ہزار جاپانی قتل ہوئے۔ ۱۹۱۴ء میں شروع ہونے والی جنگِ عظیم اوّل میں ایک کروڑ افراد موت کا شکار ہوئے اور دو کروڑ سے زیادہ زخمی ہوئے۔ ۱۹۳۹ء میں شروع ہونے والی جنگِ عظیم دوم میں تقریباً ۲½ کروڑ سے زائد آدمی ہلاک ہوئے۔

جنگِ عظیم کے متعلق حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی پیشگوئی

۱۵ اپریل ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے خدا سے خبر پا کر ایک عظیم نشان کے ظاہر ہونے کی خبر ان الفاظ میں دی!

"اک نشاں ہے آنے والا آج سے کچھ دن کے بعد
تاریخ امروز ۱۵ اپریل ۱۹۰۵ء
جس سے گردش کھائینگے دیہات و شہر و مرغزار
آئے گا قہرِ خدا سے خلق پر اک انقلاب
اک برہنہ سے نہ ہوگا یہ کہ تا باندھے ازار
یک بیک اک زلزلے سے سخت جنبش کھائیں گے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
اک جھپک میں یہ زمیں ہو جائے گی زیر و زبر
نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آبِ رودبار
رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگِ یاسمین
صبح کر دے گی انہیں مثلِ درختانِ چنار

ہوش اُڑ جائیں گے انساں کے پرندوں کے حواس
بھولیں گے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار
ہر مسافر پر وہ ساعت سخت ہے اور وہ گھڑی
راہ کو بھولیں گے ہو کر مست و بے خود و راہوار
خون سے مُردوں کے کوہستان کے آبِ رواں
سُرخ ہو جائیں گے جیسے ہو شرابِ انجبار
مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جنّ و انس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار
اِک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربّانی نشاں
آسماں حملے کرے گا کھینچ کر اپنی کٹار
ہاں نہ کر جلدی سے انکار اے سفیہِ ناشناس
اس پہ ہے میری سچّائی کا سبھی دار و مدار
وحیِ حق کی بات ہے ہو کر رہے گی بے خطا
کچھ دنوں کر صبر ہو کر متقی اور بُردبار
یہ گماں مت کر کہ یہ سب بدگمانی ہے معاف
قرض ہے واپس ملے گا تجھ کو یہ سارا اُدھار

(براہین احمدیہ حصّہ پنجم رُوحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۵۱-۱۵۲)

اس پیشگوئی کے حاشیہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے تحریر فرمایا
• خدا تعالیٰ کی وحی میں زلزلہ کا بار بار لفظ ہے اور فرمایا کہ ایسا زلزلہ ہوگا جو نمونہ قیامت ہوگا بلکہ قیامت کا زلزلہ اس کو کہنا چاہئے.... لیکن میں ابھی تک اس زلزلہ کے لفظ کو قطعی یقین کے ساتھ ظاہر پر جما نہیں سکتا ممکن ہے کہ یہ معمولی زلزلہ نہ ہو بلکہ کوئی اور شدید آفت ہو جو قیامت کا نمونہ دکھلاوے جس کی نظیر کبھی اس زمانے نے نہ دیکھی ہو اور

جانوں اور عمارتوں پر سخت تباہی آوے۔ پس اگر ایسا فوق العادت نشان ظاہر نہ ہو اور لوگ کھلے طور پر اپنی اصلاح بھی نہ کریں تو اس صورت میں میں کاذب ٹھہروں گا۔"

(براہین احمدیہ حصّہ پنجم روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۵۱ حاشیہ)

اِس پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوتے ایک اور نظم میں آپ فرماتے ہیں:

وحی حق کے ظاہر لفظوں میں ہے وہ زلزلہ
لیک ممکن ہے کہ ہو کچھ اور ہی قسموں کی مار
وہ تباہی آئے گی شہروں پہ اور دیہات پر
جسکی دُنیا میں نہیں ہے مثل کوئی زینہار
ایک ہی گردش سے گھر ہو جائینگے مٹی کا ڈھیر
جس قدر جانیں تلف ہونگی نہیں ان کا شمار

(بحوالہ تذکرہ صفحہ ۵۴۱)

پھر آپ فرماتے ہیں:

"اگر خدا تعالیٰ نے اس آفت شدیدہ کے ظہور میں بہت ہی تاخیر ڈالدی تو زیادہ سے زیادہ سولہ سال ہیں، اس سے زیادہ نہیں کیونکہ ضروری ہے کہ یہ حادثہ میری زندگی میں ظہور میں آجائے۔"

(براہین احمدیہ حصّہ پنجم روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۵۸)

حاشیہ: اگرچہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس واقعہ کے اپنی زندگی میں ظاہر ہونیکا ذکر فرمایا ہے لیکن لعدازاں آپکو الہاماً یہ دُعا سکھائی گئی کہ اے خدا! مجھے زلزلہ نہ دکھا۔ چنانچہ اس الہامی دعا کے نتیجے میں اگرچہ یہ واقعہ سولہ سال کے عرصہ میں وقوع پذیر تو ہوگیا لیکن آپؑ کی زندگی میں رُونما نہ ہوا۔ وہ الہامی دُعا یہ تھی:

"ربّ لا ترنی زلزلة السّاعة ربّ لا ترنی موت احدٍ منهم"

(الہام ۹ مارچ ۱۹۰۶ء بحوالہ تذکرہ صفحہ ۶۰۶)

پھر الہام ہوا "رَبِّ أَخِّرْ وقتَ هٰذا"

(الہام ۱۷ مارچ ۱۹۰۶ء تذکرہ صفحہ ۶۰۶)

حضرتِ اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کے عین مطابق پیشگوئی میں مذکورہ سولہ سال کی مدت کے اندر یعنی پیشگوئی سے صرف ۹ سال بعد ۱۹۱۴ء میں پیشگوئی میں مذکور اس آفتِ عظیمہ کی تمام شرائط کے مطابق دنیا کو جنگ عظیم اوّل کی تباہ کن مصیبت نے آگھیرا اور ہر طرف سارے دنیا میں وہ تباہی مچائی کہ الامان والحفیظ۔ زمین پر بسنے والا انسان تو کیا فضاؤں میں اڑنے والے پرندے بھی اس مصیبت کا شکار ہونے لگے۔ نہ کوئی شہر محفوظ رہا نہ کوئی دیہات، پیشگوئی کے عین مطابق وہ آفتِ جنگ اتنی اچانک شروع ہوئی کہ صرف آسٹریا ہنگری کے بادشاہ کی بیوی اور شہزادے کا قتل اس کا سبب بن گیا۔ اس قدر خونریزی ہوئی کہ ندیوں میں بہنے والا پانی بھی انسانوں کے بہنے والے خون سے کئی کئی میل تک سرخ ہو گیا۔ ہزاروں مسافر جو اپنے وطنوں سے دور غیر ممالک میں موجود تھے راستوں میں امن نہ ہونے کی وجہ سے ہزارہا میل کا چکر لگا کر اپنے ملکوں کو پہنچے۔ بہت سے شہر ویران ہو گئے سینکڑوں دیہات تباہ ہو گئے۔ کھیتوں کے کھیت برباد کر دیئے گئے۔ کثرتِ گولہ باری اور بارودی سرنگوں کے ذریعے بیسیوں پہاڑیاں صفحۂ ہستی سے اپنا نام ونشان کھو بیٹھیں اور اسی گولہ باری کے نتیجہ میں بہت سی جگہوں میں زمین ایسی اُلٹ پلٹ ہوئی کہ بعض جگہوں میں بڑے بڑے گڑھے پڑ گئے جن کے نیچے سے پانی نکل آیا۔ انسانوں کے خون سے اس قدر ہولی کھیلی گئی کہ تاریخ عالم میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ یہ آفت ایسی عالمگیر تھی کہ آغازِ کائنات سے لے کر اس وقت تک چشمِ انسان نے اس کی نظیر نہیں دیکھی تھی۔ چنانچہ لکھا ہے:

'No previous war in history had involved so large a part of the earth's area and population."
(Compton's Encyclopedia vol :15 p:215 under "WAR"

ترجمہ: "اس سے پہلے کسی جنگ نے زمین کے اتنے وسیع رقبے اور آبادی کو متاثر نہیں کیا جتنا رقبہ اور آبادی اس جنگ سے متاثر ہوئی۔"

پھر لکھا ہے:

"Not only in numbers involved, but in every otherway the first world war made all previous wars small in comparison ." (Ibid p:213)

یعنی صرف تعداد کے لحاظ سے ہی نہیں بلکہ ہر پہلو سے پہلی عالمی جنگ نے ہر سابقہ جنگ کو مات دے دی اور چھوٹا کر دکھایا۔"

اس طرح یہ جنگ ہر پہلو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کی صداقت کا نشان بن گئی کہ ؎

وہ تباہی آئے گی شہروں پہ اور دیہات پہ
جس کی دنیا میں نہیں ہے مثل کوئی زینہار

حضرت مسیح موعودؑ نے اس آفتِ عظیمہ یا زلزلۂ قیامت کی ایک علامت ان الفاظ میں بیان کی تھی ؎

خون سے مردوں کے کوہستان کے آبِ رواں
سرخ ہو جائینگے جیسے ہو شرابِ انجبار

پھر فرمایا : ؎

"جسقدر جانیں تلف ہوں گی نہیں ان کا شمار"

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی اس پیشگوئی کے عین مطابق خون کی ندیاں بہہ نکلیں۔ اس قدر خون بہا، اتنے لوگ مارے گئے کہ ان کا شمار ناممکن ہو گیا۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق اس جنگ میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد اسی لاکھ سے بھی زیادہ تھی اور زخمی ہونے والوں کی تعداد دو کروڑ دس لاکھ تھی۔ اس جنگ کی ہلاکت خیزی کا اندازہ آپ اس سے لگالیں کہ اس جنگ میں ملوث باقاعدہ فوج کی تعداد ۶ کروڑ پچاس لاکھ تھی۔

ہلاکتوں اور اموات کے ساتھ ساتھ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس موعود آفتِ عظیمہ کی ایک علامت یہ بھی بیان فرمائی تھی۔

"راہ کو بھولیں گے ہو کر مست و بیخود راہوار"

یہ علامت بھی نہ صرف مسافروں کے حق میں بلکہ عام شہریوں کی نسبت بھی حیرت انگیز طور پر پوری ہوئی کہ اس جنگ میں ہلاکتوں کے ساتھ ساتھ لاکھوں افراد لاپتہ ہوئے اور لاکھوں ہی قیدی بنا لئے گئے۔

اس جنگ میں مرنے اور زخمی ہونے والوں، قیدی بننے والوں اور لاپتہ ہونیوالوں کے اعداد و شمار پر مشتمل ایک مختصر سا خاکہ پیش ہے۔

نام ملک	زخمی ہونیوالے	ہلاک ہونیوالے	قیدی یا لاپتہ ہونیوالے
آسٹریا ہنگری	3,620,000	1,200,000	2,200,000
امریکہ	204,002	53,407	
بیلجیم	44,686	13,716	34569
سلطنتِ برطانیہ	2,090,212	908,371	191,652
بلغاریہ	152,390	87,500	27,029
فرانس	4,266,000	1,357,800	537,000
جرمنی	4,216,058	1,773,700	1,152,800
یونان	21 000	5000	1,000
اٹلی	947,000	650,000	600,000
پرتگال	13,571	7222	12,318
روس	4,950,000	1,700,000	2,500,000
رومانیہ	120,000	335,706	80,000
سربیا	133,148	45,000	152,958
ترکی	400,000	325,000	250,000

ایک اور علامت حضرت مسیح موعودؑ نے اس آفتِ عظیمہ کی ان الفاظ میں بتائی تھی۔

"رات جو رکھتے تھے پوشاکیں بہ رنگِ یاسمن
صبح کر دیگی انہیں مثلِ درختانِ چنار

یعنی اچھے اچھے مالدار لوگ اور مالدار ممالک بھی غربت کا شکار ہو جائیں گے چنانچہ اس جنگ

عظیم میں بے انتہا مالی اور جائیدادوں کا نقصان ہوا جس کا اندازہ حدِ شمار سے باہر ہے۔ اس جنگ پر جو براہِ راست خرچ ہوا، اس کے متعلق لکھا ہے :

"جنگِ عظیم اوّل میں صرف امریکا نے اتنا خرچ کیا جتنا کہ اس نے حکومت کی تمام مدات پر ۱۷۹۱ء سے ۱۹۱۴ء تک ۱۲۴ سالوں میں کیا تھا۔"
(انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا زیرِ لفظ WAR)

اسی طرح لکھا ہے :
"جنگ پر براہِ راست آنے والے کل خرچ کا اندازہ دوسو بلین ڈالر لگایا گیا ہے۔ یہ اتنی رقم ہے کہ اگر ان نوٹوں کو امریکہ کے ڈالر کے چاندی کے سکوں میں تبدیل کیا جائے اور جنگ کے مغربی کنارے پر ڈھیر لگا دیا جائے تو اس سے چار سو پچھتّر میل لمبی دو فٹ چوڑی اور چھ فٹ آٹھ انچ اونچی دیوار بن جائے گی۔"
(کامپٹنز انسائیکلو پیڈیا زیرِ لفظ World War First)

اس "زلزلۃ الساعۃ" کی ایک علامت یہ بیان ہوئی تھی۔
"زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار"

پیشگوئی کا یہ حصّہ بھی بڑی شان اور جلال کے ساتھ پورا ہوا اور روس کا بادشاہ نکولس ثانی جو اپنا لقب "زار" رکھتا تھا حضرت اقدس مسیح موعود کی اس پیشگوئی کا شکار بنا۔ روس کا یہ بادشاہ ۱۸۶۸ء کو پیدا ہوا اور ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۴ء کو روس کے تخت پر بیٹھا اس کی بیوی جرمن شہزادی تھی۔ اس کے تکبّر کا یہ حال تھا کہ تختِ شاہی پر بیٹھتے ہی اس نے اعلان کیا کہ "اس کی زارشاہی ازلی و ابدی ہے۔ دُنیا کی کوئی طاقت اس کو تبدیل نہیں کر سکتی۔"

زارِ روس اپنے وقت کا سب سے طاقتور اور با اختیار حکمران تھا اور اپنی حکومت کو ازلی ابدی سمجھتا تھا لیکن خدا کی تقدیر کے سامنے بڑے بڑے حکمران بھی ذلیل و خوار ہو جاتے ہیں اور خدا کی تقدیر اپنے جلوؤں سے دکھا دیتی ہے کہ وہی ہے جو شہنشاہوں کا شہنشاہ ہے اور دُنیا ان نظاروں کو دیکھ کر پکار اٹھتی ہے ؎

جس کو چاہے تختِ شاہی پر بٹھا دیتا ہے تو
جسکو چاہے تخت سے نیچے گرا دے کر کے خوار

یہی حال روس کے اس بادشاہ "زار" کا بھی ہوا جنگِ عظیم کے دنوں میں یہ زار روس اپنی فوجوں کی نگرانی کے لئے سرحد پر گیا ہوا تھا۔ جب دارالحکومت چھوڑا تو اس وقت وہاں کوئی فساد نہ تھا لیکن "زار" کی عدم موجودگی میں وہاں کے گورنر کی سختیوں کی وجہ سے لوگوں میں اشتعال پیدا ہو گیا، فساد شروع ہو گیا۔ زار کو بذریعہ تار اطلاع دی گئی لیکن اس نے اسے معمولی خیال کیا اور اپنے گورنر کو سختی کرنے کا حکم بھیجا۔ جس سے لوگوں کا جوش اور بھی بڑھ گیا "زار" نے گورنر تبدیل کر دیا مگر ہنگامہ بڑھتا گیا۔ آخر "زار" خود دارالحکومت کی طرف روانہ ہوا رستے میں اسے مشورہ دیا گیا کہ فساد بہت پھیل چکا ہے، بڑھ گیا ہے' وہ وہاں نہ جائے مگر تکبر و غرور کے نشے میں مخمور "زار" نے اسکی کوئی پرواہ نہ کی اور دارالحکومت کی طرف بڑھتا گیا۔ پھر اچانک اسے خبر ملی کہ وزارت کے دفتروں پر بلوائیوں کا قبضہ ہو چکا ہے اور نئی حکومت کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ یہ ۱۲ مارچ ۱۹۱۷ء کا دن تھا۔ پھر ۱۵ مارچ ۱۹۱۷ء کو روس کے اس مطلق العنان "زار" نے اپنے ہاتھوں سے تختِ شاہی سے دستبرداری کی تحریر لکھ دی۔ پھر چند ہی روز میں اس کے اتحادی اور دوست ممالک امریکہ، انگلستان، فرانس اور اٹلی نے باغی حکومت کو تسلیم کر لیا اور اس طرح "زار" کی رہی سہی امیدوں پر بھی پانی پھر گیا۔ وہ "زار" جس پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا تھا، آج قید کر لیا گیا۔ لیکن حکومت کی باگ ڈور ابھی شاہی خاندان کے ہی ایک فرد کے ہاتھ میں تھی، اس لئے قید میں احترام کا سلوک ہوتا رہا لیکن جولائی ۱۹۱۷ء میں اس شہزادہ کو بھی حکومت سے علیحدہ ہونا پڑا۔ حکومت کی باگ ڈور کرنسکی کے ہاتھ میں دے دی گئی اور "زار" کی قید کی سختیاں اور بھی بڑھ گئیں لیکن، نومبر کو بولشویک حکومت قائم ہو گئی۔ اب "زار" کی حالت پیشگوئی کے مطابق "زار" ہونا شروع ہوئی اور اسے سائبیریا کے قید خانے میں ڈال دیا گیا۔ اس کے کھانے پینے میں کمی کر دی گئی۔ اس کے بیمار بچے کو سپاہی بے دردی سے مارتے، اس کی جوان بیٹیوں پر آوازے کستے، آخر وہ دن بھی آ گیا جب "زار" کی بیوی کے سامنے اس کی جوان بیٹیوں کی عصمت دری کی گئی۔ زارینہ روتے ہوئے اپنا منہ دوسری طرف کر لیتی اور سپاہی سنگینیں مار کر اسے مجبور کرتے کہ ان کی ظالمانہ اور بے حیا کارروائی کو اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ "زار" یہ

تمام مظالم برداشت کرتا رہا۔ آخر کار خدا کی تقدیر کا دن بھی آ پہنچا اور "زار" اپنے تمام خاندان سمیت نہایت تکلیف کے ساتھ قتل کر دیا گیا اور خدا کے مامور کی زبانِ مبارک سے نکلی ہوئی بات بڑی شان سے پوری ہوئی کہ :

ع "زار بھی ہو گا تو ہو گا اس گھڑی باحالِ زار"

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ "زار" کی حالتِ زار اور حضرت مسیح موعود کی زلزلہ قیامت" اور آفتِ عظیمہ کی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں !

"زار دکھوں اور تکلیفوں کو برداشت کرتا ہوا مر گیا، جنگ ختم ہو گئی۔ قیصر اور آسٹریا کے بادشاہ اپنی حکومتوں سے بے دخل ہو گئے، شہر ویران ہو گئے، پہاڑ اڑ گئے، لاکھوں آدمی مارے گئے۔ خون کی ندیاں بہہ گئیں دنیا تہہ و بالا ہو گئی مگر افسوس کہ دنیا ابھی اللہ تعالیٰ کے فرستادہ کی صداقت کی دلیل طلب کر رہی ہے"

(دعوۃ الامیر صفحہ ۲۴۳ مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

زلزلے اور بھونچال

موعود آخر الزمان کی ایک علامت اس کے زمانے میں زلزلوں کا بکثرت ظہور بتایا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتا ہے :

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ہ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ہ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَالَهَا ہ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ہ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰی لَهَا ہ

(الزلزال : ۲ تا ٦)

یعنی جب زمین کو پوری طرح ہلا دیا جائے گا اور زمین اپنے سارے بوجھ نکال باہر پھینک دے گی (یعنی بہت سے زمینی نشانات کا ظہور ہو گا) اس وقت ان زلزلوں کی وجہ سے اور دیگر نشانات کے باعث انسان پکار اٹھے گا، کہ اسے کیا ہو گیا ہے؟ اس روز زمین اپنی پوشیدہ خبریں واضح طور پر بیان کرنے لگے گی اور بزبانِ حال پکار اٹھے گی کہ یہ اس وجہ سے ہے کہ اس کے رب نے اس کی طرف پھر سے سلسلۂ وحی شروع کر دیا ہے (یعنی کسی امر کا ظہور ہو چکا ہے)۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں:

"اَنَّ رسُول اللّٰہ صَلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قال: لاتقوم الساعۃ حتّی تقتتل فئتان عظیمتان تکون بینھما مقتلۃ عظیمۃ دعوتھما واحدۃ .... ویکثر الزّلازل"

(مسلم کتاب الفتن)

ترجمہ: "آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ دو عظیم گروہوں کی ایک عظیم جنگ نہ ہو لے۔ ان کے درمیان ایک عظیم جنگ ہو گی حالانکہ دونوں گروہوں کی دعوت ایک ہی ہو گی...... اور اس زمانے میں زلزلوں کی کثرت ہو گی"۔

"اقتراب الساعۃ" میں لکھا ہے:

"اختلاف ہو گا زلزلے آویں گے"۔

مصنف حدیث الغاشیہ لکھتے ہیں :

"ظہورِ مہدی سے پہلے علم جاتا رہے گا، زلزلے بہت آئیں گے، قتل بہت ہوں گے، رات دن پھوٹے ہوں گے..... جعفر صادق نے کہا ہے مہدی ظاہر نہ ہوں گے، جب تک کہ لوگوں کو خوفِ شدید نہ ہو، طاعون نہ ہو، سخت فتنے، زلزلے، بلائیں نہ پہنچیں"۔

(حدیث الغاشیۃ صـ۳۴۹)

بائیبل میں بھی مسیح کی آمدِ ثانی کی ایک علامت "زلزلوں کا ظہور" بتایا گیا ہے چنانچہ لکھا ہے :

"قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کرے گی اور بڑے بڑے بھونچال آئیں گے"۔

(لوقا باب ۲۱ آیت : ۱۱-۱۰)

یہی علامت "متی" باب ۲۴، آیت نمبر ۷ میں بھی بیان کی گئی ہے۔

"مسیح موعود کے ظہور کی یہ علامت بھی حضرت بانی سلسلۂ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام" کے زمانے میں بڑی شان سے پوری ہوئی۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے صاحبِ حدیث الغاشیہ لکھتے ہیں :

"اسی طرح اس سال اخیر صد سیزدہم و آغاز سالِ چہاردہم ہجری میں بہت سے زلزلے بلادِ مختلفہ میں ظاہر ہوئے۔ آیاتِ ارضی و سماوی و آفاتِ کونی و مکانی بکثرت واقع ہوئے۔ یہ سب آفات و آیات و زلازل علاماتِ قربِ قیامت ہیں"۔

(حدیث الغاشیہ صـ۳۱۶)

ذیل میں ایک مختصر سا نقشہ ان بڑے بڑے زلزلوں اور بھونچالوں کا دیا جاتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانۂ ظہور و قربِ ظہور میں دُنیا کے مختلف خطوں میں ظاہر ہوئے اور بڑے وسیع پیمانے پر دنیا میں تباہی مچائی!

سال	خطہ	کیفیت ونقصان
۱۷۳۷ء	ھندوستان	تین لاکھ افراد لقمۂ اجل ہوئے۔
۱۷۵۵ء	پرتگال	زلزلے کے نتیجے میں اٹھنے والی سمندری موجوں نے LISBON کا شہر مکمل طور پر تباہ کر دیا چالیس ہزار لوگ مارے گئے۔ بعض ذرائع کے مطابق مرنے والوں کی تعداد پچاس ہزار تھی۔
۱۸۸۶ء	Charleston.S.C	عمارات کو شدید نقصان پہنچا۔
۱۸۹۱ء	جاپان	۷۲۷۹ افراد ہلاک ہوتے ۱۷۳۹۳، افراد زخمی ہوئے اور علاقے کے تمام مکانات وعمارات جن کی تعداد ۱۹۷۰۰۰ تھی تباہ ہوگئیں۔
۱۸۹۷ء	آسام وبنگال	زلزلے کے نتیجہ میں زمین میں کئی جگہ پر گڑھے پڑ گئے۔ ۱۴ لاکھ مربع میل تک زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے گئے۔ ایک ضلع جس کا رقبہ ۱۶۰۰۰ مربع میل تھا میں عمارتوں کو سخت نقصان پہنچا۔
۱۹۰۵ء	کانگڑہ۔ پنجاب	کانگڑہ اور اس سے ملحقہ علاقوں میں بیس ہزار افراد ہلاک ہوئے صرف کانگڑہ شہر میں ۱۲۳۹ اموات ہوئیں۔
۱۹۰۶ء	سان فرانسسکو	۷۰۰ افراد ہلاک ہوئے۔ جائداد کے نقصان کا اندازہ ۲۰۰۰۰۰۰۰۰ ڈالر لگایا گیا۔ زلزلہ کے بعد آگ لگ گئی جس نے زبردست

		تباہی مچائی۔
۱۹۰۶ء	چلی	ہزاروں جانیں تلف ہوئیں۔ پندرہ شہر و قصبات تباہ ہو گئے۔ دس لاکھ افراد بے گھر ہو گئے۔
۱۹۰۸ء	سسلی	۷۶,۰۰۰ افراد ہلاک ہوئے۔ ۹۵,۰۰۰ زخمی ہوئے۔ متاثرہ علاقہ تقریباً مکمل طور پہ تباہ ہو گیا۔
۱۹۱۵ء	اٹلی	۳۰,۰۰۰ اموات ہوئیں اور ۲۷۲ شہر و دیہات صفحۂ ہستی سے مٹ گئے۔
۱۹۱۷ء	گوئٹے مالا	۲۵,۰۰۰ اموات ہوئیں۔
۱۹۲۰ء	میکسیکو	۳,۰۰۰ لوگ مارے گئے۔ متعدد دیہات و قصبات تباہ ہوئے۔
۱۹۲۰ء	چین	۳۰۰ مربع میل کے علاقہ میں آنے والے اس زلزلے سے دو لاکھ افراد ہلاک ہو گئے۔
۱۹۲۱ء	جاپان	جاپان کے دو شہر ٹوکیو اور یوکوہاما تباہ ہو گئے۔ مرنے والوں کی تعداد ۱۶۰,۰۰۰ بتائی گئی ہے۔
۱۹۲۳ء	جاپان	۹۹,۳۳۱ افراد ہلاک ہوئے ۱۰۳,۷۳۳ افراد زخمی ہوئے جبکہ ۴۳,۴۷۶ افراد لاپتہ ہو گئے مٹی اور اینٹوں کی عمارات گر گئیں صرف لکڑی کی عمارات بچ گئیں لیکن زلزلہ کے فوراً بعد لگنے والی آگ سے وہ بھی جل کر خاکستر ہو گئیں۔

۱۸۹۱ء تا ۱۹۲۰ء صرف اٹلی میں ۴۹۵۴ زلزلے ریکارڈ کئے گئے۔ جن کی سالانہ اوسط ۱۶۵ بنتی ہے۔

یونان میں ۱۸۹۳ء تا ۱۸۹۸ء صرف چھ سالوں میں ۳۱۸۷ زلزلے محسوس کئے گئے۔
۱۸۸۵ء تا ۱۸۹۲ء آٹھ سالوں میں جاپان میں ۸۳۳۱ زلزلے ریکارڈ کئے گئے۔
سوئیٹزرلینڈ میں ۱۸۸۰ء تا ۱۹۰۹ء کل ۹۹۸ زلزلے آئے۔
۱۸۸۹ء تا ۱۹۱۶ء برطانیہ میں محسوس کئے جانے والے زلزلوں کی تعداد ۳۶۶ تھی
جبکہ اس ملک میں ۱۷۸۸ء تا ۱۹۲۱ء میں ریکارڈ کئے جانے والے زلزلوں کی تعداد ۱۲۴ تھی۔

اگر ہم ان زلزلوں کا ذکر کریں جن کے نتیجے میں شہر کھنڈرات میں تبدیل ہو گئے تو انیسویں صدی کے نصف اوّل میں ان کی اوسط ایک زلزلہ سالانہ تھی لیکن نصف آخر میں یہ تعداد بڑھ کر ۴ زلزلے سالانہ ہو گئی۔
اور یہی وہ زمانہ تھا جس میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ؑ نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر ماموریت کا دعویٰ فرمایا۔
(ان زلزلوں کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا نیز کامپٹنز انسائیکلوپیڈیا زیر لفظ

زلزلے کے متعلق حضرت مسیح موعود ؑ کی پیشگوئی:

۱۹؍دسمبر ۱۹۰۳ء کو حضرت مسیح موعود ؑ نے زلزلہ کے متعلق ایک رؤیا دیکھا جس کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔
"رؤیا میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے " زلزلے کا ایک دھکّا"
(البدر یکم جنوری ۱۹۰۳ء)

پھر حضرت مسیح موعود ؑ کو الہام ہوا:

"عَفَتِ الدِّیَارُ مَحَلُّهَا وَمُقَامُهَا"
(الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۴ء)

یعنی "عارضی رہائش کے بھی مکانات مٹ جائیں گے اور مستقل رہائش کے بھی"۔

اسی طرح اس سے قبل ۱۹۰۲ء میں اپنی کتاب "مواہب الرحمان" میں زلزلہ کی خبر دیتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے تحریر فرمایا :

"فاختار اللّٰہ لھٰذا الزّمان لتنبیہ الغافلین نوعًا من العذاب وھو ما یخرج من السّماء لا ما یخرج من القراب فالقی الرعب القلوب مرّۃً بالطاعون المقعص البتّار وطورًا بزلازل سجدت لھا جدران الدّیار"

(مواہب الرحمان روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۳۵)

یعنی "اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے غافلوں کی تنبیہہ کے لئے مختلف قسم کے عذابوں کا انتخاب کیا ہے۔ اور وہ عذاب آسمان سے جاری ہوتے ہیں نہ کہ میانوں سے نکلتے ہیں پس کبھی تو طاعون کے ذریعے دلوں میں رعب ڈالا جائے گا اور کبھی ایسے زلزلوں کے ذریعے جن کے نتیجہ میں در و دیوار زمین بوس ہو جائیں گے"۔

اسی طرح آپ نے فرمایا :

"کشف دیکھا کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے میرے منہ پر یہ الہام الٰہی تھا کہ موتا موتی لگ رہی ہے کہ میں بیدار ہو گیا"۔

(البدر مؤرخہ ۵ مارچ ۱۹۰۵ء)

حضرت مسیح موعودؑ کی اس پیشگوئی کے عین مطابق ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو کانگڑہ صوبہ پنجاب میں شدید زلزلہ آیا جس سے سخت جانی و مالی نقصان ہوا۔ ہزاروں سال کی پرانی عمارتیں زمین بوس ہو گئیں۔ لکھنے والوں نے اس زلزلہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے عین مطابق قیامت کا نمونہ قرار دیا۔

انسائیکلو پیڈیا نے اس واقعہ کو مندرجہ ذیل الفاظ میں محفوظ کیا :

" دیوی کا مندر شمالی ہندوستان کے قدیم اور عظیم ترین مندروں میں سے

ایک تھا جو کہ ۴ر اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلے میں پورے قصبے اور قلعہ کے ساتھ تباہ ہو گیا۔ اس زلزلے میں پورے قصبے کانگڑہ میں ۱۳۳۹ اموات ہوئیں جبکہ ملحقہ علاقوں میں مرنے والوں کی کل تعداد تقریباً بیس ہزار تھی"

(انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا زیر لفظ کانگڑہ)

اس زلزلے کا ذکر کرتے ہوئے اخبار "وکیل" امرتسر نے لکھا:

"یہ زلزلہ اس درجہ ہولناک اور مہیب تھا کہ اسے قیامت صغریٰ کہنا کچھ مبالغہ نہ ہوگا بلکہ جس وقت وہ اپنی پوری شدت پر خدائے قہار کا جلال ظاہر کر رہا تھا۔ اس وقت تو لوگوں کو عموماً یہی یقین آگیا تھا کہ بس قیامت آ ہی گئی"

(بحوالہ تذکرہ ص۲۷)

طاعون وبائیں اور ناگہانی اموات کا ظہور

موعود آخر الزمان کے زمانے کی علامات و نشانات میں سے ایک نشان اس کے زمانے میں طاعون اور مختلف وباؤں کا پھیلنا اور لوگوں کا بکثرت ناگہانی اموات کا شکار ہونا بتایا گیا ہے چنانچہ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ۝" (النمل: ۸۳)

ترجمہ: "اور جب ان کی تباہی کی پیشگوئی پوری ہو جائے گی تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک ایسا کیڑا نکالیں گے جو اُن کو کاٹے گا۔ اس وجہ سے کہ لوگ ہمارے نشانات پر یقین نہیں رکھتے تھے۔"

اس آیت میں جس زمینی کیڑے کا ذکر کیا گیا ہے۔ احادیث و روایات کا بغور مطالعہ کرنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ درصل طاعون کا کیڑا ہے جس کا ظہور موعود آخر الزّمان کی نشانی ہے۔

بحار الانوار کی ایک روایت میں مذکور ہے!

عن سُليمان بن خالد قال، سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول قدّام القائم موتان موتٌ أحْمَرُ وَمَوتٌ أبْيَضُ حتّى يذهب من كلّ سبعة خمسةٌ فالموت الاحمر السّيف والموت الأبيض الطّاعون" (بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۲۰۷ مطبوعہ دار الاحیا التراث العربی — بیروت)

ترجمہ: "سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ انہوں نے ابوعبداللہ کو یہ کہتے سنا کہ قائم (امام مہدی) کے زمانے میں دو قسم کی اموات کا بکثرت ظہور ہوگا، ایک سُرخ اور دوسری سفید موت۔ سُرخ موت سے مراد تلوار کی موت جبکہ سفید موت سے مراد طاعون ہے۔"

اسی کتاب کے صفحہ ۲۱۱ پر بھی اس مضمون کی ایک روایت بیان ہوئی ہے۔

حضرت امام مسلمؒ نے اپنی "صحیح" میں نزولِ عیسیٰ کے متعلق آنحضورؐ کی ایک لمبی حدیث بیان فرمائی ہے جس میں حضرت عیسیٰؑ کے نزول، اس کے زمانے کے حالات اور دجال سے ان کی لڑائی کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ اس حدیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"فَیُرْسِلُ اللّٰہُ عَلَیْھِمُ النَّغَفَ فِی رِقَابِھِم فَیُصْبِحُونَ فَرْسٰی کَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَۃٍ"

ترجمہ: "پس اللہ تعالیٰ ان (مخالفین مسیح) کی طرف ان کی گردنوں میں نغف بھیجے گا جس کی وجہ سے وہ اس طرح مریں گے جیسے ایک جان مرتی ہے (یعنی بکثرت اموات ہوں گی)۔"

(مسلم کتاب الفتن)

نغف اس کیڑے یا پھوڑے کو کہتے ہیں جو اونٹوں اور بکریوں کی ناک میں پیدا ہوتا ہے۔

اس حدیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی بیماری کی خبر دی ہے۔

۱: جس کا تعلق پھوڑے یا گلٹی سے ہو اور یہی طاعون کی علامت ہے۔

۲: اس بیماری کا تعلق ناک اور گلے سے ہوگا اور اس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعون کے ساتھ ساتھ ایک ایسے مرض کی بھی پیشگوئی فرمائی ہے جس کا تعلق خاص طور پر ناک، گلے اور متعلقہ اعضاء سے ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں زمانۂ مسیح موعود علیہ السلام میں انفلوئنزا کی بھی خبر دی ہے۔

بائبل میں بھی مسیح کی آمد ثانی کے زمانے میں مختلف اقسام کی وباؤں، مری اور طاعون کی خبر ملتی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"بڑے بڑے زلزلے آئیں گے اور جگہ جگہ وبائیں اور کال پڑیں گے اور دہشتناک باتیں اور آسمان سے عظیم نشان ظاہر ہوں گے۔"

(لوقا باب: ۲۱ آیت ۱۱)

اسی طرح لکھا ہے :
"جگہ جگہ کال اور وبائیں اور زلزلے آئیں گے۔"
(متی باب ۲۴ آیت ۷)

موعودِ آخر الزماں کی صداقت کا یہ نشان حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے زمانے میں جس شان سے پورا ہوا اور آپ کے زمانے میں جس کثرت کے ساتھ مختلف قسم کی وباؤں نے نوع انسان کو اپنے ہلاکت خیز شکنجوں کا شکار بنایا اور طاعون، انفلوئنزا اور دیگر وباؤں نے جس طرح عالمگیر سطح پر نوعِ انسان کو لقمۂ اجل بنایا۔ اس کا مختصر ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

طاعون:

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی صداقت کے نشان کے طور پہ طاعون نے ۱۸۸۰ء میں دنیا میں ایک بار پھر اپنا چہرہ دکھایا اور اس کا آغاز میسو پوٹیمیا سے ہوا۔ یہ وہ زمانہ ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا کی طرف سے ملہم و مامور ہو کر کتاب "براہینِ احمدیہ" تصنیف فرما رہے تھے۔

پھر آہستہ آہستہ یہ طاعون دوسرے ملکوں تک پھیلتی گئی لیکن ابھی تک اس نے اپنی ہلاکت خیزی دکھانا شروع نہ کی تھی۔ تا آنکہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے خدا تعالیٰ سے ایک ہلاکت خیز وباء کے نازل ہونے کی دعا کی۔ اس دعا کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

فَلَمَّا طَغَى الْفِسْقُ الْمُبِيْدُ بِسَيْلِهٖ
تَمَنَّيْتُ لَوْكَانَ الْوَبَاءُ الْمُتَبِّرُ

ترجمہ: "جب تباہ کن فسق و فجور کا سیلاب اپنی انتہا کو پہنچ گیا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے چاہا کہ کوئی وبا نازل ہو۔"

حضرت مسیح موعودؑ نے یہ دعا اپنی تصنیف "حمامۃ البشریٰ" میں تحریر

فرمائی جو کہ ۱۸۹۳ء میں تصنیف ہو کر ۱۸۹۴ء میں شائع ہوئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس دعا کے نتیجے میں ۱۸۹۶ء میں یہ طاعون بمبئی میں داخل ہوئی اور پہلے ہی سال دو ہزار دو سو انیس افراد موت کا شکار ہو گئے۔ ۱۸۹۷ء میں بمبئی اور اس کے ملحقہ علاقوں میں ۴۷،۷۱۰ اموات ہوئیں جبکہ بقیہ ہندوستان میں ۲۵۴ اموات ریکارڈ کی گئیں۔

اس وبا نے خاص طور پر ہندوستان میں جو کہ مسیح موعود کا مقامِ نزول و ظہور تھا جو تباہی مچائی اس کا مختصر سا خاکہ درج ذیل ہے۔

سال	اموات		
	بنگال و کلکتہ	بمبئی اور ملحقہ علاقہ جات	کل ہندوستان
۱۸۹۶ء		۲،۲۱۹	۲،۲۱۹
۱۸۹۷ء		۴۷،۷۱۰	۴۷،۹۷۴
۱۸۹۸ء	۲۱۹	۸۶،۱۹۱	۸۹،۲۶۵
۱۸۹۹ء	۳،۲۶۴	۹۶،۵۹۲	۱۰۲،۳۶۹
۱۹۰۰ء	۳۸،۴۱۲	۳۳،۱۹۶	۷۳،۵۷۶
۱۹۰۱ء	۷۸،۶۲۹	۱۲۸،۲۵۹	۲۳۶،۴۳۳
۱۹۰۲ء	۳۲،۹۶۷	۱۸۴،۷۵۲	۴۵۲،۶۵۵
۱۹۰۳ء	۶۵،۶۸۰	۲۸۱،۲۶۹	۶۸۴،۴۵۵
۱۹۰۴ء	۷۵،۴۳۸	۲۲۳،۹۵۷	۹۳۸،۰۱۰
۱۹۰۵ء	۱۲۶،۰۸۴	۷۱،۳۶۳	۹۴۰،۸۲۱
۱۹۰۶ء	۵۰،۶۱۹	۵۱،۵۲۵	۳۰۰،۳۵۵

(انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا زیر لفظ Plague)

حضرت مسیح موعود کی

پنجاب میں طاعون کی پیشگوئی

مندرجہ بالا نقشے سے ظاہر ہے کہ ۱۸۹۶ء میں ہندوستان میں داخل ہونے والی طاعون کا زور اگلے چند سالوں تک صرف بمبئی اور اس کے ملحقہ علاقوں تک محدود تھا۔ چنانچہ ۱۸۹۶ء میں تمام ریکارڈ شدہ اموات کا تعلق بمبئی اور اس کے ملحقات سے تھا۔ ۱۸۹۷ء میں ۱۰۰۷۰ اموات بمبئی کے علاقہ میں ہوئیں جبکہ صرف ۲۶۴ اموات باقی سارے ہندوستان میں ہوئیں۔ ان حالات میں حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۸۹۸ء میں خدا تعالیٰ سے خبر پا کر پنجاب میں بھی طاعون کے پھیلنے کی پیشگوئی فرمائی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"آج جو ۶ فروری ۱۸۹۸ء روز یکشنبہ ہے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں۔ میں نے بعض پودے لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ **یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے**، میرے پر یہ امر مشتبہ رہا کہ اس نے یہ کہا کہ آئندہ جاڑے میں یہ مرض بہت پھیلے گا۔ یا یہ کہا کہ اس کے بعد کے جاڑے میں پھیلے گا لیکن نہایت خوفناک نمونہ تھا جو میں نے دیکھا۔"

(ایام الصلح روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۳۶۱)

اسی اشتہار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے تقدیر معلق قرار دیتے ہوئے لوگوں کو توبہ و استغفار کی طرف توجہ دلائی اور فسق و فجور، بدچلنی، ظلم و بدکاری کو چھوڑ کر، نیک ترسی، خدا ترسی اور صدقہ و خیرات کی تلقین فرمائی لیکن حضرت مسیح موعودؑ کی اس نصیحت سے

فائدہ اٹھانے کی بجائے لوگوں نے آپ کی پیشگوئی کا تمسخر اڑانا شروع کر دیا اور بار بار اسے مذاق کا نشانہ بنایا گیا چنانچہ لاہور سے شائع ہونے والے "پیسہ اخبار" نے نہایت متمسخرانہ انداز میں نہایت ڈھٹائی سے لکھا :

"مرزا اسی طرح لوگوں کو ڈرایا کرتا ہے۔ دیکھ لینا سب سے پہلے خود اسی کو طاعون ہوگی۔"

("پیسہ اخبار" لاہور فروری ۱۸۹۸ء)

حضرت مسیح موعودؑ کی مندرجہ بالا پیشگوئی کے عین مطابق چند ماہ بعد ہی پنجاب میں کھل کر طاعون نمودار ہونا شروع ہوئی لیکن ابھی اس کی شدت زیادہ نہ تھی لہذا لوگ تمسخر سے باز نہ آئے تو حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے سنہ ۱۹۰۱ء میں دوبارہ اپنے ہموطنوں کو ازراہ ہمدردی توبہ کی طرف توجہ دلائی۔ آپ فرماتے ہیں :

"اے غافلو! یہ ہنسی اور ٹھٹھے کا وقت نہیں ہے۔ یہ وہ بلا ہے جو آسمان سے آتی اور صرف آسمان کے خدا کے حکم سے دور ہوتی ہے ..... سو اپنے نفسوں اور اپنے بچوں اور اپنی بیویوں پر رحم کرو، چاہئے کہ تمہارے گھر خدا کی یاد اور توبہ اور استغفار سے بھر جائیں اور تمہارے دل نرم ہو جائیں ...... میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ایک شہر میں مثال کے طور پر دس لاکھ کی آبادی ہو جس میں مثلاً ایک بھی کامل راستباز ہو گا تب بھی اس شہر سے یہ بلا دفع کی جائے گی پس اگر تم دیکھو کہ یہ بلا ایک شہر کو کھاتی جاتی ہے اور تباہ کرتی جاتی ہے تو یقیناً سمجھو کہ اس شہر میں ایک بھی راستباز نہیں معمولی درجے کی طاعون یا کسی اور وباء کا آنا ایک معمولی بات ہے لیکن جب یہ بلا ایک کھا جانے والی آگ کی طرح کسی شہر میں اپنا منہ کھولے تو یقین کرو کہ وہ شہر کامل راستبازوں کے وجود خالی ہے تب اس شہر سے جلد نکلو یا توبہ اختیار کرو ...... جس میں گناہ کا زہریلا مادہ ہو وہ بہر حال خطرناک حالت میں ہے۔ پاک صحبت میں رہو کہ پاک صحبت اور پاکوں کی دعا اس زہر کا علاج ہے۔"

(اشتہار ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء)

جب لوگوں نے اس نصیحت سے بھی کوئی فائدہ نہ اٹھایا اور تکذیب و فساد میں آگے سے آگے بڑھتے گئے تو خدائے ذوالجلال والانتقام کا غضب بھڑکا اور طاعون نے پنجاب میں اس قدر زور پکڑا کہ لوگوں کی آنکھوں کے سامنے قیامت کا نمونہ آگیا۔ لوگ کتوں کی طرح مرنے لگے، ہزاروں دیہات ویران ہو گئے، سینکڑوں بستیاں اُجڑ گئیں، شہروں اور قصبوں میں محلوں کے محلے خالی ہو گئے، اس قدر موتا موتی ہوئی کہ لاشوں کے دفنانے والا کوئی نہیں ملتا تھا۔ اس بات کی شہادت اوپر درج شدہ نقشے میں بخوبی ملتی ہے کہ ۱۹۰۱ء تک طاعون کا زیادہ زور بنگال اور بمبئی تک تھا لیکن ۱۹۰۲ء میں اچانک اس مرض نے ہندوستان کے دوسرے علاقوں بالخصوص پنجاب میں اپنے پنجے گاڑنا شروع کر دیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی اس پیشگوئی کے وقوع کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اشتہار ۶؍فروری ۱۸۹۸ء سے اور چار برس کے بعد عام طور پر پنجاب میں طاعون پھیل گئی چنانچہ یکم اکتوبر ۱۹۰۱ء سے ۱۹؍جولائی ۱۹۰۲ء تک عرصہ پونے دس ماہ میں اس قدر پھیل گئی کہ ۲۳؍اضلاع پنجاب کے اس سے آلودہ ہو گئے۔ دیکھو سرکاری نقشہ جات متعلقہ طاعون پنجاب۔ پس یہ پیشگوئی ایسے وقت میں کی گئی تھی یعنی فروری ۱۸۹۸ء میں جبکہ تمام پنجاب میں صرف دو ضلعے طاعون سے آلودہ تھے۔ دیکھو اخبار عام ۲؍اگست ۱۹۰۲ء جس میں یہ سرکاری شہادت درج ہے اسی طرح اس زمانے میں جب کہ بمبئی میں بھی طاعون کا نشان نہ تھا، طاعون کے آنے کے لئے دعا کی گئی اور وہ دعا منظور ہو گئی۔ چنانچہ ۱۳۱۱ھ میں جس کو نو برس ہو گئے یہ دعائیہ شعر حمامۃ البشریٰ میں موجود ہے۔

فَلَمَّا طَغَی الْفِسْقُ الْمُبِيْدُ بِسَيْلِهٖ
تَمَنَّيْتُ لَوْ كَانَ الْوَبَاءُ الْمُتَبِّرُ

نزول المسیح روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۵۳۱-۵۳۲

پھر اسی کتاب کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

"جب یہ پیشگوئی ۶؍ فروری ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی۔ تب پنجاب میں صرف دو ضلعے آلودہ تھے مگر بعد اس کے پنجاب کے ۲۳ ضلعے اس مرض سے آلودہ ہو گئے اور لوپنے دس ماہ میں تین لاکھ سولہ ہزار کیس ہوئے اور دو لاکھ اٹھارہ ہزار سات سو ننانوے فوتیاں ہوئیں دیکھو سرکاری نقشہ جات۔"

(نزول المسیح حاشیہ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۳۲-۴۱۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی عظیم گواہ یعنی اس طاعون کی ہلاکت خیزی کا ذکر کرتے ہوئے Collier's Encyclopedia نے لکھا۔

"طاعون کی آخری بڑی وبا جو کہ انیسویں صدی کے اواخر میں شروع ہوئی اور ۱۸۹۴ء میں ہانگ کانگ میں داخل ہوئی۔ وہاں سے سمندری جہازوں میں سفر کرنے والوں کے ذریعے یہ ہندوستان میں داخل ہوئی اور پھر مشرق وسطیٰ، برازیل، کیلی فورنیا اور دنیا کے دوسرے علاقوں تک پھیل گئی۔ اگلے بیس سال میں مرنے والوں کی تعداد کا اندازہ ایک کروڑ سے زیادہ لگایا گیا ہے۔"

(Collier's Encyclopedia
vol :19 - P: 95
under : "Plague")

صاحب الدّار اور خاتم سلیمانی کا نشان

حضرت امام مہدیؑ کے متعلق پیشگوئیوں میں ایک خبر یہ دی گئی تھی کہ وہ "صاحب الدّار" ہوگا چنانچہ لکھا ہے:

"علماء رجال تصریح کردند کہ از القاب خاصہ آنحضرت است و باید در ضمن حکایات باب ہشتم کہ فرمود "آ نا صاحب الدّار"۔"

(نجم الثاقب از حسین طبرسی جلد ۱ صفحہ ۲۸)

یعنی علمائے رجال نے تصریح کی ہے کہ "صاحب الدّار" حضرت مہدی کے خاص القابات میں سے ایک ہے اور ساتویں باب کی حکایات کے ضمن میں آئے گا۔ کہ فرمایا میں "صاحب الدّار" ہوں۔

یوں تو ہر گھر کا مالک "صاحب الدّار" کہلاتا ہے لیکن حضرت امام مہدی کی نسبت سے اس نام کی خصوصیت سے پیشگوئی کرنا یقیناً اس کی زندگی کے کسی خاص واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس سے اس کے "صاحب دار" ہونے کا امتیازی نشان ظاہر ہو۔

اسی طرح امام مہدی کے زمانہ میں جس دآبّۃ الارض کی پیشگوئی فرمائی گئی ہے اس کی صفات میں لکھا ہے:

"مَعَهَا خَاتَمُ سُلَيْمَانَ وَعَصَا مُوسَى تَضَعُ الْخَاتَمَ عَلَى وَجْهِ كُلِّ مُؤْمِنٍ فَيُطْبَعُ فِيهِ: هٰذَا مُؤْمِنٌ حَقًّا وَتَضَعُهُ عَلَى وَجْهِ كُلِّ كَافِرٍ فَيُكْتَبُ فِيهِ "هٰذَا كَافِرٌ حَقًّا" حَتّٰى أَنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُنَادِي الْوَيْلُ لَكَ يَا كَافِرُ وَإِنَّ الْكَافِرَ يُنَادِي طُوبٰى لَكَ يَا مُؤْمِنُ"

۱ بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۱۹۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔ بیروت م

ترجمہ: "دآبّۃ الارض کے پاس حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی اور حضرت موسیٰؑ کا عصا ہو گا۔ وہ اس انگوٹھی کو ہر مؤمن کی پیشانی پر لگائے گا تو یہ لکھا جائے گا" یہ پکا مؤمن ہے"۔ اور جب وہ اسے کسی کافر کی پیشانی پر لگائے گا تو وہاں یہ مہر لگ جائے گی کہ "یہ پکا کافر ہے"۔ جس کے نتیجہ میں مؤمن پکار اٹھے گا" اے کافر تیرے لئے ہلاکت مقدر ہے اور کافر کہہ اٹھے گا" اے مؤمن تجھے مبارک ہو!"

امام مہدیؑ کے صاحبُ الدّار ہونے اور اس کے زمانے میں دآبّۃ الارض کی خاتم سلیمانی کے ذریعے مؤمن کے حق میں سچّی گواہی دینے کے ہر دو نشانات طاعون کے ذریعے حضرتِ اقدس علیہ السّلام کی صداقت کے حق میں بڑی شان سے پُورے ہُوئے اور آپؑ کے مخالفین کے حق میں کھول کر طاعون نے یہ خبر دی کہ آپؑ کے مخالفین "پکّے اور حتمی منکر ہیں"۔

مندرجہ بالا ہر دو پیشگوئیوں کا ظہور اس طرح ہوا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے طاعون کے پھیلاؤ کی پیشگوئی شائع فرمائی تو آپ نے فرمایا:

"براہینِ احمدیہ میں یہ الہام ہے

"اَلَمْ نَجْعَلْ لَّکَ سَہُوْلَۃً فِیْ کُلِّ اَمْرٍ بَیْتِ الْفِکْرِ وَ بَیْتِ الذِّکْرِ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا"

یعنی "ہم نے تیرے لئے بیت الفکر اور بیت الذّکر بنایا ہے اور جو ان میں داخل ہوگا وہ امن میں آجائے گا چونکہ اللّٰہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ملک میں عام طاعون پڑے گی اور کسی کم مقدار کی حد تک قادیان بھی اس سے محفوظ نہیں گی۔ اس لئے اُس نے آج کے دنوں سے تیئس برس پہلے فرما دیا کہ جو شخص اس مسجد اور اس گھر میں داخل ہوگا یعنی اخلاص اور اعتقاد سے وہ طاعون سے بچایا جائے گا۔ اسی کے مطابق ان دنوں میں خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا:

"انی احافظ کل من فی الدّار۔ الّا الّذین علوا من استکبار و احافظک خاصّۃ سلامٌ قولًا مّن رّبٍّ رّحیم

یعنی "ہر ایک ایسے انسان کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو تیرے گھر میں ہوگا مگر وہ لوگ جو تکبّر سے اپنے تئیں اونچا کریں اور میں تجھے خصوصیت کے

ساتھ بچا لوں گا، خدائے رحیم کی طرف سے تجھے سلام۔"
(نزول المسیح روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۱)

اسی طرح فرماتے ہیں:
"میرے منجانب اللہ ہونے کا یہ نشان ہوگا کہ میرے گھر کی چار دیواری کے اندر رہنے والے مخلص لوگ اس بیماری کی موت سے محفوظ رہیں گے اور میرا تمام سلسلہ نسبتاً و مقابلتاً طاعون کے حملے سے بچا رہے گا اور وہ سلامتی جو ان میں پائی جائے گی اس کی نظیر کسی گروہ میں قائم نہیں ہوگی اور قادیان میں طاعون کی خوفناک آفت جو تباہ کر دے نہیں آئے گی الّا کم و شاذ و نادر۔"
(کشتی نوح روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۵-۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کے مطابق دار المسیح جسے اللہ کی وحی میں "الدّار" کہا گیا۔ طاعون سے مکمل طور پر محفوظ رہا اور انسان تو کجا ایک چوہا بھی آپ کے گھر میں طاعون سے نہیں مرا۔ اس "الدّار" میں تقریباً اسّی افراد رہائش رکھتے تھے۔ وہ سب کے سب معجزانہ طور پر طاعون سے محفوظ رہے حالانکہ طاعون قادیان میں بھی آئی۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی میں واضح طور پر لکھا تھا کہ شاذو نادر واقعات طاعون کے قادیان میں بھی ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح "الدّار" کا مکمل طور پر طاعون سے محفوظ رہنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے "صاحب الدّار" ہونے کا کھلم کھلا نشان بن گیا اور جماعت کے مخلص افراد کا طاعون سے امن میں رہنا اور آپ کے مخالفین کا اس وبا سے کیڑے مکوڑوں کی طرح مرنا خاتم سلیمانی کے ذریعے آپ کے سچے ایمان پر مہر تصدیق ثبت کر گیا اور آپ کے مخالفین کے "کذب لاریب" کی ابدی گواہی دے گیا۔ "فالحمد للہ علی ذالک"

حضرت مسیح موعودؑ کا مخالفین کو چیلنج

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جیسا کہ مندرجہ بالا اقتباسات سے واضح ہے طاعون کو اپنی صداقت کے نشان کے طور پر پیش کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ قادیان کو طاعون جارف (یعنی جھاڑ دینے والی طاعون) سے محفوظ رہنے کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ اس سلسلے میں آپ نے اپنے مخالفین جن کا تعلق دُنیا کے کسی بھی مذہب یا فرقہ سے ہو، چیلنج بھی دیا کہ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ یہ طاعون میری تکذیب کی وجہ سے نہیں آئی تو جس طرح میں نے قادیان کے تباہ کُن اور مہلک طاعون سے محفوظ رہنے کی پیشگوئی کی ہے وہ بھی اپنے اپنے شہروں کے متعلق پیشگوئی کر دیں اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کیا نشان ظاہر کرتا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی ایسی پیشگوئی شائع کرے گا تو اس کا شہر ضرور طاعون سے تباہ کیا جائے گا۔

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

"خدا تعالیٰ بہر حال جب تک کہ طاعون دُنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام اُمتوں کے لئے نشان ہے۔

اب اگر خدا تعالیٰ کے اس رسول اور اس نشان سے کسی کو انکار ہو اور خیال ہو کہ فقط رسمی نمازوں اور دُعاؤں سے یا مسیح کی پرستش سے یا گائے کے طفیل سے یا ویدوں کے ایمان سے باوجود مخالفت اور دشمنی اور نافرمانی اس رسول (حضرت مسیح موعودؑ — ناقل) کے طاعون دُور ہو سکتی ہے تو یہ خیال بغیر ثبوت کے قابلِ پذیرائی نہیں۔ پس جو شخص ان تمام فرقوں میں سے اپنے مذہب کی سچائی کا ثبوت دینا چاہتا ہے تو اب بہت عمدہ موقع ہے گویا خدا کی طرف سے تمام مذاہب کی سچائی یا کذب پہچاننے کے لئے ایک نمائش گاہ مقرر کیا گیا ہے اور خدا نے سبقت کر کے پہلے اپنی طرف سے قادیان کا نام لے دیا ہے۔ اب اگر آریہ لوگ وید کو سچا سمجھتے ہیں تو ان کو چاہئے کہ

بنارس کی نسبت جو وید کے درس کا اصل مقام ہے۔ ایک پیشگوئی کر دیں کہ ان کا پرمیشر بنارس کو طاعون سے بچا لے گا اور سناتن دھرم والوں کو چاہئے کہ کسی ایسے شہر کی نسبت جس میں گائیاں بہت ہوں۔ مثلاً امرتسر کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ گئو کے طفیل اس میں طاعون نہیں آئے گی۔ اسی طرح عیسائیوں کو چاہئے کہ کلکتہ کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ ...... اس میں طاعون نہیں پڑے گی کیونکہ بڑا لشپ برٹش انڈیا کا کلکتہ میں رہتا ہے۔ اسی طرح میاں شمس الدین اور ان کی انجمن حمایت اسلام کے ممبروں کو چاہئے کہ لاہور کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا اور منشی الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ جو الہام کا دعویٰ کرتے ہیں، ان کے لئے بھی یہی موقعہ ہے کہ لاہور کی نسبت پیشگوئی کر کے انجمن حمایت اسلام کو مدد دیں اور مناسب ہے کہ عبدالجبار اور عبدالحق شہر امرتسر کی نسبت پیشگوئی کر دیں اور چونکہ فرقہ وہابیہ کی اصل جڑ دلّی ہے اس لئے مناسب ہے کہ نذیر حسین اور محمد حسین دلّی کی نسبت پیشگوئی کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گی پس اس طرح سے گویا تمام پنجاب اس مہلک مرض سے محفوظ ہو جائے گا اور گورنمنٹ کو بھی مفت میں سبکدوشی ہو جائے گی۔ اور اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

اور بالآخر یاد رہے کہ اگر یہ تمام لوگ جن میں مسلمانوں کے ملہم اور آریوں کے پنڈت اور عیسائیوں کے پادری شامل ہیں چپ رہے، تو ثابت ہو جائے گا کہ یہ سب لوگ جھوٹے ہیں اور ایک دن آنے والا ہے جو قادیان سورج کی طرح چمک کر دکھلا دے گی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے"۔

(دافع البلاء، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۳۱-۲۳۲)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

"میرا یہی نشان ہے کہ ہر ایک مخالف خواہ وہ امروہہ میں رہتا ہے اور خواہ

امرتسر میں اور خواہ دہلی میں اور خواہ کلکتہ میں اور خواہ لاہور میں اور خواہ گوجرانوالہ میں اور خواہ بٹالہ میں ۔ اگر وہ قسم کھا کر کہے گا کہ اس کا فلاں مقام طاعون سے پاک رہے گا تو ضرور وہ مقام طاعون میں گرفتار ہو جائے گا کیونکہ اس نے خدا تعالیٰ کے مقابل پر گستاخی کی۔"

(دافع البلاء روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۳۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس چیلنج پر آپ کے تمام مخالفین کی زبانیں گنگ ہو گئیں اور ان میں سے کسی کو بھی یہ جرأت نہ ہو سکی کہ وہ اپنے شہر کی طاعون سے حفاظت کے لئے کوئی پیشگوئی کر سکیں اور اس طرح انہوں نے اپنی زبان حال سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صدق اور اپنے کذب پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مہر ثبت کر دی ۔

ایامِ طاعون اور جماعت احمدیہ کی تعداد میں اضافہ :

طاعون کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ پیشگوئی بھی فرمائی تھی کہ طاعون کے نشان کو دیکھ کر کثرت سے لوگ جماعت میں داخل ہوں گے اور غیر معمولی طور پر جماعت کی تعداد میں اضافہ ہو گا ۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :

" بطور نشانِ الٰہی کے نتیجہ یہ ہو گا کہ طاعون کے ذریعہ سے یہ جماعت بہت بڑھے گی اور خارق عادت ترقی کرے گی اور ان کی یہ ترقی تعجب سے دیکھی جائے گی ۔"

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۵-۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کے عین مطابق طاعون کے دنوں میں جماعت کی تعداد میں حیرت انگیز اضافہ ہوا ۔ ان دنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کے لئے ایسا رجوع خلائق ہوا کہ بعض اوقات کئی کئی سو افراد کی طرف سے روزانہ بیعت کے خطوط ملتے تھے ۔ گاؤں کے گاؤں احمدی ہو گئے ۔ اس زمانے کے رجوع خلائق کو دیکھ کر حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جماعت کے بہت سے

لوگ طاعونی احمدی ہیں کہ جب لوگوں نے دوسرے دلائل سے نہیں مانا تو اللہ نے انہیں عذاب کا طمانچہ دکھا کر منوایا ۔ (سلسلۂ احمدیہ مؤلفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ۔ ۔ صلا۱۲)

طاعون کے زمانے میں جماعت احمدیہ کی تعداد میں جو غیر معمولی اضافہ ہوا ۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے "مؤرخ احمدیت" لکھتے ہیں :

"جیسا کہ حضور نے پیشگوئی فرمائی تھی جماعت سے بھی خارق عادت سلوک ہوا جس کے نتیجہ میں جماعت کی ان دِنوں اتنی غیر معمولی ترقی ہوئی کہ اس کی تعداد ہزاروں سے نکل کر ۱۹۰۲ء میں ایک لاکھ تک پہنچ گئی ۔ ۱۹۰۳ء میں اس کثرت سے لوگ آپ کے مبائعین میں شامل ہوئے کہ اخبار الحکم کو مجبوراً نئے مبائعین کی فہرست کا کالم ہی بند کر دینا پڑا ۔ ۱۹۰۴ء میں یہ تعداد دو لاکھ تک اور ۱۹۰۶ء میں چار لاکھ تک پہنچ گئی ۔"

(تاریخ احمدیت جلد سوم صلا۲۲۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام طاعون کے زمانہ میں اپنی جماعت کی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"یہ طاعون ہماری جماعت کو بڑھاتی جاتی ہے اور ہمارے مخالفوں کو نابود کرتی جاتی ہے ہر ایک مہینہ میں کم سے کم پانسو آدمی اور کبھی ہزار دو ہزار آدمی بذریعہ طاعون ہماری جماعت میں داخل ہوتا ہے پس ہمارے لئے طاعون رحمت ہے اور ہمارے مخالفوں کے لئے زحمت اور عذاب ہے اور اگر دس پندرہ سال تک ملک میں ایسی ہی طاعون رہی تو میں یقین رکھتا ہوں کہ تمام ملک احمدی جماعت سے بھر جائیگا ۔ یہ بات ثابت شدہ ہے ، کہ طاعون ہماری جماعت کو بڑھاتی جاتی ہے اور ہمارے مخالفوں کو گھٹاتی جاتی ہے اور اگر اس کے برخلاف ثابت ہو تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسے ثابت کنندہ کو میں ہزار روپیہ نقد دینے کو تیار ہوں کون ہے کہ اس مقابلہ کے لئے کھڑا ہووے اور ہم سے ہزار روپیہ لیوے؟ افسوس

کہ یہ مخالف لوگ ایسے اندھے ہو گئے ہیں ان کو معلوم نہیں کہ دراصل طاعون ہماری دوست اور ان کی دشمن ہے۔ جس قدر طاعون کے ذریعے سے ہماری ترقی تین چار سال میں ہوئی ہے۔ وہ دوسری صورت میں پچاس سال میں بھی غیر ممکن تھی۔ پس مبارک وہ خدا ہے جس نے دنیا میں طاعون کو بھیجا تا اس کے ذریعہ سے ہم بڑھیں اور پھولیں اور ہمارے دشمن نیست و نابود ہوں یہی وجہ ہے کہ خدا نے طاعون کے وجود سے پہلے بذریعہ الہام مجھے خبر دی کہ دنیا میں طاعون آئے گی اور ہمارے دشمن اس سے نیست و نابود ہو جائیں گے مگر ہماری کثرت اس کے ذریعہ سے ہو گی پس اس سے زیادہ اندھا کون شخص ہے جو چند احمدی لوگوں کا طاعون سے فوت ہونا پیش کرتا ہے اور اس سے اب تک بے خبر ہے کہ ابتک کئی لاکھ انسان طاعون نے ہماری جماعت میں داخل کر دیا اور ہر روز داخل کر رہی ہے۔ پس مبارک ہے یہ طاعون جو ہمارے عدد کو بڑھا رہی ہے اور مخالفوں کو گھٹا رہی ہے اور حقیقت میں ہماری جماعت کا طاعون سے کوئی فوت نہیں ہوا۔ کیونکہ ایک کے عوض ہم نے سو یا زیادہ اس سے پالیا۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی حاشیہ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۶۷-۵۶۸)

انفلوئنزہ اور دیگر وبائیں

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے طاعون کے علاوہ دیگر وباؤں اور امراض کے پھیلنے کا ذکر بھی ملتا ہے چنانچہ یہ نشان بھی حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کے زمانے میں حیرت انگیز طور پر پورا ہوا چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں پھیلنے والی بعض تباہ کن اور ہلاکت خیز وباؤں کا مختصر تذکرہ ذیل میں پیش ہے۔

صحف سابقہ کی پیشگوئیوں میں موعود آخر الزمان کے عہد میں

اِنفلوئنزا:

جیسا کہ قبل ازیں بتایا جا چکا ہے کہ آنحضورؐ نے مہدی کے زمانے میں ایک ایسی بیماری کے پھیلنے کا ذکر بھی فرمایا تھا جس کا تعلق بالخصوص ناک اور اس سے ملحقہ اعضاء کے ساتھ ہوتا ہے چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کے مطابق سنہ ۱۸۸۹-۹۰ء میں عالمگیر انفلوئنزا کی وباء نے دنیا میں وسیع پیمانے پر تباہی پھیلائی۔ یہ وباء سنہ ۱۸۸۹ء کے موسم گرما میں سینٹرل ایشیاء سے شروع ہوئی اور پھر روس، چین اور مغربی یورپ میں پھیل گئی۔ اسی سال دسمبر میں ریاستہائے متحدہ امریکہ میں اس نے حملہ کیا اور پھر اگلے سال شمالی امریکہ کے بہت سے ملکوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ سنہ ۱۸۹۰ء کے آغاز میں اس کا دائرہ مشرقِ وسطیٰ، افریقی ممالک، آسٹریلیا، ہندوستان جنوبی ایشیا اور نیوزی لینڈ تک پھیل گیا۔ صرف لندن میں اس مرض میں مبتلا ہونے والے مریضوں میں موت کی شرح تقریباً ۳۵ افراد فی ہزار تھی۔ اس بیماری نے انسانی نظام اعصاب پر حملہ کیا ڈالا۔ اس کی وجہ سے فرانس میں خودکشی کرنے والوں کی شرح میں ۲۵ فیصد اضافہ ہو گیا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا زیر لفظ انفلوئنزا)

اس وباء کے بعد سنہ ۱۹۱۸-۱۹ء میں ایک بار پھر انفلوئنزا کی وبا نے عالمگیر تباہی مچائی۔ اس وباء کی ہلاکت خیزی کا ذکر کرتے ہوئے Collier's Encyclopedia میں لکھا ہے

> "سنہ ۱۹۱۸ء میں جنگِ عظیم اوّل کے بعد پھیلنے والی یہ وباء ریکارڈ شدہ تاریخ میں بدترین وبا تھی۔ اس وبا کے نتیجہ میں جنگِ عظیم اوّل میں مرنے والے لوگوں سے ایک کروڑ زیادہ لوگ ہلاک ہوئے۔ صرف یونائیٹڈ اسٹیٹس میں ہی پانچ لاکھ آدمی ہلاک ہوئے۔"
>
> (Colliers Encyclopedia under : "Influenza")

جنگِ عظیم اوّل میں ہلاک ہونے والے افراد کی تعداد ایک کروڑ بتائی جاتی ہے اور اس طرح سنہ ۱۹۱۸ء کے انفلوئنزا کی وباء سے دو کروڑ افراد موت کا شکار ہوئے۔

اِنفلوئنزا کی بڑی بڑی وباؤں کا ذکر کرتے ہوئے اسی انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے کہ

یہ وبائیں مندرجہ ذیل سالوں میں واقع ہوئیں۔

۱۶۲۷ ، ۱۶۲۹ ، ۱۷۸۸ ، ۱۸۳۰ ، ۱۸۴۷ ، ۱۸۷۲ ، ۱۸۹۰ ،
۱۹۱۸ ، ۱۹۵۷ ، ۱۹۶۴ ۔

اِن اعداد و شمار سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ کس طرح ناک کی بیماری کے پھیلنے کی آنحضورؐ کی پیشگوئی حضرت بانی سلسلۂ احمدیہ کے زمانۂ ظہور اور قربِ ظہور میں پوری ہوئی اس کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں (آپ کی پیدائش سے کچھ عرصہ قبل اور کچھ عرصہ بعد وفات) بہت سی دیگر وباؤں نے بھی تباہی مچائی۔ امریکہ میں ریکارڈ کی جانے والی پولیو کی وباؤں میں سب سے بڑی پہلی وبا ۱۸۹۳-۹۴ء میں پھیلی۔ پھر ۱۹۰۷ء تا ۱۹۱۶ء دوبارہ حملہ آور ہوئی۔ جس میں صرف امریکہ میں سات ہزار اموات ہوئیں۔ سنہ ۱۹۳۱ء میں ایک بار پھر اس نے امریکہ میں حملہ کیا اور ۴۰۰۰ افراد کو موت کا شکار کیا۔ ۱۹۴۲ء تا ۱۹۵۳ء کے دوران صرف امریکہ میں تقریباً ۶۰۰۰۰ افراد پولیو کے مرض میں مبتلا ہوئے۔

۱۸۲۹-۳۳ء میں شمال مغربی بحرالکاہل کے علاقے میں ملیریا سے تقریباً ۱۵۰۰۰۰ امریکی نژاد باشندے ہلاک ہوئے۔

۱۸۱۲-۱۳ء میں نپولین کی پیدل فوج پر ٹائیفائڈ اور پیچش کا حملہ ہوا جس کے نتیجے میں چھ لاکھ کی فوج میں سے صرف تینتیس ہزار زندہ بچ سکی۔ سنہ ۱۸۹۹ء میں ہندوستان میں ہیضے کی وبا پھوٹی۔ جس میں موت کی شرح ۴۱ افراد فی ہزار تھی۔ سنہ ۱۹۱۸-۱۹ء دو سالوں میں ہندوستان میں ہیضہ کی وبا سے ۵ لاکھ اموات ہوئیں۔ سنہ ۱۹۲۱ء میں روس میں قحط پڑنے کے نتیجہ میں پناہ گزین کیمپوں میں ہیضہ اور دیگر وبائیں پھوٹ پڑیں۔ جس کے نتیجے میں ایک کروڑ افراد لقمۂ اجل بن گئے۔ کہا جاتا ہے کہ ان میں سے ۵۰۰۰۰۰ افراد بھوک کی وجہ سے ہلاک ہوئے جبکہ باقی اموات کا باعث وبائیں اور امراض بنیں۔

خروجِ دجّال

مسیح ومہدی موعود کے زمانے کی ایک علامت اُس کے ظہور سے قبل دجّال کا خروج اور اس کا مسیح ومہدی کے ہاتھوں قتل ہونا بتائی گئی ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

"عن النواس بن سمعانؓ قال ذکر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الدجال فقال ان یخرج وانا فیکم فانا حجیجہ دونکم وان یخرج ولست فیکم فامرءٌ حجیج نفسہٖ فبینما ھو کذلک اذ بعث اللّٰہ المسیح ابن مریم فیطلبہٗ حتّٰی یدرکہ بباب لدّ فیقتلہٗ ......"

(مسلم کتاب الفتن)

ترجمہ: "حضرت نواس بن سمعانؓ سے روایت ہے کہ آنحضورؐ نے دجّال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اگر وہ میری زندگی میں ظاہر ہو گیا تو میں خود تمہارے سامنے اس سے بحث کروں گا لیکن اگر میرے بعد ظاہر ہوا تو تم میں سے ہر شخص اپنی طرف سے اس سے مقابلہ کرے ...... جب وہ (دجّال) اپنی کارروائیوں میں مشغول ہو گا تو اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابنِ مریم کو مبعوث فرمائے گا ...... پھر عیسیٰ ابنِ مریم دجّال کو تلاش کریں گے اور باب لدّ کے مقام پر اسے پاکر اسے قتل کر دیں گے۔"

اسی طرح حدیث میں ہے:

"یقتل ابن مریم الدجّال"

(کنز العمال جلد ۱۴ صفحہ ۳۳۵ المطبعۃ العربیہ حلب)

یعنی: "ابنِ مریم دجّال کو قتل کریں گے۔"
ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں:
"المهدى الذى يقتل الدجّال"
(معجم أحاديث الامام المهدى صنٓ۲۰)
یعنی "مہدی وہ ہیں جن کا کام دجّال کو قتل کرنا ہے۔"
ایک اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں:
"عن ابنِ عبّاس قال: لا تقوم الساعة حتى ينزل عيسى ابن مريم على ذروة أفيق بيده حربة يقتل الدجّال۔"
(کنز العمّال جلد ۱۴ صنٓ ۶۱۸)
ترجمہ: حضرت ابنِ عبّاسؓ روایت کرتے ہیں کہ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ عیسیٰ ابنِ مریم نازل نہ ہولیں وہ أفیق کی چوٹی پر نازل ہوں گے اور اپنے ہاتھ کے حربے سے دجّال کو قتل کردیں گے۔

دجّال کی تعیین:

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ دجّال ہے کون؟ اس کی صفات کیا ہیں؟ کیا وہ حضرت بانی سلسلۂ احمدیہ کے زمانے میں پیدا ہوگیا؟ کیا وہ حضرت بانی سلسلۂ احمدیہ مدّعی مسیحیت و مہدویت کے ہاتھوں قتل ہوگیا؟
ان تمام سوالات کے جواب کے لئے ضروری ہے کہ لفظ "دجّال" کے لغوی معنوں کے ساتھ ساتھ ان صفات کو بھی معلوم کیا جائے جو آنے والے دجّال کے بارے میں آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بیان فرمائی ہیں۔

دجّال کے لغوی معنی:

لغتِ عربی میں دجّال کے مندرجہ ذیل معنی لکھے ہیں:

۱: ڈھانپنے والا ۔ الّذی یستر الحق بکذبہ "جو اپنے
جھوٹ سے سچائی کو ڈھانپ لے۔"
۲: الکذّاب : بہت جھوٹا۔
۳: المموّہ : ملمع سازی کرنے والا۔
۴: الرفقۃ العظیمۃ تغطی الارض بکثرۃ أھلھا وقیل ھی
الرفقۃ تحمل المتاع للتجارۃ
"یعنی اس کے معنی ایسے گروہ کے ہیں جو اپنے لوگوں کی کثرت سے زمین کو ڈھانپ لے اور یہ
بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے معنی اس گروہ کے ہیں جو تجارت کا سامان لئے پھرے۔"

احادیث میں دجّال کی صفات کا بیان:

۱: "حضرت آدم ؑ سے لے کر قیامت تک دجّال کے واقعہ (فتنہ) سے بڑا واقعہ ظہور میں
نہیں آیا نہ آئے گا۔" (مسلم کتاب الفتن و مستدرک حاکم)
۲: "وہ کانا ہو گا۔" (کتاب الفتن جلد ۲ صفحہ ۵۲۸)
۳: "وہ داہنی آنکھ سے کانا ہوگا۔" (بخاری و مسلم و مختصر تذکرہ قرطبی صفحہ ۱۶۱)
۴: "بائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔" (مسلم کتاب الفتن و مختصر تذکرہ قرطبی صفحہ ۱۶۱)
۵: "اس کی پیشانی پر "ک ف ر" لکھا ہوگا جسے ہر وہ مومن خواہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ
پڑھ لے گا۔"
۶: "طویل القامت یعنی لمبے قد کا ہوگا۔" (الطبرانی بحوالہ مختصر تذکرہ قرطبی صفحہ ۱۶۱)
۷: "ان المسیح الدّجال قصیر۔" مسیح دجّال چھوٹے قد کا ہوگا۔
(سنن ابی داؤد کتاب الفتن)
۸: "نبوت کا دعویٰ کرے گا۔" (فتح الباری شرح بخاری جلد ۱۳ مطبوعہ مصر)
۹: "الوھیت یعنی خدائی کا دعویٰ کرے گا۔" ایضاً
۱۰: "اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ ہوگا۔"

۱۱: "ایک شخص کو قتل کر کے پھر اسے زندہ کر دے گا۔"

۱۲: "آسمان کو بارش برسانے کا حکم دے گا تو وہ بارش برسائے گا۔"

۱۳: "زمین کو کھیتی اگانے کا حکم دے گا تو وہ ویسا ہی کرے گی۔"

۱۴: "ساری زمین میں پھرے گا لیکن مکّہ اور مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔"

۱۵: "آنحضورؐ نے دجّال کو مکّہ میں خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا۔"

۱۶: "اس کے ساتھ جنّت اور دوزخ ہوگی جسے جنّت کہے گا وہ دوزخ ہوگی اور جسے دوزخ کہے گا وہ جنّت ہوگی۔"

۱۷: "حضرت تمیم داریؓ نے اسے گرجا میں قید دیکھا۔"

۱۸: "وہ زمین سے کہے گا کہ وہ اپنے خزانے نکالے تو وہ اپنے خزانے نکالے گی۔"

۱۹: "اس کے زیادہ تر پیروکار یہود اور ولد الزّناء ہوں گے۔"

۲۰: "ابر کی مانند تیز رفتار ہوگا۔" (کنز العمال جلد ۱۴ صفحہ ۶۱۴)

۲۱: وَمَعَهٗ مِنْ كُلِّ لِسَانٍ: اس کے پاس ہر زبان کا علم ہوگا۔

۲۲: "کسی بھی بستی میں داخل ہوتے وقت اس کے ساتھ ایک عورت ہوگی جو اس کے آگے آگے چلے گی۔" (کنز العمال جلد ۹ صفحہ ۲۶۴)

۲۳: "مسیح دجّال مغرب کے گرجا سے نکلے گا۔"

۲۴: "مسیح دجّال مشرق سے ظاہر ہوگا۔"

۲۵: "دجّال کا رنگ "أجلق" سیاہ و سفید ہوگا۔" (حجج الکرامۃ)

۲۶: "گندمی رنگ کا ہوگا۔" (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۹)

۲۷: "اس کا رنگ سرخ ہوگا۔" (مسلم و بخاری بحوالہ مشکوٰۃ کتاب الفتن والملاحم)

۲۸: "اس کے بال درخت کی ٹہنیوں کی مانند لمبے لٹکتے ہوں گے۔"
(مجمع الزوائد جلد ۷ صفحہ ۳۳۷)

۲۹: "قطط جعد الرّاس" بال اس کے گھونگریالے ہوں گے
(مختصر تذکرہ قرطبی صفحہ ۱۶۱)

۳۰: "آنحضورؐ کی امّت کے ستّر ہزار افراد (کثرت کے ساتھ — ناقل) اس کے پیروکار

ہوں گے۔" (مشکوٰۃ کتاب الفتن)

۳۱: "جو شخص اس کے شر سے بچنا چاہے وہ "سُورۃ الکہف" کی پہلی دس آیات پڑھے۔"

۳۲: "اس کے زمانے میں روزن ونشستوں والی سواریاں ہوں گی۔" رکب ذوات الفروج السروج" (بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۵ ۔ مطبوعہ بیروت)

۳۳: "دجّال کے پاس ایک گدھا ہو گا جس کی مندرجہ ذیل صفات ہوں گی۔

(i) "روشنی رکھنے والا ہو گا۔" یخرج الدّجال علی حمارٍ أقمر۔

(ii) "اس کے دونوں کانوں کے درمیان ستّر باع کا فاصلہ ہو گا۔"

(iii) "یخرج علی حمارٍ أبتر"۔ "ایسا گدھا ہو گا جس کی نسل آگے نہیں چلے گی۔" (دم کٹا) (نزہۃ المجالس جلد ۱ صفحہ ۱۰۹ مطبوعہ مصر بحوالہ مسیح دجّال اور یاجوج ماجوج کا ظہور صفحہ ۱۲۱)

(iv) "تسیر من حبس السّیل" سیلاب (پانی وپٹرول وغیرہ) کو بند کر کے چلے گا۔"

(v) "اس کے ایک قدم اور دوسرے قدم کے درمیان ایک دن اور رات کا فاصلہ ہو گا۔"

(vi) "زمین کو (تیز رفتاری سے) سمیٹتا چلا جائے گا۔" (کنز العمال جلد ۱۴ صفحہ ۶۱۴)

(vii) "بادلوں تک بھی پہنچے گا۔" ایضاً

(viii) "سورج کی جائے غروب تک سورج سے پہلے پہنچ جائے گا)۔ ایضاً

(ix) "سمندر کا پانی اس کے ٹخنوں تک آئے گا۔" ایضاً

(x) "اس کے آگے دھویں کا پہاڑ ہو گا۔" ایضاً

(xi) "اونچی آواز سے صدا لگائے گا جو دُور دُور تک سنی جائے گی۔ وہ کہے گا۔ اے میرے دوستو! میری طرف آؤ ـــــ اے میرے پیارو میری طرف آؤ۔ (ایضاً)

(xii) "ایک روایت میں "حمار" (گدھا) کی بجائے (أتان) (گدھی) کے الفاظ آئے ہیں اور اس کی صفت یہ لکھی ہے کہ اس پر دجّال تانبے (دھات) کا منبر تعمیر کرائے گا جس پر وہ بیٹھے گا اور اس کی پیروی جنّوں کے قبائل کریں گے۔"

(فتح الباری جلد ۱۳ صفحہ ۲۷۹ مطبوعہ مصر)

(xiii) ایک اور روایت میں ہے کہ دجّال " رکب ذوات الفروج السروج"
وہ ایسی سواریوں پر سوار ہو گا جن میں کھڑکیاں اور نشستیں ہوں گی "
(بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۵ مطبوعہ بیروت)

دجّال اور اس کے گدھے کی مندرجہ بالا صفات کو مدّنظر رکھتے ہوئے اس کو ایک فردِ واحد کی صورت میں قرار دے کر ان صفات کو ظاہر پر محمول کرنا کسی بھی صاحبِ ایمان اور ذی ہوش و عقل انسان کے لئے درست نہیں ہو سکتا۔

ان علامات و صفات کو ظاہر پر محمول کرنے سے

۱: قرآنِ کریم کو (نعوذ باللہ من ذالک) نامکمل کتاب ماننا پڑتا ہے کیونکہ آنحضورؐ اس فتنے کو سب سے بڑا فتنہ قرار دے رہے ہیں لیکن قرآنِ کریم میں دجّال کا نام تک موجود نہیں۔

۲: آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم دجّال کو سب سے بڑا فتنہ قرار دے رہے ہیں جبکہ قرآن کے نزدیک سب سے بڑا فتنہ عیسائیت کا ہے جنہوں نے مسیحؑ کو خدا تعالیٰ کا بیٹا بنا لیا ہے
(سورۃ مریم آیت نمبر ۸۹ تا ۹۲)

پس تطبیق کی یہی صورت ہے کہ تسلیم کر لیا جائے کہ "دجّال" سے مراد عیسائیوں کا مذہبی گروہ ہے۔

۳: بعض صفات کو ظاہر پر محمول کرنے سے قرآنی تعلیم کی خلاف ورزی اور قرآنی حقائق سے انکار لازم آتا ہے مثلاً کہا گیا ہے کہ دجّال ایک شخص کو مارے گا اور پھر اسے زندہ کر دے گا۔ حالانکہ اس دُنیا میں کسی مُردے کا دوبارہ زندہ ہونا قرآنی تعلیم کے سراسر منافی ہے۔

اسی طرح لکھا ہے کہ:
"دجّال بادل کو حکم دے گا تو وہ بارش برسائے گا حالانکہ قرآنِ کریم کے مطابق بارش برسانا صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔" (الشوریٰ : ۴۳)

پھر لکھا ہے کہ جنّت اور دوزخ اس کے ساتھ ہو گی گویا خدا کے اختیار سے نکل کر دجال کے اختیار میں آجائیں گے تو پھر ان میں پہلے سے موجود لوگوں کا کیا ہو گا، وغیرہ۔

۴: یہ صفات بھی (ظاہر پہ محمول کرنے کی وجہ سے) باہم متضاد ٹھہریں گی۔ مثلاً لکھا ہے۔ "اس کا قد لمبا ہوگا" ساتھ ہی لکھا ہے "اس کا قد چھوٹا ہوگا"۔ "داہنی آنکھ سے کانا ہوگا" پھر لکھا ہے "بائیں آنکھ سے کانا ہوگا" اور یہ کہ "بال لمبے ٹہنیوں کی مانند ہوں گے" اور پھر لکھا ہے "بال گھونگھریالے ہوں گے" لہٰذا ان صفات کو ظاہر پہ محمول نہیں کیا جا سکتا۔

۵: لکھا ہے کہ "دجّال کو مکّہ اور مدینہ میں جانے کا اختیار نہیں لیکن آنحضورؐ نے اسے خانہ کعبہ کا طواف کرتے بھی دیکھا۔ ظاہر پہ محمول کرنے سے تضاد ہوگا۔

۶: خرِ دجّال کی صفات کو ظاہر پہ محمول کرنے سے نہایت مضحکہ خیز صورتیں سامنے آئیں گی مثلاً "اس کے اندر سوراخ ہوں گے" بیک وقت زمین پہ چلے گا، آسمان پہ بھی اور پھر سمندر میں بھی۔

پھر یہ کہ وہ بیک وقت "حمار" بھی ہوگا اور "اتان" بھی یعنی مذکر بھی اور مؤنث بھی۔ اس کے اوپر دجّال تانبے کا ایک منبر کھڑا کر کے جنّوں کے قبائل سے مخاطب ہوگا، وغیرہ۔

۷: جو آیات اس فتنے کے علاج کے لئے بتائیں یعنی سورۃ الکہف کی پہلی دس آیات، ان میں "عیسائیت کا ذکر ہے" پس ماننا پڑا کہ دجّال سے مراد عیسائیت ہی ہے۔

۸: دجّال کے لغوی معنوں میں لکھا ہے کہ چونکہ وہ گروہ اپنے لوگوں کی کثرت سے زمین کو ڈھانپ لے گا لہذا اسے دجّال کہتے ہیں اور آنحضورؐ نے آخری زمانے میں رومیوں یعنی عیسائیوں کی کثرت بتائی ہے جیسا کہ فرمایا:

"تقوم الساعۃ والروم اکثر الناس"

(مسلم کتاب الفتن)

پس معلوم ہوا کہ آخری زمانے کا وہ فتنہ جسے آنحضورؐ نے دجّال کا نام دیا اسے قرآن کریم "عقائدِ مسیحیت اور اس کے پرچار" کا فتنہ قرار دے رہا ہے۔ جب ہم بنظرِ غائر

مطالعہ کرتے ہیں تو دجّال کی تمام صفات ہمیں مسیحی پادریوں اور مسیحی اقوام میں سو فیصد پوری نظر آتی ہیں۔

معدنیات کی تلاش کر کے، کانیں کھود کھود کر زمین کے خزانے نکال رہی ہیں۔ مصنوعی آلات کے ذریعے بارش برسانے کا انتظام ہو رہا ہے۔ بے حیائی ان اقوام کا شیوہ بن چکی ہے۔ اولاد الزّنا کی کثرت ہو چکی ہے۔ یہود کا مکمل تعاون انہیں حاصل ہے۔ مادّی مفادات کی جنّت دکھا کر دیگر اقوام کو اپنے دامِ تزویر میں پھنسا رہے ہیں۔ اپنے پیچھے نہ چلنے والے ممالک کو آگ عذاب کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ جن کو چاہتے ہیں تباہ و برباد کر دیتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں اسٹیج پستیوں سے نکال کر آلاء و نعماء میں بٹھا دیتے ہیں۔ دین کی آنکھ سے کانے ہیں اور مادیّت اور دُنیا پرستی کی آنکھ نہایت روشن ہے۔ ہر قوم، ہر زبان، ہر رنگ، ہر نسل، ہر قد اور سائز کے لوگ ان کے ہمراہ ہیں۔ دنیاوی علوم میں اس قدر ترقی کر چکے ہیں کہ زمین کی پیداوار میں کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ اسلام کے خلاف زہر اگل کر اپنے خود ساختہ دین تثلیث کی طرف لوگوں کو مائل کر کے گویا دعویٰ نبوّت کر رہے ہیں اور اپنے غیر معمولی کاموں کی وجہ سے زبانِ عمل سے دعویٰ الوہیت کا اعلان ہو رہا ہے۔

طرح طرح کی سواریاں ایجاد ہو چکی ہیں جو ہواؤں میں بھی چلتی ہیں۔ سمندر کے پانیوں میں بھی تیرتی اور زمین پر بھی نہایت تیز رفتاری سے مسافت طے کرتی ہیں اور یہ سواریاں "حبس سیل" یعنی پانی، بھاپ، پیٹرول اور ڈیزل وغیرہ کے سیلاب سے چلتی ہیں۔ ان کے سوراخ ہوتے ہیں یعنی دروازے اور کھڑکیاں۔ ان سواریوں میں تیز روشنیاں ہوتی ہیں۔ وِسل اور ہارن کے ذریعے لوگوں کو اپنی آمد و رفت کا علم دیتی ہیں۔ گویا کوئی ایک بھی ایسی علامت نہیں جو آنحضورؐ نے دجّال اور خرِ دجّال کے متعلق بیان فرمائی ہو اور ان مسیحی پادریوں اور ان کے متبع مغربی اقوام میں نہ پائی جاتی ہو۔

دجّال کی تعیین کرتے ہوئے ایک شیعہ مصنّف لکھتے ہیں۔

" دجّال دجل سے ہے۔ جس کے معنی جھوٹ بولنے، دھوکہ دینے کے ہیں۔ احادیث و روایات سے پتا چلتا ہے کہ دجّال کسی ایک شخص کا نام نہیں ہے بلکہ جھوٹے مکّار اور دھوکہ دینے والے لوگوں کے لئے استعارہ کے طور پر

استعمال ہوا ہے۔ حضرت نوحؑ کے بعد ہر پیغمبر نے اپنی قوم کو دجّال کے فتنے سے آگاہ کیا ہے اور ڈرایا ہے۔ پیغمبر اسلامؐ نے دجّال کے بارے میں فرمایا کہ:

"ہر پیغمبر نے اپنی قوم کو دجّال کے فتنے سے آگاہ کیا ہے اور ڈرایا ہے لیکن میں اس کے بارے میں ایک ایسا جملہ کہوں گا جو کسی پیغمبر نے اپنی قوم سے نہیں کہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ کانا ہے۔" (صحیح ترمذی)

.... بحار الانوار جلد نمبر ۵۲ صـ۱۹۴ میں حضرت امیر المومنین علی علیہ السّلام سے جو روایت بیان کی گئی ہے۔ اس میں دجّال کی صفات کا ذکر ہے۔

"اس کی صرف ایک آنکھ ہوگی جو اس کی پیشانی کے درمیان ستارے کی طرح چمک رہی ہوگی، یہ آنکھ خون آلود ہوگی، ایسا معلوم ہوگا کہ خون سے بنی ہے اس کے پاس ایک سفید تیز رفتار گدھا ہوگا جس کا ہر قدم ایک میل کا ہے اور بہت ہی جلد زمین کو طے کرلے گا وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا اور جب وہ اپنے دوستوں کو اپنے گرد بلائے گا تو اس کی آواز پوری دنیا سنے گی، وہ دریاؤں میں داخل ہوجائے گا اور سورج اس کے ساتھ ساتھ چلے گا۔ اس کے سامنے دھوئیں کا ایک پہاڑ اور اس کے پیچھے ایک سفید پہاڑ ہوگا۔ لوگوں کو وہ پہاڑ کھانے پینے کی چیزیں نظر آئے گا۔ اس وقت لوگ قحط میں مبتلا ہونگے اور کھانے پینے کی سخت قلت ہوگی۔"

مذکورہ بالا روایت میں جو دجّال کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ ان سے مراد دنیا میں ظالم و ستمگر مادہ پرست سربراہوں اور فریب کاروں کی طرف اشارہ ہے ان لوگوں کے پاس بھی صرف ایک آنکھ ہوتی ہے اور وہ اقتصادیات اور مادّی زندگی کی آنکھ ہے۔ جس سے صرف ایک پہلو پر نظر رکھتے ہیں اور وہ اپنی قوم کے مادّی منافع کا پہلو ہے جس کو حاصل کرنے کے لئے ہر طرح کی مکّاری اور فریب کاری اور سامراجی سیاست سے کام نکالتے ہیں۔ ان دجّالوں کی یہی مادّی آنکھ صنعت کے میدان میں بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کرچکی ہے۔ یہ دجّال

اپنی تیز رفتار سواریوں پر بہت کم وقت میں پوری دُنیا کا چکّر لگا لیتے ہیں اور آواز کی رفتار سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے سفر کرتے ہیں۔ یہ لوگ خدائی کے دعویدار ہیں اور تمام دُنیا کی تقدیر کو اپنے پیروں تلے سمجھتے ہیں آسمان پر کمند ڈالتے ہیں چاند کو مسخّر کر چکے ہیں۔ یہ لوگ مختلف آلات سے لیس آبدوزوں کے ذریعے سمندروں کی تہہ میں سفر کرتے ہیں۔ ان کی یہ تیز رفتار سواریاں سورج کی رفتار کے ساتھ چلتی ہیں۔ ان کے عظیم کارخانوں کے دھوئیں کے پہاڑ اور ان کارخانوں میں بنی ہوئی کھانے پینے کی چیزوں کا ایک پہاڑ نظر آتا ہے۔ جو کوئی بھی ہے ان کی طرف اپنی بھوک مٹانے کے لئے کاسۂ گدائی لیکر کھڑا ہے۔ اسلحہ کی دوڑ میں بے پناہ خرچ، جنگوں کے اخراجات اور اپنی حکومتوں اور اقتدار کو قائم رکھنے میں بے حساب خرچ، غریب عوام بھوک سے نہ مریں تو کیا کریں۔ دجّال ان تمام پریشانیوں اور مصیبتوں کا اصلی سبب ہے، غذا کا ذخیرہ اس کے پاس، اسلحہ کے انبار اس کے پاس، اپنی قوم اور اپنے حلیفوں کے اخراجات کا وہ کفیل، باقی جو بچے تو ان کے غلام بنانے کی کوشش میں غذا بہم پہنچانے کی اور حفاظت کرنے کا وعدہ کر کے اپنا زیرِ نگیں بنا رہا ہے تاکہ وہ عظیم مُصلح کے ظہور کے وقت حامی اور مددگار نہ بن سکیں۔"

("ظہورِ امامِ مہدی قریب تر ہے" حصّہ دوم صفحہ ۲۲)
از سیّد حسین محمد نقوی امروہوی ایڈووکیٹ
(ناشر سیّد ناصر مہدی نقوی شاہ چراغ چیمبر۔ لاہور)

حضرت مسیح موعود فرماتے ھیں:

"میرا مذہب یہ ہے کہ اِس زمانہ کے پادریوں کی مانند کوئی اب تک دجّال پیدا نہیں ہوا اور نہ قیامت تک پیدا ہو گا۔ مسلم کی حدیث میں ہے:

وعن عمران بن حصین قال سمعت رسول اللّٰہ

صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما بین خلق آدم الی قیام الساعۃ امر اکبر من الدجال

یعنی "عمران ابن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیدائش آدم سے قیامت تک کوئی امر فتنہ اور ابتلاء کے رو سے دجال کے وجود سے بڑھ کر نہیں۔"

اب اوّل تو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ لغت میں دجال جھوٹوں کے گروہ کو کہتے ہیں جو باطل کو حق کے ساتھ مخلوط کر دیتے ہیں اور خلق اللہ کے گمراہ کرنے کے لئے مکر اور تلبیس کو کام میں لاتے ہیں۔ اب میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ مطابق منشاء مسلم کی حدیث کے جو ابھی میں بیان کر آیا ہوں۔ اگر ہم حضرت آدم کی پیدائش سے آج تک بذریعہ ان تمام تحریری وسائل کے جو ہمیں ملے ہیں، دنیا کے تمام ایسے لوگوں کی حالت پر نظر ڈالیں جنہوں نے دجالیت کا اپنے ذریعہ کام لیا تھا تو اس زمانہ کے پادریوں کی دجالیت کی نظیر ہرگز ہم کو نہیں ملے گی۔ انہوں نے ایک موہومی اور فرضی مسیح اپنی نظر کے سامنے رکھا ہوا ہے جو بقول ان کے زندہ ہے اور خدائی کا دعویٰ کر رہا ہے۔ سو حضرت مسیح ابن مریم نے خدائی کا دعویٰ ہرگز نہیں کیا۔ یہ لوگ خود اس کی طرف سے وکیل بن کر خدائی کا دعویٰ کر رہے ہیں اور اس دعوے کے سرسبز کرنے کے لئے کیا کچھ انہوں نے تحریفیں نہیں کیں اور کیا کچھ تلبیس کے کام استعمال میں نہیں لائے اور مکہ اور مدینہ چھوڑ کر اور کونسی جگہ ہے جہاں یہ لوگ نہیں پہنچے۔ کیا کوئی دھوکہ دینے کا کام یا گمراہ کرنے کا منصوبہ یا بہکانے کا کوئی طریقہ ایسا بھی ہے جو ان سے ظہور میں نہیں آیا کیا یہ سچ نہیں کہ یہ لوگ اپنے دجالانہ منصوبوں کی وجہ سے ایک عالم پر دائرہ کی طرح محیط ہو گئے ہیں جہاں یہ لوگ جائیں اور جہاں اپنا مشن قائم کریں۔ ایک عالم کو تہ و بالا کر دیتے ہیں۔ دولتمند اس قدر ہیں کہ گویا دنیا کے تمام خزانے ان کے ساتھ ساتھ پھرتے ہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ انگریزی کو مذاہب سے کچھ سروکار نہیں اپنے

شامل نہ انتظام سے مطلب ہے مگر درحقیقت پادری صاحبوں کی بھی ایک الگ گورنمنٹ ہے جو بے شمار روپے کی مالک اور گویا تمام دنیا میں اپنا تارو پود پھیلا رہی ہے اور ایک قسم کا جنت اور جہنم اپنے ساتھ لئے پھرتے ہیں۔ جو شخص ان کے مذہب میں آنا چاہتا ہے اسکو وہ جنت دکھلایا جاتا ہے اور جو شخص ان کا اشد مخالف ہو جائے۔ اس کے لئے جہنم کی دھمکی ہے۔ ان کے گھر میں روٹیاں بہت ہیں گویا ایک پہاڑ روٹیوں کا جس جگہ رہیں ساتھ رہتا ہے اور اکثر شکم بندہ لوگ ان کی سفید سفید روٹیوں پر مفتون ہو کر ربنا المسیح کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ مسیح دجال کی کوئی بھی ایسی علامت نہیں جو ان میں نہ پائی جائے ایک وجہ سے یہ مردوں کو بھی زندہ کرتے ہیں اور زندوں کو مارتے ہیں (سمجھنے والا سمجھ لے) اور اس میں تو شک نہیں کہ ان کی آنکھ ایک ہی ہے جو بائیں ہے اگر ان کی دائیں آنکھ موجود ہوتی تو یہ لوگ خدا تعالیٰ سے ڈرتے اور خدائی کے دعوے سے باز آ جاتے۔ بے شک یہ بھی سچ ہے کہ پہلی کتابوں میں اس قوم دجال کا ذکر ہے۔ حضرت مسیح ابن مریمؑ نے بھی انجیل میں بہت ذکر کیا ہے اور پہلے صحیفوں میں بھی جابجا ان کا ذکر پایا جاتا ہے۔ بلاشبہ ایسا ہی چاہیئے تھا کہ ہر ایک نبی اس مسیح دجال کے آنے کی پہلے سے خبر دیتا۔ سو ہر نبی نے تصریحاً یا اجمالاً، اشارتاً یا کنایتاً خبر دی ہے۔ حضرت نوحؑ سے لے کر ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک تک اس مسیح دجال کی خبر موجود ہے جس کو میں دلائل کے ساتھ ثابت کر سکتا ہوں۔

اور جس قدر اسلام کو ان لوگوں کے ہاتھ سے ضرر پہنچا ہے اور جس قدر انہوں نے سچائی اور انصاف کا خون کیا ہے، ان تمام خرابیوں کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ ہجرت مقدسہ کی تیرھویں صدی سے پہلے ان تمام فتنوں کا نام و نشان نہ تھا اور جب تیرھویں صدی نصف سے کچھ زیادہ گذر گئی تو یکدفعہ اس دجالی گروہ کا خروج ہوا اور پھر ترقی ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ

اس صدی کے اواخر میں بقول پادری ہیکر صاحب پانچ لاکھ تک صرف ہندوستان میں ہی کرسٹان شدہ لوگوں کی نوبت پہنچ گئی اور اندازہ کیا گیا کہ قریبًا بارہ سال میں ایک لاکھ آدمی عیسائی مذہب میں داخل ہو جاتا ہے۔ جو ایک عاجز بندہ کو خدا اکر کے پکارتا ہے۔ اس بات سے کوئی دانا بے خبر نہیں کہ ایک جماعت کثیر اسلام کے پالیوں کہو کہ اسلام کے بھوکوں ننگوں کا ایک گروہ پادری صاحبوں نے صرف روٹیاں اور کپڑے دکھلا کر اپنے قبضہ میں کر لیا ہے اور جو روٹیوں کے ذریعے سے قابو نہ آئے وہ عورتوں کے ذریعے سے اپنے پنجہ میں کئے گئے اور جو اس طرح بھی دام میں پھنس نہ سکے، ان کے لئے ملحد اور بے دین کرنے والا فلسفہ پھیلایا گیا جس میں آج مسلمانوں کے لاکھوں نوخیز بچے گرفتار اور مبتلا پائے جاتے ہیں جو نماز پر ہنستے اور روزہ کو ٹھٹھے سے یاد کرتے اور وحی الٰہی کو ایک خواب پریشان خیال کرتے ہیں۔ اور جو لوگ اس لائق بھی نہیں تھے کہ انگریزی فلسفے کی تعلیم پاویں۔ ان کے لئے بہت سے بناوٹی قصے جو محض پادری صاحبوں کے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا۔ جن میں کسی تاریخ یا کہانی کے پیرایہ میں ہجو اسلام درج تھی، عام طور پر شائع کر دیئے گئے اور پھر اسلام کے رد میں اور ہمارے سید و مولی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب میں بے شمار کتابیں تالیف کر کے ان لوگوں نے ایک دنیا میں مفت تقسیم کیں اور اکثر کتابوں کے بہت سی زبانوں میں ترجمے کر کے شائع کئے۔ رسالہ "فتح اسلام" کے ۴۳ صفحہ کے حاشیہ کو پڑھ کر دیکھو کہ اکیس سال میں ان لوگوں نے اپنے پُر تلبیس خیالات کے پھیلانے کے لئے سات کروڑ سے کچھ زیادہ کتابیں مفت تقسیم کی ہیں تا کہ کسی طرح اسلام سے لوگ دستبردار ہو جائیں اور حضرت مسیح کو خدا مان لیا جائے۔

اللہ اکبر! اگر اب بھی ہماری قوم کی نظر میں یہ لوگ اوّل درجہ کے دجال نہیں اور ان کے الزام کے لئے ایک سچے مسیح کی ضرورت نہیں تو پھر اس قوم کا کیا حال ہو گا۔

دیکھو! اے غافلو دیکھو! کہ اسلامی عمارت کے مسمار کرنے کے لئے کس درجہ کی یہ کوشش کر رہے ہے اور کس کثرت سے ایسے وسائل مہیا کئے گئے ہیں اور انکے پھیلانے میں اپنی جانوں کو بھی خطرہ میں ڈال کر اور اپنے مال کو پانی کی طرح بہا کر وہ کوششیں کی ہیں کہ انسانی طاقتوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ نہایت شرمناک ذریعے اور پاکیزگی کے برخلاف منصوبے اس راہ میں ختم کئے گئے اور سچائی اور ایمانداری کے اڑانے کے لئے طرح طرح کی سرنگیں تیار کی گئیں اور اسلام کے مٹا دینے کے لئے جھوٹ اور بناوٹ کی تمام باریک باتیں نہایت درجہ کی جانکاہی سے پیدا کی گئیں۔ ہزار ہا قصے اور مباحثات کی کتابیں محض افترا کے طور پر اور محض اس غرض سے بنائی گئیں تا اگر اور طریق سے نہیں تو اسی طریق سے دلوں پر بد اثر پڑے۔ کیا کوئی ایسا مذہبی کا طریق ہے جو ایجاد نہیں کیا گیا۔ کیا کوئی ایسی سبیل گمراہ کرنے کی باقی ہے جس کے یہ موجد نہیں؟ پس ظاہر ہے کہ عیسائی قوموں اور تثلیث کے حامیوں کی جانب سے وہ ساحرانہ کارروائیاں ہیں اور سحر کے اس کامل درجہ کا نمونہ ہے جو بجز اوّل درجہ کے دجال کے جو دجالِ معہود ہے اور کسی سے ظہور پذیر نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا انہی لوگوں کو جو پادری صاحبوں کا گروہ ہے دجال معہود ماننا پڑا اور جبکہ ہم دنیا کے اکثر حصہ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں جو گذر چکا تو ہماری نظر اس استقرائی شہادت کو ساتھ لے کر عود کرتی ہے کہ تمام کے سلسلۂ گذشتہ میں جہاں تک پتہ مل سکتا ہے دجالیت کی صفت اور اسکی کامیابیوں میں کوئی ان لوگوں کا نظیر نہیں اور اُن کے ان ساحرانہ کاموں میں کوئی ان کے مساوی نہیں اور چونکہ احادیث صحیحہ میں دجال معہود کی یہی علامت لکھی ہے کہ وہ ایسے فتنے برپا کرے گا کہ جہاں تک اس وقت سے ابتدائے دنیا کے وقت تک نظر ڈالیں اس کا نظیر نہیں ملے گا۔ لہٰذا اس بات پر قطع اور یقین کرنا چاہیئے کہ وہ مسیح دجال جو گرجا سے نکلنے والا ہے یہی لوگ ہیں جن کے سحر کے مقابل پر معجزہ کی ضرورت

تھی اور اگر انکار ہے تو پھر زمانہ گذشتہ کے دجالین میں سے ان کی نظیر پیش کرو۔"

(ازالہ اوہام" روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۶۶-۳۶۲)

حج بیت اللہ کا رُک جانا

آنحضور نے مسیح موعود کے زمانے کی ایک علامت یہ بتائی تھی کہ اس کے زمانے میں حجِ کعبہ سے (عارضی طور پر) روک دیا جائے گا۔ چنانچہ کنز العمال میں ہے:

"لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُحَجَّ الْبَيْتُ"

(کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۳)

یعنی "قیامت سے پہلے (مسیح موعود کے زمانے میں) حجِ بیت اللہ کے رستہ میں کسی وجہ سے روک پیدا ہو جائے گی۔"

چنانچہ یہ نشان بھی حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کی زندگی میں بڑی شان سے پورا ہوا۔ جس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

"صحیح حدیث میں آچکا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں حج کرنا کسی مدت تک بند ہو جائے گا۔ سو بباعث طاعون سنہ ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء وغیرہ میں یہ نشان بھی ظہور میں آگیا۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۰۶)

ایک اور روایت میں ہے کہ "علی بن مہزیار نے کہا کہ ان کی ملاقات امام قائم سے ہوئی تو انہوں نے امام سے آخری زمانے کی بابت استفسار کیا کہ اس زمانے کی علامات کیا ہوں گی اور سورج اور چاند کو کب اکٹھا کیا جائے گا" تو انہوں نے فرمایا:

"اذا حيل بينكم وبين سبيل الكعبة بأقوام لا خلاق لهم والله ورسوله منهم براء"

(بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۴۵ - بیروت)

یعنی سورج اور چاند کو اس زمانے میں اکٹھے گرہن ہوگا جس زمانے میں بد اخلاق لوگوں کے ذریعے جن سے خدا اور اس کا رسول اپنی برأت کا اظہار کرتے ہیں، تمہارے اور کعبہ کے رستے میں رکاوٹیں ڈال دی جائیں گی۔

اسی مضمون کی روایت کتاب تفسیر الصافی جلد دوم صفحہ ۷۶۵ پر بھی درج ہے۔

یہ علامت بھی حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت کے حق میں پوری ہوئی کہ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں آپ پر فتاویٰ تکفیر لگا کر اور خاص مکہ کے علماء سے ان فتاویٰ کی تصدیق کروا کر حضرت مسیح موعودؑ کے لئے کعبہ تک کے رستے کے امن کو مشکوک بنا دیا گیا اور اس طرح پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ بیت اللہ کا حج نہ کر سکے اور اس طرح وہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی جس میں لکھا ہے کہ مسیح موعودؑ حج کا ارادہ کریں گے لیکن بیت اللہ تک پہنچنے سے پہلے ہی وفات پا جائیں گے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"ويخرج حاجًا فيقبض الله تعالىٰ روحه فى طريقه قبل وصوله الى مكة"

(عقد الدرر بحوالہ معجم احادیث الامام المہدی جلد ۳ صفحہ ۱۲۳)

پھر اس زمانے میں جماعت احمدیہ کو پاکستان کے آئین میں غیر مسلم قرار دے کر ان پر حج کی پابندی عائد کر دی گئی ہے اور ہر شخص جو پاکستان سے حج کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اسے ایک حلفیہ

بیان دینا پڑتا ہے کہ (نعوذ باللہ من ذالک) وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو جھوٹا تصور کرتا ہے اور یہ کہ وہ آنحضورؐ کے بعد کسی بھی مصلح کے آنے کا اقراری نہیں اور جب تک کوئی شخص یہ بیان نہ دے لے اس وقت تک اسے حج کا اجازت نامہ نہیں مل سکتا اور ظاہر ہے کہ کوئی بھی احمدی ہرگز ایسا بیان نہیں دے سکتا اور اس طرح احمدیوں اور خانہ کعبہ کے رستہ میں روک ڈالدی گئی ہے اور یہی روک بموجب حدیث آنحضورؐ احمدیت کی صداقت کی گواہ بن گئی ہے۔

ہم پر کرم کیا ہے خدائے غیور نے
پورے ہوتے جو وعدے کئے تھے حضور نے

دمدار ستارے، شہب ثاقبہ اور آسمان پر سرخی کا نشان

آخری زمانے میں مبعوث ہونے والے موعود کی علامات میں بڑی وضاحت اور تواتر کے ساتھ بعض ایسے نشانات کا تذکرہ ملتا ہے۔ جن کا تعلق اجرام فلکی سے ہے۔ ذیل میں ہم وہ علامات مع حوالہ جات درج کر کے اس بات کا جائزہ لیں گے کہ کس طرح یہ علامات بھی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کے وجود باجود میں اپنی کمال شان سے پوری ہوئیں!

دمدار ستارہ کا نشان:

اجرام فلکی میں ظاہر ہونے والے موعودِ آخر الزمان کے نشانات میں سے ایک نشان اس کے زمانے میں "دمدار ستارے" کا ظہور بتایا گیا ہے۔ چنانچہ روایت میں ہے:

"عن کعب قال یطلع من المشرق قبل خروج المھدی نجم لہ ذنب"

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۰۱)

ترجمہ: "حضرت کعبؓ سے روایت ہے کہ مہدی کے خروج سے قبل مشرق میں ایک دُمدار ستارہ طلوع ہوگا۔"

شیعہ اصحاب کی ایک معتبر کتاب "بحار الانوار" میں بھی اس نشان کا ذکر ان الفاظ میں ملتا ہے۔

"وذلک عند طلوع الکوکب الذی یفزع العرب ولہ شبیہ الذنب"

(بحار الانوار جلد ۵۱ صفحہ ۱۶۳ مطبوعہ بیروت)

یعنی: "امام مہدی کے زمانے میں دمدار ستارہ ظہور کرے گا"

اسی طرح بحار الانوار میں ہی لکھا ہے۔

لخروجہ علامات اوّلھا طلوع الکوکب ذی الذنب"

یعنی: "امام مہدی کے آنے کی بہت سی علامات ہیں۔ جن میں سے ایک دمدار ستارے کا طلوع بھی ہے۔"

پانچویں صدی ہجری کے ایک شامی بزرگ حضرت امام یحیٰی بن عقبؒ نے اپنے ایک عربی قصیدہ میں آخری زمانہ میں ہونے والے نشانات اور واقعات کا ذکر پیشگوئی کے رنگ میں کیا ہے اسی قصیدہ کے ایک شعر میں وہ فرماتے ہیں!

و یظهر فی السماء عظیم نجم
لہٗ ذنبٌ کمثل الرّیح عال

(شمس المعارف حصہ اول صفحہ ۲۱ از شیخ احمد بن علی جمرہ)

یعنی : "آسمان پہ ایک عظیم ستارہ طلوع کرے گا جس کی دُم ہوا کی مانند بلند ہو گی ۔"

خدا تعالیٰ کی یہ عجیب شان ہے

کہ عین اسی سال جس میں حضرت مسیح موعودؑ کو ماموریت کا باقاعدہ الہام ہوا، یعنی سنہ ۱۸۸۲ء میں اللہ تعالیٰ نے امام مہدی کے لئے ازل سے مقدّر اس نشان کو اس شان سے پورا کر دیا کہ اہلِ علم حضرات نے اس طلوع کوکب کو وہی ستارہ قرار دیا جو امام مہدی کے زمانے میں ظاہر ہونا تھا۔ چنانچہ اس کا ذکر کرتے ہوئے ترجمانِ وہابیہ نے لکھا :

"۵ ار ستمبر سنہ ۱۸۸۲ء سے ایک ستارہ نیزہ دار جانبِ مشرق سے تا تاریخ ہذا روزانہ آخر شب کو بوقت چہار ساعت برآمد ہوتا ہے جس کی دم مثل ایک نیزہ بلند کے نہایت لمبی و چوڑی ہے سر اس کا چھوٹا مشرق کی جڑ میں ہے اور دُم طرف جنوب کے منحرف اور مربّع تلا بر ایہ تارے کے اور دُم نہایت عریض سفید رنگ یکساں ہے۔ جو ستارہ بعد زمانہ غدر ہندوستان کی جانب شمال سے نکلتا تھا، اس کی صورت اور تھی اور وہ اتنا بڑا نہ تھا اور اس کی دُم بوجہ چند کواکب خورد دکھنے میں آتی تھی۔ گویا دُمدار ہونا اس کا ہیئتِ مجموعی تاروں سے منتزع ہوتا تھا اور اس تارے کی دُم مجرّد ایک ستون سفید روشنی ہے۔ کواکبِ دیگر سے یہ دُم ملحوظ نہیں ہوتی۔ مذہبِ اسلام میں تاثیرِ کواکب کا اعتقاد نجومیوں کی طرح پر نہیں بلکہ زینتِ آسمان اور آلۂ رجم شیاطین اور علامات راہِ بحر و بر میں ہیں لیکن اس قدر ضرور ہے کہ کثرت سے نکلنا ایسے تاروں کا جس کو دُم دار کہتے ہیں۔ علامت قربِ زمان ظہور مہدی منتظر و نزولِ حضرتِ مسیح لکھا ہے اور اب مدّت ۵ ماہ کی ختم تیرہویں صدی کو باقی ہے پھر سنہ ۱۳۰۱ھ اور سنہ ۱۸۸۴ء سے چودھویں صدی

شروع ہوگی اور نزولِ عیسیٰؑ وظہورِ مہدی وخروجِ دجّال اول صدی میں ہوگا...... معلوم ہوتا ہے کہ زمانۂ نزول جناب مذکور نہایت قریب ہے۔"

(ترجمانِ وہابیہ صفحہ ۴۲-۱۴)

صاحب "حدیث الغاشیۃ" لکھتے ہیں:

" ۱۹ر صفر ۱۳۰۱ھ کو دس بجے رات جنوب کی طرف بھوپال میں ایک خط لمبا چمکتا ہوا دیکھا گیا۔ اس خط کے بیچ میں ایک تارا تھا۔ پانچ منٹ کے بعد یہ خط سمٹ کر زاویہ ہوگیا...... پھر غائب ہوگیا۔"

(حدیث الغاشیہ صفحہ ۳۰۹)

پھر اسی کتاب میں لکھا ہے:

"ملک سویڈن میں وقتِ شام جنوبی ہوا چلی، بگولے اڑے بعد غروب سارا آسمان مثل انگارے کے سرخ ہوگیا۔ ایک گھنٹے کے بعد وہ سرخی سمٹ کر بشکلِ ستارۂ دُمدار ظاہر ہوئی پھر وہ ستارہ ٹوٹ ٹوٹ کر زمین پر گرنے لگا، اسی محرم میں یہ حادثہ دیکھا گیا۔"

(حدیث الغاشیہ صفحہ ۳۰۹)

مصنف "اقتراب الساعۃ" نے لکھا:

"یہ تارا کئی بار نکل چکا ہے...... جس سال ہند میں غدر ہوا۔ اس کے آخر میں میں نے اپنی آنکھ سے اس کو دیکھا مدّت تک نکلا کیا...."

(اقتراب السّاعۃ صفحہ ۳۱)

۱۸۸۲ء کے ستارۂ دُمدار کو مہدی کی علامت قرار دیتے ہوئے صاحبِ حدیث الغاشیہ نے لکھا:

اسی سال (۱۸۸۲ء مطابق ۱۲۹۹ھ) ستارۂ عمود نکلا۔ اس کا حال ترجمانِ وہابیہ میں بھی لکھا گیا ہے۔ ۲۹ر شعبان ۱۲۹۹ھ ۱۵ر جولائی ۱۸۸۲ء سے وقتِ صبح صادق جانبِ مشرق گوشۂ جنوب میں دیکھا گیا۔ چھ مہینے تک متفرق وقتوں میں برابر نکلتا رہا۔ ساری دنیا نے دیکھا، اس کو نجومیوں نے علامتِ تباہیٔ عالم کہا۔ اسلام میں ایک ایسا ستارہ مہدیٔ موعود کے

زمانے سے پہلے نکلے گا۔ اونکے آنے کے قریب نشانی ہوگا، واللہ اعلم؛ یہ وہی ستارہ ہے یا اور کوئی۔"

(حدیث الغاشیہ)

اِس نشان کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"یہ بھی حدیثوں میں تھا کہ مسیح موعودؑ کے وقت میں ستارہ ذوالسنین نکلے گا اب انگریزوں سے پوچھ لیجئے کہ مدّت ہوئی کہ وہ ستارہ نکل چکا۔"

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۹)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

"پھر اس کے بعد یورپ کے لوگوں کو وہ ستارہ دکھائی دیا جو حضرت مسیحؑ کے ظہور کے وقت میں نکلا تھا، میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ ستارہ بھی تیری صداقت کے لئے ایک دوسرا نشان ہے۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۱۱ حاشیہ)

اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں:

"تیسرا نشان ذوالسنین ستارہ کا نکلنا ہے جس کے طلوع ہونے کا زمانہ مسیح موعود کا وقت مقرر تھا اور مدّت ہوئی کہ وہ طلوع ہو چکا ہے یہی کو دیکھ کر عیسائیوں کے بعض انگریزی اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ اب مسیح کے آنے کا وقت آ گیا۔"

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۰۵)

شہبِ ثاقبہ کا نشان:

بائبل میں حضرت مسیحؑ کی آمدِ ثانی کے تذکرے میں اس کے آنے کی علامات ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"اور فوراً اِن دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمانوں کی قوت ہلائی

جائے گی اور اس وقت ابنِ آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا۔"
(متی باب ۲۴-آیت: ۳۰-۲۹)
اسی طرح حضرت امام ابنِ کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں سدیؒ کی ایک روایت بایں الفاظ بیان فرمائی ہے:

"لم تكن السماء تحرس الا ان يكون في الارض نبي أو دين لله ظاهر"
(تفسیر ابنِ کثیر سورۃ الجنّ جلد ۴ صفحہ ۶۲۳)
(مطبوعہ دار الفکر۔ بیروت)

یعنی: "جب آسمانوں پر شہبِ ثاقبہ کے ذریعے پہرے بٹھائے جاتے ہیں تو یہ اِس بات کی علامت ہوتی ہے کہ یا تو کوئی نبی مبعوث ہوا ہے یا پھر کسی اور واقعہ عظیمہ سے دینِ الٰہی کے غلبہ کا وقت آ گیا ہے۔"

آنحضرتؐ کی بعثت کے وقت بھی بکثرت ستارے ٹوٹے اور شہبِ ثاقبہ کا نشان دیکھا گیا اور اس وقت کے لوگوں نے اس امر کا برملا اظہار کیا کہ کثرتِ شہبِ ثاقبہ کا یہ ظہور دراصل آنحضورؐ کی بعثت کی وجہ سے ہے۔ اس واقعہ کا ذکر قرآنِ کریم اور احادیث میں بالصراحت ملتا ہے۔ منجملہ ان روایات کے ایک روایت بایں الفاظ بیان ہوئی ہے۔

حضرت سدیؒ فرماتے ہیں:

"جب آنحضورؐ پیغمبر بنائے گئے تو ایک رات ان شیاطین پر بڑی شعلہ باری ہوئی جسے دیکھ کر اہلِ طائف گھبرا گئے کہ شاید آسمان والے ہلاک ہو گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ تابڑ توڑ ستارے ٹوٹ رہے ہیں، شعلے اُٹھ رہے ہیں اور دور دور تک تیزی کے ساتھ جا رہے ہیں۔ انہوں نے غلام آزاد کرنے اپنے جانوروں کو راہ للہ چھوڑنے شروع کر دیئے۔ آخر عبد یا لیل بن عمرو بن عمیر نے ان سے کہا کہ اے طائف والو! تم کیوں اپنے مال برباد کر رہے ہو؟ تم نجوم دیکھو اگر ستاروں کو اپنی اپنی جگہ پاؤ تو سمجھ لو کہ آسمان والے تباہ نہیں ہوئے بلکہ یہ سب کچھ انتظامات صرف ابنِ ابی کبشہؓ

کے لئے ہوئے ہیں ...... انہوں نے نجوم کو دیکھا تو ستارے سب اپنی اپنی مقررہ جگہ پہ نظر آئے، تب انہیں چین آیا۔"

(تفسیر ابن کثیر اردو ترجمہ تفسیر سورۃ الجن جلد ۳ صفحہ ۴۷ پارہ ۲۹)

قرآن کریم سے بھی ثابت ہے کہ کثرتِ شہبِ ثاقبہ کا ظہور بغرض ردِّ شیاطین ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا:

"اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ۝"

(الصّافات: ۱۱)

ترجمہ: "مگر ان میں سے جو فرد کوئی بات شرارت سے اڑا لے جائے تو اس کے پیچھے ایک شہابِ ثاقب آتا ہے۔"

اب ظاہر ہے کہ اصل وقت ردِّ شیاطین کا وہی ہے جبکہ خدا کے انبیاء و مامورین دنیا میں مبعوث ہوتے ہیں۔

پس شہبِ ثاقبہ کا بکثرت اور غیر معمولی ظہور بھی مامورین من اللہ کی بعثت کی اہم شہادت اور نشان ہوتا ہے۔

یہاں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ اگر شہب کا گرنا علامت ماموریں من اللہ کی بعثت کی ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ اکثر شہبِ ثاقبہ گرتے رہتے ہیں مگر کوئی بھی دعویدار ماموریت موجود نہیں ہوتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حکم کا اطلاق کثرت پہ ہے، معمولی واقعات پر نہیں۔ پس جب ایسے واقعات بکثرت ظہور پذیر ہوں تو کوئی مصلح خدا کی طرف سے ضرور مامور ہوتا ہے یا کوئی اور واقعہ عظیمہ دنیا ہوتا ہے۔ کبھی یہ علامت مامور کی بعثت سے کچھ عرصہ قبل اور کبھی کچھ عرصہ بعد اور کبھی عین اس کی بعثت کے وقت اور کبھی اعلیٰ فتحیابی پہ بطور علامت اور آسمانی شہادت کے وقوع میں آتی ہے۔ اسی کی طرف مندرجہ ذیل روایت اشارہ کرتی ہے کہ احمد بن عباس فرماتے ہیں کہ شہب زمانہ جاہلیت میں بھی گرتے تھے مگر ان کی کثرت اور غلظت بعثت کے وقت میں ہوئی۔"

(تفسیر ابن کثیر جلد ۳ پارہ ۲۹ سورۃ الجن)

امام مہدی کے زمانے میں اس علامت کے ظاہر ہونے سے متعلق "اقتراب الساعۃ" میں لکھا ہے :

"انتیسویں علامت یہ ہے کہ کچھ قوموں کے سر آسمان کے تاروں سے کھل دیئے جائیں گے۔ ابن عباسؓ نے کہا قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ سر اقوام کے کواکب سماء سے کھلے جاویں۔"

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۳)

پس بائبل اور اسلامی روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ مسیح موعود اور مہدی معہود کی آمد کی ایک علامت اس کے زمانے میں کثرت شہب ثاقبہ کا ظہور ہے۔ یہ نشان بھی بحمد اللہ تعالیٰ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی زندگی میں پورا ہوا اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی صداقت پہ آسمانی گواہی ثبت کر گیا۔ حضرت مسیح موعودؑ اس نشان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"مجھ کو یاد ہے کہ ابتدائے وقت میں جب میں مامور کیا گیا تو..... ان الہامات کے بعد کئی طور کے نشان ظاہر ہوئے چنانچہ من جملہ ان کے ایک یہ کہ ۲۸ نومبر ۱۸۸۵ء کی رات کو یعنی اس رات کو جو ۲۸ نومبر کے دن سے پہلے آئی ہے۔ اس قدر شہب کا تماشہ آسمان پر تھا جو میں نے اپنی تمام عمر میں اس کی نظیر کبھی نہیں دیکھی اور آسمان کی فضا میں ہر قدر ہزارہا شعلے ہر طرف چل رہے تھے۔ جو اس رنگ کا دنیا میں کوئی بھی نمونہ نہیں تا کہ میں اس کو بیان کر سکوں...... یہ شہب ثاقبہ کا تماشہ جو ۲۸ نومبر ۱۸۸۵ء کی رات کو ایسا وسیع طور پر ہوا جو یورپ اور امریکہ اور ایشیاء کے اخباروں میں بڑی حیرت کے ساتھ چھپ گیا۔ لوگ خیال کرتے ہوں گے کہ یہ بے فائدہ تھا لیکن خداوند کریم جانتا ہے کہ سب سے زیادہ غور سے اس تماشہ کے دیکھنے والا اور پھر اس سے حظّ اور لذّت اٹھانے والا میں ہی تھا۔ میری آنکھیں بہت دیر تک اس تماشہ کے دیکھنے کی طرف لگی رہیں اور وہ سلسلہ رمی شہب کا شام سے ہی شروع ہو گیا تھا جس کو میں صرف الہامی بشارتوں کی وجہ سے بڑے سرور کے ساتھ دیکھتا رہا کیونکہ میرے دل میں الہاماً

ڈالا گیا تھا کہ یہ تیرے لئے نشان ظاہر ہوا ہے۔"
(آئینہ کمالاتِ اسلام رُوحانی خزائن
جلد ۵ صفحہ ۱۰۹ - حاشیہ)

سُرخی کا نشان:

امام مہدیؑ کے ظہور کی علامات میں سے ایک علامت یہ بتائی گئی ہے کہ آسمان پر ایک سُرخی نمودار ہوگی۔ چنانچہ "اقتراب الساعۃ" میں ایک روایت ان الفاظ میں درج ہے:

"عن حسین ابنِ علیؓ قال اذا رأیتم علامۃ من السّماء نارًا عظیمۃ من قبل المشرق تطلع لیلاً فعندھا فرج النّاس وھی اقدام المھدی"

(اقتراب السّاعۃ)

ترجمہ: "حضرت حسین ابنِ علیؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جب تم آسمان پر ایک بڑی آگ کی علامت دیکھو جو مشرق کی طرف سے طلوع کرے تو وہ وقت لوگوں کی کشائش کا ہوگا اور یہ مہدی کے آنے کی علامت ہوگی۔"

ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں:

قد جاءت الآثار بذکر علامات لزمان قیام القائم المھدی...... وحمرۃ تظھر فی السّماء وتلتبس فی آفاقھا ونارٌ تظھر بالمشرق"

(الفصول المھمۃ فی معرفۃ احوال الائمۃ علیھم السّلام
تالیف الشیخ الامام العلامۃ علی بن محمّد بن احمد
باب علامات قیام القائم ومدّۃ ایام ظھورہٖ)

یعنی: امام مہدی کے زمانے کی علامات کے متعلق بہت سے آثار و روایات بیان ہوئی ہیں جن میں سے ایک آسمان پہ نمودار ہونے والی سرخی ہے، جو آفاق میں پھیل جائے گی اور وہ آگ جو مشرق سے ظہور کرے گی۔

اس علامت اور اس کے وقوع و ظہور کا ذکر کرتے ہوئے صاحب "حدیث الغاشیہ" لکھتے ہیں:

"یکم ستمبر ۱۸۸۳ء مطابق ۲۸ رشوال ۱۳۰۰ھ سے صبح و شام مشرق و مغرب کے کنارے یہ سرخی آسمان نمودار ہوئی ہے۔ چار ماہ کامل سے اب تک یہ سرخی موجود ہے، کبھی بہت کبھی کم۔ یورپ و ہند کے منجم کہتے ہیں کوئی بڑا فسادِ عظیم ہوگا۔ ایک گروہ امریکہ نے کہا ہے۔ یہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی علامت ہے۔ یہ جماعت امریکہ سے ایلیا کو بانتظار مسیح چلی گئی۔ اسلام میں پہلے بھی کئی بار سرخی فلک دیکھی گئی ہے مگر یہ سرخی ایک علامتِ قربِ ظہور مہدی علیہ السلام سمجھی جاتی ہے۔"

(حدیث الغاشیہ صفحہ ۳۷)

کتاب "اقتراب الساعۃ" کے مصنف نے "اشاعۃ" کے حوالے سے لکھا ہے۔

"اشاعۃ میں لکھا ہے تارے دُمدار، سرخی و سیاہی تو ہو چکی۔ انتہا میں کہتا ہوں اگرچہ ہو چکی مگر اب پھر ہوتی ہے گویا یہی کثرت دلیل ہے قربِ ظہور پہ۔"

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۶۷)

پھر لکھتے ہیں:

"فی الحال جو سرخی صبح و شام چھ ماہ سے اب تک ہوتی ہے۔ افق میں منتشر ہے کیا تعجب ہے کہ یہی نشانی ہو۔" (اقتراب الساعۃ صفحہ ۶۷)

یقیناً یقیناً اس میں ہرگز کسی تعجب کی ضرورت نہیں یہ سرخی کا نشان، دُمدار تاروں کا ظہور اور ستاروں کا گرنا ظہور مہدی کی ہی علامت تھی جنہوں نے پکار پکار کر مہدی کی آمد کا اعلان کیا۔ انہی نشانوں کی وجہ سے ہی تو اس زمانے کے مدعی مہدویت حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

ے کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتے ہیں یہ بادِ بہار

ایٹمی ایجادات اور سرخی و چمک کا نشان :

قرآن کریم میں بھی ہمیں آخری زمانے میں بطور عذاب آگ اور تانبے کے گرائے جانے کا ذکر ملتا ہے جس سے آسمان سرخ چمڑے کی طرح ہو جائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے :

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّن نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا
تَنتَصِرَانِ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝
فَإِذَا انشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ۚ

(الرحمٰن : ۳۶ تا ۳۸)

ترجمہ :" تم پر آگ کا ایک شعلہ گرایا جائے گا اور تانبا بھی۔ پس تم دونوں ہرگز غالب نہیں آسکتے اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے جب آسمان پھٹ جائے گا اور سرخ چمڑے کی طرح ہو جائے گا "

سرخی اور آگ کا یہ نشان موجودہ زمانہ میں نت نئے جنگی ہتھیاروں، بموں وغیرہ سے پورا ہو رہا ہے بالخصوص ایٹمی ہتھیاروں کے ذریعے جن کے استعمال سے ایسی چمک پیدا ہوتی ہے کہ جس کا تصور اس سے پہلے ناممکن تھا۔ مثال کے طور پر امریکہ نے جو سب سے پہلا ایٹم بم کا تجربہ کیا۔ اس سے اس قدر روشنی پیدا ہوئی کہ اس سے قبل روئے زمین پر آج تک کسی انسان نے ایسی روشنی مشاہدہ نہیں کی تھی اور اس سے چالیس ہزار فٹ کی بلندی تک رنگین بادل چھا گئے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے کامپٹنز انسائیکلو پیڈیا میں لکھا ہے :

" ۱۶ر جولائی ۱۹۴۵ء کو کامیابی کے ساتھ پہلا ایٹمی دھماکہ کیا گیا۔ جس سے اندھا کر دینے والی چمک پیدا ہوئی۔ جو ہر اس روشنی سے زیادہ روشن تھی جو

آج تک آسمان یا روئے زمین پر کسی انسان کے مشاہدہ میں آئی ہو۔ وسیع علاقے میں بہت سے رنگین بادل چھا گئے جو فضا میں چالیس ہزار فٹ کی بلندی تک پہنچ گئے۔ اس کے بعد ایک خطرناک آواز اٹھی۔ جس کے ساتھ دباؤ کی ایسی لہر تھی کہ دھماکے کی جگہ سے چھ میل دور واقع کنٹرول سینٹر میں بھی لوگ گر گئے۔ یہ کنٹرول سینٹر دھماکے کی جگہ سے قریب ترین جگہ تھی جہاں سے یہ دھماکہ مشاہدہ کرنے کی اجازت تھی۔

(Compton's Encyclopedia under : "Atom")

اور پھر جیسا کہ احادیث میں ذکر تھا کہ یہ آگ اور سرخی مشرق میں ظاہر ہوگی۔ اس کے عین مطابق اس ایٹم بم کا پہلا استعمال ایک مشرقی ملک یعنی جاپان میں ہوا اور اس طرح ایٹمی ہتھیاروں کی یہ جنگ بھی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی گواہ بن گئی۔

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک پیشگوئی اور ایک عجیب نشان کا ظہور!

مورخہ ۷ رمارچ ۱۹۰۷ء کو حضرت مسیح موعودؑ کو ایک الہام ہوا جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وضاحت و تشریح کے ساتھ ۱۴ رمارچ ۱۹۰۷ء کو اخبار "بدر" میں شائع ہو گیا۔ الہام اور اس کی تشریح میں حضورؑ نے فرمایا:

"پچیس ۲۵ دن (یا یہ کہ پچیس ۲۵ دن تک)" اور پچیس ۲۵ دن کے الہام میں یہ اشارہ ہے کہ ۷ رمارچ سے پچیس ۲۵ دن پورے ہونے کے سر پر یا ۷ رمارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس ۲۵ دن تک کوئی نیا واقعہ ظاہر ہوگا اور ضرور ہے کہ تقدیر الٰہی اس واقعہ کو روک رکھے۔ جب تک کہ ۷ رمارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس ۲۵ دن گذر نہ جاویں یا یہ کہ ۷ رمارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن تک یہ واقعہ ظہور میں

آجائے گا۔ اگر صرف پچیس۲۵ دن کے لحاظ سے معنی کئے جاویں تو اس طور سے ضرور ہے
کہ اس واقعہ کے ظہور کی یکم اپریل سے امید رکھی جائے کیونکہ الہام الٰہی کی رو سے ساتویں مارچ
پچیس۲۵ دن کے شمار میں داخل ہے۔ اس صورت میں پچیس۲۵ دن مارچ کی اکتیس۳۱
تاریخ تک پورے ہو جاتے ہیں تو اس طور پر پیشگوئی کے ظہور کا مہینہ اپریل ٹھہرتا ہے
مگر یہ سوال کہ وہ واقعہ کیا ہے جس کی پیشگوئی کی گئی ہے؟ اس کا ہم اس وقت
کچھ بھی جواب نہیں دے سکتے۔ بجز اس کے کہ یہ کہیں کہ کوئی ہولناک یا التعجب انگیز
واقعہ ہے کہ ظہور کے بعد پیشگوئی کے رنگ میں ثابت ہو جائے گا اور ہم یہ بھی
نہیں کہہ سکتے کہ وہ واقعہ ہماری ذات کے متعلق ہے یا ہمارے دوستوں کے
متعلق یا دشمنوں کے متعلق جس امر کو خدا نے پوشیدہ کیا ہے ہم ظاہر نہیں کر سکتے"

(بدر جلد ۶ ع ۱۱ ۱۴ مارچ ۱۹۰۷ء بحوالہ تذکرہ صفحہ ۷۰۲)

حضرت اقدس مسیح موعود ؑ کی اس پیشگوئی کے عین مطابق ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو ایک عجیب
غریب اور عظیم الشان نشان آسمان پر ظاہر ہوا۔ جس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام
فرماتے ہیں۔

"اس کے بعد جس رنگ میں یہ پیشگوئی ظہور میں آئی وہ یہ ہے کہ ٹھیک ٹھیک
۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو جس پر ۷ مارچ سے ۲۵ دن ختم ہوتے ہیں۔ ایک بڑا شعلہ
آگ جس سے دل کانپ اٹھے۔ آسمان پر ظاہر ہوا اور ایک ہولناک چمک کے
ساتھ قریباً سات سو میل کے فاصلے تک (جو اب تک معلوم ہو چکا ہے یا اس سے
بھی زیادہ) جا بجا زمین پر گرتا دیکھا گیا اور ایسے ہولناک طور پر گرا کہ ہزارہا
مخلوقِ خدا اس کے نظارہ سے حیران ہو گئی اور بعض بے ہوش ہو کر زمین پر گر
پڑے اور جب ان کے منہ میں پانی ڈالا گیا تب ان کو ہوش آئی۔ اکثر لوگوں
کا یہی بیان ہے کہ وہ آگ کا ایک آتشی گولہ تھا جو نہایت مہیب اور غیر
معمولی صورت میں نمودار ہوا اور ایسا دکھائی دیتا تھا کہ وہ زمین پر گرا اور پھر دھواں
ہو کر آسمان پر چڑھ گیا بعض کا یہ بھی بیان ہے کہ دُم کی طرح اس کے ایک حصہ میں
دھواں تھا..... بڑی بڑی عمر کے آدمیوں نے یہ گواہی دی کہ اس قسم کا واقعہ

مہیب اور ہولناک انہوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا...... پس یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ تنبیہہ کے طور پر ان ممالک میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آگ برسی ہے جیسا کہ میں نے شائع کیا تھا کہ آسمان سے اے غافلو اب آگ برسانے کو ہے سو خدا نے یہ پیشگوئی پوری کی "

(تتمہ حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۱۹-۵۱۸)

اس عظیم واقعہ کا ذکر اس وقت کے بہت سے اخباروں میں بھی کیا گیا۔ ایک مشہور انگریزی اخبار "سول اینڈ ملٹری گزٹ" نے لکھا۔

"کئی نامہ نگاروں نے ہمیں اس شہاب کے متعلق خطوط لکھے ہیں جو اتوار کی شام کو پونے پانچ بجے کے قریب دیکھا گیا۔ یہ نہایت چمکدار تھا اور لاہور میں جب اسے گرتا دیکھا گیا تو اس کے پیچھے ایک بہت لمبی دوہری دھار ایسی تھی جیسے دھواں ہوتا ہے۔ راولپنڈی میں یہ جنوب مشرق کی طرف نظر آیا۔ اس وقت دھوپ نہایت تیز تھی۔ ہمارے بعض نامہ نگار یہ دریافت کرتے ہیں کہ آیا اس سے پہلے بھی کبھی کوئی ایسا شہاب دیکھا گیا ہے جو ان حالات کے ماتحت نظر آیا ہو اور بعض یہ لکھتے ہیں کہ اگر غروب آفتاب کے بعد یہ واقعہ دیکھا جاتا تو اس کی چمک واقعی بے نظیر ہوتی۔"

("سول اینڈ ملٹری گزٹ" لاہور ۳ اپریل ۱۹۰۷ء بحوالہ تتمہ حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۲۵)

اخبار "آرمی نیوز" لدھیانہ نے لکھا۔

"شہاب ثاقب ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو قریباً ۳ بجے بعد دوپہر آسمان سے نازل ہوا...... موضع پنوانہ تحصیل پسرور میں گاؤں کے گوشہ جنوب مغرب میں کوئی نصف میل کے فاصلے پر ایک ستارہ ٹوٹا جو کہ آسمان سے ٹوٹتے ہی آگ کی شکل میں ہو کر قریباً ۲۵ گز لمبائی میں جنگل سے گاؤں کی طرف بڑھا۔ گاؤں سے ۱/۴ میل کے فاصلے پر ہندوؤں کا سمسان ہے۔ اس میں ایک کیکر کا درخت ہے۔ اس درخت پر کوئی دس گز اوپر وہ آگ پانچ منٹ تک لہراتی رہی بعد ازاں سفید رنگ

میں بدل کر اتنی موٹی ہو گئی جیسے ایک موٹا بانس ہوتا ہے۔ پانچ منٹ کے بعد وہ آگ تین ٹکڑوں میں منقسم ہو گئی جس کے ٹوٹنے کی آواز کئی توپوں کی آواز کے برابر تھی جس سے تمام جنگل اور گاؤں گونج اٹھا اور وہ آگ اس مرگھٹ میں اس درخت پر غائب ہو گئی اور بعدازاں کوئی ساڑھے چار بجے شام کا وقت تھا پھر ایک ستارہ اس گاؤں کی جانب شمال میں تقریباً ۴ میل پر جنگل میں ٹوٹا اس کی شکل بھی پہلے کی سی تھی مگر اس کی آواز ٹوٹتے ہی اتنی ہوئی جیسے ایک توپ چلتی ہے ......

بعدازاں شام کا وقت تھا۔ سورج غروب ہونے کی تیاریاں کر رہا تھا پھر ایک گول شکل کی آگ موضع رندھاوا (جو جانب شمال غرب پنوانہ کے واقع ہے) کی طرف سے آتا ہوا دکھائی دیا اور گاؤں سے آگے نکل گیا اور سنا گیا ہے کہ یہ گول آگ بھی ایک ستارہ تھا۔ جس کے ۶ میل تک تو یہی خبر ہے کہ ہمارے بھی آگے سے آیا اور آگے معلوم نہیں کہاں تک گیا...... معلوم نہیں کہ یہ کیا رنگ خدا کا ہے۔"

(اخبار آرمی نیوز" ۶ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۱ کالم ۳ بحوالہ حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۲۶-۵۲۵)

کسوف و خسوف کا نشان

زمانۂ قربِ قیامت میں دنیا کی اصلاحِ احوال کے علمبردار دینِ حق کے داعی، مختلف اقوام و ملل کو پرچم محمدی کے تلے جمع کرنے والے، سسکتی روحوں کے لئے مسیحائی کا دم رکھنے والے بھٹکتی روحوں کو ہدایت کا رستہ دکھلانے والے موعودِ اقوامِ عالم امام آخر الزماں مسیح موعود و مہدی معہود کی گواہی اور صداقت کے نشان کے طور پر صحفِ سابقہ میں مخصوص تاریخوں میں سورج اور چاند گرہن کی پیشگوئیاں ملتی ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے:۔

فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۙ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۙ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۙ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۚ

ترجمہ :- "جب نظر پتھرا جائے گی اور چاند گہنایا جائے گا اور سورج اور چاند دونوں کو گرہن کی حالت میں جمع کر دیا جائے گا، اس وقت انسان کہے گا اب میں بھاگ کر کہاں جا سکتا ہوں "۔

سرورِ کائنات سیّد الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیشگوئی کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں فرمایا ہے۔

"اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا اٰيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ تَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِّنْ رَّمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ"

(سنن الدار قطنی کتاب العیدین باب صفۃ صلوٰۃ الخسوف والکسوف)

ترجمہ :- "ہمارے مہدی کے لئے دو ایسے نشانات ہیں جو اس سے قبل کسی کے لئے بھی ظاہر نہیں ہوئے اور وہ یہ ہیں کہ چاند کو رمضان کے مہینے میں پہلی رات کو گرہن لگے گا جبکہ رمضان کے مہینے میں ہی سورج درمیانی تاریخ کو گہنایا جائے گا اور جب سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کئے ہیں یہ دونوں نشانات کسی اور کے لئے نہیں دکھائے گئے "۔

ایک اور روایت میں ان نشانات کا وقوع دو دفعہ بتایا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

"وفی حدیث شریکٍ أنّ الشمس تنکسف مرّتین فی رمضان"

(مختصر تذکرہ قرطبی ص ۱۴۸)

یعنی "شریک کی روایت میں ہے کہ سورج کو رمضان کے مہینے میں دو مرتبہ گرہن لگے گا۔"

بائبل میں بھی مسیح کی آمدِ ثانی کے ان نشانات کا تذکرہ ملتا ہے چنانچہ لکھا ہے:

"فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گریں گے۔"

(متی باب ۲۴ آیت ۳۰-۲۹)

اسی طرح "اعمال" میں ہے:

"اور میں اوپر آسمان پر عجیب کام اور نیچے زمین پر نشانیاں یعنی خون اور آگ اور دھوئیں کا بادل دکھاؤں گا۔ سورج تاریک اور چاند خون ہو جائے گا۔"

(اعمال باب ۲ آیت ۱۹ تا ۲۰)

یسعیاہ نبی کی کتاب میں لکھا ہے:

"آسمان کے ستارے اور کواکب بے نور ہو جائیں گے اور سورج طلوع ہوتے ہوتے تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا۔"

(یسعیاہ باب ۱۳-آیت ۱۰)

اسی طرح ہندو مذہب کی کتب میں بھی اس نشان کا ذکر ملتا ہے جیسے لکھا ہے:

ڈشٹ ڈشٹ کو ایسا کاٹے جیسے کیٹ مرے
چندر سوریہ کو راہو گرسے مرتیو بہت پڑے

یعنی "نہہ کلنکی اوتار کے زمانے میں جنگیں بہت ہوں گی۔ جن میں لوگ کیڑے کوڑوں کی طرح مریں گے اس وقت چاند اور سورج کو گرہن لگے گا اور مری بہت پڑے گی۔"

سکھ مذہب کی کتاب گورو گرنتھ صاحب میں اس علامت کا ذکر ان الفاظ میں ہے۔

بلے چھلن سبل ملن بھگت پھلن کاہن کور
نہہ کلنک بجی ڈنک چڑھو دل روند جیو

(گورو گرنتھ صاحب صد ۱۴۰۳)

خالصہ ٹریکٹ سوسائٹی نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے ۔

"بل راجہ کو چھلنے والا باون ذولہ آور کو مار دینے والا بھگتوں (امن پسند) کو پھل دینے والا ...... سورج اور چاند ایسی پرتاپ والی فوج جس کے ساتھ چڑھے گی ۔"

(بحوالہ "مرد کا چیلا" صفحہ ۲۱۶ از گیانی عباد اللہ)

امّت مسلمہ کے بھی بہت سے بزرگوں نے مہدی کے زمانے میں سورج اور چاند گرہن کا تذکرہ کیا ہے چنانچہ تیرھویں صدی ہجری میں مغربی افریقہ میں مبعوث ہونے والے مجدّد حضرت عثمان ڈان فودیو نے اپنی کتاب "تنبیہ الامۃ علی قرب ہجوم اشراط السّاعۃ" میں مہدی کی مختلف علامات کا ذکر کرتے ہوئے ایک علامت سورج اور چاند گرہن بتائی ہے اور اس سلسلے میں "سنن الدّار قطنی" کی مندرجہ بالا حدیث النبیؐ بھی درج فرمائی ہے :

چھٹی صدی ہجری کے مشہور بزرگ حضرت نعمت اللہ ولیؒ فرماتے ہیں : ۔

ماہ را روسیاہ مے نگرم
مہر را دلفگار مے بینم

یعنی " مہدی و مسیح کے زمانے میں میں چاند اور سورج کو تاریک و تار ہوتے دیکھتا ہوں ۔"

مولانا حافظ محمدؒ لکھو کے والے لکھتے ہیں :

تیرھویں چن ستیویں سورج گرہن ہوسی اوس سالے
اندر ماہ رمضانے لکھیا ایہہ یک روایت والے

("یہاں ستائیس تاریخ کی بجائے سورج گرہن کے لئے اٹھائیس ہونا چاہیئے تھا کیونکہ بموجب حدیث درمیانی تاریخ کو ہونا تھا اور ۲۸ ویں درمیانی تاریخ بنتی ہے لہذا یا تو یہاں سہو کاتب ہوا ہے یا پھر کسی غلطی سے حافظ صاحب نے ایسا لکھا ہے)۔

مندرجہ بالا روایات و حوالہ جات سے مندرجہ ذیل امور مستنبط ہوتے ہیں ۔

ا : مہدی کے زمانے میں اس کی صداقت کے نشان کے طور پر سورج اور چاند گہنائے جائیں گے ۔

۲ : یہ گرہن رمضان کے مہینے میں لگیں گے ۔

۳ : رمضان کی تیرھویں تاریخ میں چاند کو جبکہ اٹھائیس رمضان کو سورج کو گرہن لگے گا کیونکہ چاند گرہن کے لئے حدیث میں "لاوّل لیلۃٍ" کے الفاظ ہیں اور چاند گرہن کے لئے ازل سے تین تاریخیں مقرر ہیں ۱۳، ۱۴، اور ۱۵، لہٰذا تیرھویں تاریخ حدیث کے بموجب "لاوّل لیلۃ" کا مصداق ہوئی ۔

۴ : سورج کو اٹھائیسویں تاریخ کو گرہن لگے گا کیونکہ درمیانی تاریخ ۲۸ ہی بنتی ہے ۔

۵ : سورج گرہن نصف النہار سے پہلے لگے گا جیسا کہ "یسعیاہ" کی کتاب میں ہے کہ "سورج طلوع ہوتے ہی تاریک ہو جائے گا ۔"

۶ : چاند گرہن رات کے آغاز میں لگے گا" لاوّل لیلۃ" کے الفاظِ حدیث اس کی طرف اشارہ کر رہے ہیں ۔

۷ : مہدی سے قبل کسی نے ان گرہنوں کو اپنی صداقت کے طور پر پیش نہیں کیا ہو گا ۔

۸ : یہ گرہن دو دفعہ لگے گا ۔

۹ : مدّعی کا حاضر ہونا ضروری ہے ۔

۱۰ : اس زمانے میں جنگیں بہت ہوں گی ۔

۱۱ : مری بہت پڑے گی ۔

۱۲ : مدّعی کے مقام سے یہ گرہن واضح طور پر دیکھا جایا جانا چاہیئے تاکہ یہ اشارہ ہو کہ یہ اسی کے لئے نشان ہے ۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی دُعا
اور
اِس عظیم الشّان نشان کا ظہور!

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے دعویٰ مسیحیت و مہدویت کے بعد ہر طرف سے مخالفت و عداوت کا شور بلند ہونے لگا۔ تکذیب و تکفیر کا طوفان ہر طرف پیدا ہو گیا۔ ان حالات میں حضرت مسیح موعودؑ اپنے اس شعر کا مصداق بن گئے ؎

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں

اور حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے رَب سے راز و نیاز کرتے ہوئے یہ دُعا کی :

"اے خدا! کیا مَیں تیری طرف سے نہیں؟ اس وقت لعنت و تکفیر کی کثرت ہو گئی ہے" فافتح بیننا وبین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین "اے خدا! تو آسمان سے میرے لئے نصرت نازل فرما اور مصیبت کے وقت اپنے بندے کی مدد کے لئے آ"۔

("نور الحق" حصّہ اوّل مطبوعہ فروری ۱۸۹۴ء
روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۶)

حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کی اس دُعا پر ابھی ایک مہینہ ہی گذر پایا تھا کہ خُدائے مستجیب الدّعوات نے اگلے ہی ماہ شروع ہونے والے رمضان کو فیصلہ کن رمضان بنا دیا۔ ۲۱ مارچ ۱۸۹۴ء کو بدھ کے روز رمضان کی ۱۳ تاریخ اور ۱۳۱۱ھ سال تھا کہ آنحضورؐ کی پیشگوئی "لاوّل لیلۃ" کے عین مطابق شام ساڑھے چھ بجے چاند تاریکی کی نذر ہونے لگا اور پھر تقریباً دو

گھنٹے تک یہ چاند گرہن لوگوں کو اپنا جلوہ دکھاتا رہا اور بزبانِ حال پکارتا رہا۔

؎ اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح

کہ آسمان کی آواز کو سنو کہ وہ مہدی و مسیح جس کی پیش خبری قدیم سے صحفِ آسمانی میں درج تھی۔ وہ آگیا، ہاں، ہاں، وہ آگیا کہ اس پہ آسمان نے اپنی شہادت سے مہرِ تصدیق ثبت کر دی۔

پھر اسی رمضان المبارک کے مہینے میں سورج گرہن کے لئے روزِ ازل سے مقدّر تین تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ یعنی قمری لحاظ سے ۲۸ تاریخ کو جمعہ کے روز ۶ اپریل کے دن تخمیناً ساڑھے سات بجے صبح اپنے طلوع ہونے کے ساتھ ہی سورج کا چمکتا ہوا چہرہ گہنا نا شروع ہوا اور پھر لگاتار ڈھائی گھنٹے تک خدائے قادر کی قدرتِ کاملہ کا تماشہ لوگوں کو دکھاتا رہا اور زبانِ حال سے ببانگِ دہل یہ اعلان کرتا رہا ؎

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آ چکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

اب اس نشان کے ظہور کی صرف ایک ہی شق باقی تھی یعنی "اس نشان کا دو مرتبہ وقوع" سو وہ بھی اگلے سال یعنی ۱۸۹۵ء میں بڑی شان و شوکت سے پوری ہوئی کہ ۱۱ مارچ ۱۸۹۵ء کو قادیان دارالامان میں رمضان کی ۱۳ تاریخ تھی کہ امریکہ میں چاند ایک مرتبہ پھر گہنا گیا اور پھر اسی مہینے میں ۲۶ مارچ کو قادیان میں رمضان کی ۲۸ تاریخ تھی کہ امریکہ اور دوسرے مغربی علاقوں میں ایک مرتبہ پھر سورج پہ تاریکی کا پردہ چھا گیا۔

حضرت مسیح موعودؑ اس نشان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"چاند اور سورج کا رمضان شریف میں گرہن ہونا کس قدر ایک مشہور پیشگوئی تھی یہاں تک کہ جب ہندوستان میں یہ نشان ظاہر ہوا تو مکّہ معظمہ کی ہر ایک گلی اور کوچہ میں اس کا تذکرہ تھا کہ مہدی معہود پیدا ہو گیا۔ ایک دوست نے جو اُن دنوں مکّہ میں تھا خط میں لکھا کہ جب مکّہ والوں کو سورج اور چاند گرہن کی خبر ہوئی کہ رمضان شریف میں حدیث کے الفاظ کے مطابق گرہن ہو گیا تو وہ سب خوشی سے اُچھلنے لگے کہ اب اسلام کی ترقی کا وقت آ گیا اور

مہدی پیدا ہو گیا اور بعض نے قدیم اجتہادی غلطیوں کی وجہ سے اپنے ہتھیار صاف کرنا شروع کر دیئے کہ اب کافروں سے لڑائیاں ہوں گی۔ غرض متواتر سنا گیا ہے کہ نہ صرف مکہ میں بلکہ تمام بلادِ اسلام میں اس کسوف خسوف کی خبر پا کر بڑا شور اٹھا تھا اور بڑی خوشیاں ہوئی تھیں۔"

(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۵۵-۱۵۴)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں!

"سورج اور چاند کو گرہن لگنا کیا یہ میری اپنی طاقت میں تھا کہ میں اپنے وقت میں کر لیتا اور جس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سچے مہدی کا نشان قرار دیا تھا اور خدا تعالیٰ نے اس نشان کو میرے دعویٰ کے وقت پورا کر دیا اگر میں اس کی طرف سے نہیں تھا تو کیا خدا تعالیٰ نے خود دنیا کو گمراہ کیا؟ اس کا سوچ کر جواب دینا چاہئے کہ میرے انکار کا اثر کہاں تک پڑتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب اور پھر خدا تعالیٰ کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اسی طرح پر اس قدر نشانات ہیں کہ انکی تعداد دو چار نہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں تک ہے۔ تم کس کس کا انکار کرتے جاؤ گے۔" (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۵)

خسوف و کسوف پر بعض اعتراضات اور انکے جوابات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلم سے:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے لئے خسوف و کسوف کے اس عظیم الشان نشان کے ظہور پر مخالفین نے سنتِ قدیمہ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ کے مطابق آپ پر ایمان لانے کی بجائے اس سے اعراض کر کے اس نشان پر بہت سے بے بنیاد اعتراض کرنے شروع کر دیئے مثلاً:

۱: حدیث کسوف و خسوف مرتبۂ صحت پر نہیں ہے یعنی بعض راوی اس کے ثقہ نہیں۔

۲: حدیث کی مقرر کردہ تاریخوں کے مطابق واقع نہیں ہوا کیونکہ ان کے بقول حدیث کے مطابق رمضان کی پہلی تاریخ کو چاند گرہن اور درمیانی تاریخ یعنی ۱۵ ر رمضان کو سورج گرہن ہونا چاہئے تھا۔

۳: مان لیا کہ کسوف و خسوف ہو گیا مگر مہدی اس کے بعد پندرھویں یا سولھویں صدی میں بھی آسکتا ہے اور یہ کہ خسوف و کسوف کے متعلق بعض اقوال اس پر دلالت کرتے ہیں کہ نشان پہلے ہو اور مدّعی بعد میں ظاہر ہو۔

یہ وہ اعتراضات تھے جو جاہل اور کینہ ور مخالفین نے حضرت مسیح موعود ؑ کی صداقت کے اس روشن نشان کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھانے کے لئے کئے لیکن وہ نادان بے خبر تھے کہ یہ تو تقدیر ازل ہے کہ واللّٰہ متمّ نورہ ولو کرہ الکٰفرون۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے رنگ میں ان اعتراضات کے جواب دیئے کہ ان تمام اعتراضات کے تار و پود بکھر گئے۔ ذیل میں ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے مندرجہ بالا اعتراضات کے جواب کے ضمن میں آپ کی چند تحریرات پیش کرتے ہیں۔

حدیث کی صحت:

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

"ایک اور اعتراض سادہ لوح عبدالحق کا یہ ہے کہ "محدّثین نے دار قطنی کی اس حدیث کے بعض راویوں پر جرح کیا ہے۔ اس لئے یہ حدیث صحیح نہیں ہے" لیکن اس احمق کو سمجھنا چاہئے کہ حدیث نے اپنی سچائی کو آپ ظاہر کر دیا ہے کیونکہ اس کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔ پس اس صورت میں جرح سے حدیث کا کچھ نقصان نہیں ہوا بلکہ جنہوں نے جرح کیا ہے۔ انکی حماقت ظاہر ہوئی۔ راویوں کی تنقید اور ان کا جرح ایک ظنّی امر ہے اور ایک پیشگوئی کا پورا ہو جانا اور اس کا صدق مشاہدہ میں آجانا یقینی امر ہے

اور ظن یقین کو اٹھا نہیں سکتا۔ رؤیت روایت پر مقدم ہے مثلاً ایک بڑے معتبر راوی نے ایک جگہ بیان کیا کہ عبدالحق غزنوی فوت ہو گیا ہے پھر اتنے میں تم خود اس مجلس میں حاضر ہو گئے تو اب میں پوچھتا ہوں کہ ان مجلس والوں کو جن کے پاس ایک معتبر روایت تمہاری موت کی پہنچ چکی تھی کیا کرنا چاہیئے ؟ کیا تمہارا جنازہ پڑھا جائے یا زندہ دیکھ کر روایتوں کو رد کیا جائے۔ اے کسی جنگل کے وحشی! خبر معائنہ کے برابر نہیں ہو سکتی کیا تو نے لیس الخبر کالمعاینۃ کبھی نہیں سنا آثار اور احادیث جو احاد ہیں، وہ مفید ظن ہے اور معائنہ مفید یقین ہے۔ پس کیا ظن یقین کو کچھ نقصان پہنچا سکتا ہے۔ فرض کیا کہ اس حدیث میں کوئی راوی کذّاب ہے مفتری ہے شیعہ ہے مگر جبکہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی تو اس طریق سے حدیث کی صحت پر شہادت پیدا ہو گئی۔ کسی کا کاذب ہونا قطعی طور پر اس کی روایت کو ردّ نہیں کر سکتا کبھی کاذب بھی سچ بول سکتا ہے۔ دنیا میں ایسے لوگ بہت کم ہیں جنہوں نے ساری عمر جھوٹ نہ بولا ہو تو کیا یقینی طور پر انکی گواہی کو ردّ کر سکتے ہیں۔ پس ذرا شرم کرو اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو کہ تم نے اس حدیث کے دو راویوں عمرو اور جابر جعفی کو جھوٹا ٹھہرایا مگر ان کا جھوٹ ثابت نہیں کسی نے ان کے جھوٹ کا شرعی ثبوت پیش نہیں کیا بلکہ ان کی یہ روایت کسوف خسوف سچی نکلی مگر تمہارا گندہ جھوٹ ایسی صفائی سے ثابت ہو گیا کہ تم عندالشرع سخت سزا کے لائق ٹھہر گئے ۔" (ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۳)

پھر فرماتے ہیں !

• اوّل یہ عذر ہے کہ بعض راوی اس حدیث کے ثقاۃ میں سے نہیں ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر درحقیقت بعض راوی مرتبۂ اعتبار سے گرے ہوئے تھے تو یہ اعتراض دار قطنی پر ہو گا کہ اس نے ایسی حدیث کو لکھ کر مسلمانوں کو کیوں دھوکا دیا ؟ یعنی یہ حدیث اگر قابلِ اعتبار نہیں تھی تو دار قطنی

نے اپنی صحیح میں کیوں اس کو درج کیا؟ حالانکہ وہ اس مرتبہ کا آدمی ہے جو صحیح بخاری پر بھی تعاقب کرتا ہے اور اس کی تنقید میں کسی کو کلام نہیں اور اس کی تالیف کو ہزار سال سے زیادہ گذر گیا مگر اب تک کسی عالم نے اس حدیث کو زیر بحث لاکر اس کو موضوع قرار نہیں دیا نہ یہ کہا کہ اس کے ثبوت کی تائید میں کسی دوسرے طریق سے مدد نہیں ملی بلکہ اس وقت سے جو یہ کتاب ممالک اسلامیہ میں شائع ہوئی۔ تمام علماء و فضلاء متقدمین و متاخرین میں سے اس حدیث کو اپنی کتابوں میں لکھتے چلے آئے بھلا اگر کسی نے اکابر محدثین میں سے اس حدیث کو موضوع ٹھہرایا ہے تو ان میں سے کسی محدث کا فعل یا قول پیش تو کرو جس میں لکھا ہو کہ یہ حدیث موضوع ہے اور اگر کسی جلیل الشان محدث کی کتاب سے اس حدیث کا موضوع ہونا ثابت کر سکو تو ہم فی الفور ایک سو روپیہ بطور انعام تمہاری نذر کریں گے جس جگہ چاہو امانتاً پہلے جمع کرالو، ورنہ خدا سے ڈرو جو میرے بغض کے لئے صحیح حدیثوں کو جو علماء ربانی نے لکھی ہیں، موضوع ٹھہراتے ہو حالانکہ امام بخاری نے تو بعض روافض اور خوارج سے بھی روایت لی ہے۔ ان تمام حدیثوں کو کیوں صحیح جانتے ہو...... ؟ خود قرآنی آیت جمع الشمس والقمر میں اس کے مضمون کا مصدق ہے...... ماسوا اس کے جبکہ مضمون اس حدیث کا جو غیب کی خبر پر مشتمل ہے، پورا ہو گیا تو بموجب آیۃ کریمہ فلا یظھر علٰی غیبہٖ احدًا الا من ارتضٰی من رسولٍ قطعی اور یقینی طور پر ماننا پڑا کہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور اس کا راوی بھی عظیم الشان ائمہ میں سے ہے یعنی امام محمد باقر رضی اللہ عنہ"۔

(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۳۲-۱۳۵)

گرہن کی تاریخیں:

دوسرا اعتراض گرہن کی تاریخوں کے متعلق تھا اس کا جواب دیتے ہوئے

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :

" دوسرا اعتراض مخالفین کا یہ ہے کہ یہ پیشگوئی اپنے الفاظ کے مفہوم کے مطابق پوری نہیں ہوئی کیونکہ چاند کا گرہن رمضان کی پہلی رات میں نہیں ہوا بلکہ تیرھویں رات میں ہوا اور نیز سورج کا گرہن رمضان کی پندرھویں تاریخ نہیں ہوا بلکہ ۲۸ تاریخ کو ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گرہن کے لئے کوئی نیا قاعدہ اپنی طرف سے نہیں تراشا بلکہ اسی قانون قدرت کے اندر اندر گرہن کی تاریخوں سے خبر دی ہے جو خدا نے ابتدا سے سورج اور چاند کے لئے مقرر کر رکھا ہے اور صاف لفظوں میں فرما دیا ہے کہ سورج کا کسوف اس کے دنوں میں سے بیچ کے دن میں ہوگا اور قمر کا خسوف اس کی پہلی رات میں ہوگا۔ یعنی ان تین راتوں میں سے جو خدا نے قمر کے گرہن کے لئے مقرر فرمائی ہیں۔ پہلی رات میں خسوف ہوگا سو ایسا ہی وقوع میں آیا......

ورنہ مہینہ کی پہلی رات میں قمر کا گرہن ہونا۔ ایسا ہی بدیہی محال ہے جس میں کسی کو کلام نہیں وجہ یہ کہ عرب کی زبان میں چاند کو اسی حالت میں قمر کہہ سکتے ہیں۔ جبکہ چاند تین دن سے زیادہ کا ہو اور تین دن تک اس کا نام ہلال ہے نہ قمر، اور بعض کے نزدیک سات دن تک ہلال ہی کہتے ہیں ...... پھر جبکہ پہلی رات میں جو چاند نکلتا ہے، وہ قمر نہیں ہے اور نہ قمر کی وجہ تسمیہ یعنی شدت سپیدی و روشنی اس میں موجود ہے۔ تو پھر کیونکر یہ معنی صحیح ہوں گے کہ پہلی رات میں قمر کو گرہن لگے گا۔ یہ تو ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی کہے کہ فلاں جوان عورت پہلی رات میں ہی حاملہ ہو جائے گی اور اس پر کوئی مولوی صاحب ضد کر کے یہ معنی بتلاویں کہ پہلی رات سے مراد وہ رات ہے جس رات وہ لڑکی پیدا ہوئی تھی تو کیا یہ معنی صحیح ہوں گے ؟ اور کیا ان کی خدمت میں کوئی عرض نہیں کرے گا کہ حضرت پہلی رات میں تو وہ جوان عورت نہیں کہلاتی بلکہ اس کو صبیّہ یا بچہ کہیں گے پھر اس کی طرف حمل منسوب کرنا کیا معنی رکھتا ہے اور اس جگہ

ہر ایک عقلمند یہی سمجھے گا کہ پہلی رات سے مراد زفاف کی رات ہے جبکہ دل دفعہ ہی کوئی عورت اپنے خاوند کے پاس جائے ...... جبکہ حدیث میں قمر کا لفظ موجود ہے اور بالاتفاق قمر اس کو کہتے ہیں جو تین دن کے بعد یا سات دن کے بعد کا چاند ہوتا ہے تو اب ہلال کو کیونکہ قمر کہا جائے ...... پھر ظاہر ہے کہ جبکہ قمر کے گرہن کے لئے تین راتیں خدا کے قانون قدرت میں موجود ہیں اور پہلی رات چاند کے خسوف کی تین راتوں میں سے مہینے کی تیرھویں رات ہے اور ایسا ہی سورج کے گرہن کے لئے خدا کے قانون قدرت میں تین دن ہیں اور بیچ کا دن سورج کے کسوف کے دنوں میں سے مہینہ کی اٹھائیسویں تاریخ ہے تو یہ معنی کیسے صاف اور سیدھے اور سریع الفہم اور قانون قدرت پر مبنی ہیں کہ مہدی کے ظہور کی یہ نشانی ہوگی کہ چاند کو اپنے گرہن کی مقررہ راتوں میں سے ...... پہلی رات میں گرہن لگ جائے گا یعنی مہینے کی تیرھویں رات ..... ایسا ہی سورج کو اپنے گرہن کے مقررہ دنوں میں سے بیچ کے دن میں گرہن لگے گا یعنی مہینہ کی اٹھائیسویں تاریخ کو ...... کہاں ہیں۔ رونے والے جو اس قسم کی عقلوں کو رو دیں یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ پہلی تاریخ کا چاند جس کو ہلال کہتے ہیں وہ تو خود ہی مشکل سے نظر آتا ہے، اسی وجہ سے ہمیشہ عیدوں پر جھگڑے ہوتے ہیں پس اس غریب بے چارہ کا گرہن کیا ہوگا کیا پدّی اور کیا پدّی کا شوربہ؟"

(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۳۶-۱۳۷)

مدّعی کی موجودگی و عدم موجودگی:

ایک اعتراض اس نشان پر یہ تھا کہ قرین قیاس ہے کہ اس نشان کے بعد مدعی پیدا ہو۔ خواہ پندرھویں یا سولہویں صدی میں۔ اس کا جواب دیتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:

پیشگوئی کے صاف لفظ یہ ہیں کہ اِنّ لمھدینا آیتین یعنی ہمارے

مہدی کے مصدق مؤیّد دو نشان ہیں پس یہ لام جو انتفاع کے لئے آیا ہے۔ صاف دلالت کرتا ہے کہ خسوف کسوف سے پہلے مہدی کا ظہور ضروری ہے اور نشان کسوف خسوف اس کے خروج کے بعد ہوا ہے اور اس کی تصدیق کے لئے ظاہر کیا گیا ہے اور نشانوں کے ظاہر کرنے کے لئے

> سنت اللہ بھی یہی ہے کہ وہ سچے مدعی کے دعویٰ کی تصدیق کیلئے ہوتے ہیں بلکہ ایسے وقت میں ہوتے ہیں جبکہ اس مدعی کی تکذیب سرگرمی سے کی جائے اور جو قبل از وقت بعض علامات ظاہر ہوتی ہیں ان کا نام نشان نہیں بلکہ ان کا نام ارہاص ہے ...... نشان کے لئے ضروری ہے کہ تکذیب کے بعد ظاہر ہو گویا اس کے سچے ہونے پر ایک نشانی لگا دی گئی لیکن یہ نشانی اُس وقت نفع دے گی کہ جب تکذیب کے وقت ظاہر ہو اور قبل وجود مدعی جو کچھ ظاہر ہو وہ امر مشتبہ ہوتا ہے اور ہر ایک اس کو اپنی طرف نسبت کر سکتا ہے۔ اب اس کا کون فیصلہ کرے کہ اس کا مصداق فلاں شخص ہے دوسرا نہیں؟ ...... ممکن ہے کہ نشانوں کو دیکھ کر دعویٰ کرنے والے بہت نکل آویں۔"
>
> (ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۵-۲۳۴)

براہینِ احمدیہ کا نشان

پانچویں صدی ہجری کے ایک شامی بزرگ حضرت یحییٰ بن عقبؒ نے آخری زمانے اور امام مہدی کے ظہور کی علامات کو بیان کرتے ہوئے عربی زبان میں ایک قصیدہ تحریر فرمایا۔ اس قصیدے میں مہدی کے ذکر میں فرماتے ہیں۔

فتلك دلائل المهدی حقاً
سیملک للبلاد بلا محال
ویأتی بالبراهین اللوالی
تسلمها البریة بالکمال

(شمس المعارف الکبریٰ حصہ اوّل صفحہ ۳۴۴
از شیخ احمد بن علی البونی مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی مصر)

ترجمہ: "مہدی کے ظہور اور اس کی صداقت کے یہ حقیقی اور سچے نشان ہیں وہ ملکوں اور شہروں کو ضرور (اپنی قوتِ روحانی سے) فتح کریگا اور وہ ایسے (براہین) لے کر آئے گا جن کی عظمت وکمال کی تمام مخلوق قائل ہو گی"۔

حضرت امام یحییٰ بن عقب کی یہ پیشگوئی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے حق میں آپ کی ایک شہرۂ آفاق کتاب کی تصنیف واشاعت کے ذریعے بڑی شان سے پوری ہوئی۔ جس کا نام بھی خدائی تقدیر کے ماتحت "براھین احمدیہ" رکھا گیا۔ اپنی اس مہتمم بالشان کتاب میں حضرت مرزا صاحب نے اسلام کی حقانیت اور دوسرے مذاہب کے مقابلے میں صرف اور صرف اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے ثبوت میں تین صد لاجواب دلائل تحریر فرماتے ہیں اور ان دلائل کے جواب کے لئے تمام مذاہب کے پیروکاروں کو کھلا کھلا چیلنج دیا ہے۔ یہ چیلنج دیتے ہوئے آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"سب طالبانِ حق پہ واضح ہو جو مقصود اس کتاب کی تالیف سے جو موسوم بالبراہین الاحمدیہ علی حقیقت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ ہے یہ ہے جو دینِ اسلام کی سچائی کے دلائل اور قرآن مجید کی حقیقت کے براہین اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی صدقِ رسالت کے وجوہات سب لوگوں پر بوضاحت تمام ظاہر کئے جائیں اور نیز ان سب کو جو اس دینِ متین اور مقدس کتاب اور برگزیدہ نبی سے منکر ہیں ایسے کامل اور

معقول طریق سے ملزم اور لاجواب کیا جائے جو آئندہ ان کو بمقابلہ اسلام کے دم مارنے کی جگہ باقی نہ رہے۔"

پھر فرماتے ہیں!

"مَیں جو مصنف اس کتاب براہین احمدیہ کا ہوں یہ اشتہار اپنی طرف سے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ بمقابلہ جمیع ارباب مذہب اور ملت کے جو حقانیت فرقان مجید اور نبوت حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہیں اتماماً للحجۃ شائع کر کے اقرار صحیح قانونی اور عہد جائز شرعی کرتا ہوں کہ اگر کوئی صاحب منکرین میں سے مشارکت اپنی کتاب کی فرقان مجید سے ان سب براہین اور دلائل میں جو ہم نے دوبارہ حقیت فرقان مجید اور صدق رسالت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اُسی کتاب مقدس سے اخذ کر کے تحریر کی ہیں اپنی الہامی کتاب میں سے ثابت کر کے دکھلاوے یا اگر تعداد میں ان کے برابر پیش نہ کر سکے تو نصف ان سے یا ثلث ان سے یا رُبع ان سے یا خمس ان سے نکال کر پیش کرے یا اگر بکلی پیش کرنے سے عاجز ہو تو ہمارے ہی دلائل کو نمبروار توڑ دے تو ان سب صورتوں میں بشرطیکہ تین منصف مقبولہ فریقین بالاتفاق یہ رائے ظاہر کر دیں کہ ایفائے شرط جیسا کہ چاہیئے تھا ظہور میں آگیا میں مشتہر ایسے مجیب کو بلا عذرے و حیلتے اپنی جائیداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض و دخل دے دوں گا۔"

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۴ تا ۲۸)

حضرت مرزا صاحبؑ کے اس چیلنج پر سو سال سے زائد کا عرصہ گذر چکا ہے۔ مگر آج تک کسی بھی مذہب کے کسی بھی شخص کو حضورؑ کے اس چیلنج کو قبول کرنے کی جرأت نہیں ہو سکی اور نہ قیامت تک ہو سکے گی بلکہ اس کے برعکس امام یحیٰی بن عقبؒ کی پیشگوئی کے عین مطابق جس طرح اس کتاب نے لوگوں کے دلوں میں قبولیت اور شہرت حاصل کی اس کے متعلق اغیار کی چند آراء بھی

ملاحظہ ہوں۔

اس کتاب کی اشاعت کے بعد مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب مشہور اہلحدیث عالم جنہوں نے بعد از دعویٰ حضرت مرزا صاحبؑ کی مخالفت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اس کتاب پر اپنا ایک ریویو اپنے رسالہ "اشاعۃ السنۃ" میں تحریر کیا۔ اس میں وہ لکھتے ہیں :

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانے میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعلّ اللّٰہ یحدّث بعد ذٰلک أمرًا اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتادے جس میں جملہ فرقہائے مخالفین اسلام خصوصًا فرقہ آریہ و برہم سماج سے ایسے زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشاندہی کرے جنہوں نے اسلام کی جانی و مالی و قلمی و لسانی نصرت کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اٹھا لیا ہو اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدّی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو وجودِ الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آکر تجربہ و مشاہدہ کرے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوامِ غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔"

(اشاعۃ السنۃ جلد ہفتم صفحہ ۱۱)

مشہور مسلم اخبار "منشورِ محمدی" بنگلور کے مدیر محمد شریف صاحب بنگلوری نے جاء الحق و زھق الباطل انّ الباطل کان زھوقًا" کے عنوان سے اپنے تبصرے میں لکھا :

"یہ وہی کتاب ہے جس کی تالیف یا تصنیف کی مدت سے ہم کو آرزو تھی۔ "براہینِ احمدیہ" ملقب بہ "البراہین الاحمدیہ علیٰ حقیقۃ کتاب اللّٰہ القرآن

ونبوۃ محمدیہ" جس میں مصنف زاد قدرہ اللّٰھو متع المسلمین بطول حیاتہ نے تین سو براہین قطعیہ عقلیہ سے حقیقتِ قرآن اور نبوتِ محمدیہ کو ثابت کیا ہے۔ افضل العلماء فاضلِ جلیل جرنیل فئہ اہلِ اسلام ہند مقبولِ بارگاہِ صمد جناب مولوی میرزا غلام احمد رئیسِ اعظم قادیان ضلع گورداسپور کی تصنیف ہے۔ سبحان اللہ کیا تصنیفِ منیف ہے کہ جس سے دینِ حق کا لفظ لفظ سے ثبوت ہو رہا ہے۔ اور ہر ہر لفظ سے حقیقتِ قرآن ظاہر ہو رہی ہے۔ مخالفین کو کیسے آب و تاب سے دلائلِ قطعیہ سُنائے ہیں۔ دعویٰ ہی مدلل و براہینِ ساطعہ ثبوت ہے۔ مثبت بدلائلِ قاطعہ تاب دم زدن نہیں۔ اقبال کے سوا چارہ نہیں، ہاں انصاف شرط ہے ورنہ کچھ بھی نہیں۔ ایھا النّاظرین! یہ وہی کتاب ہے جو کہ فی الحقیقت لاجواب ہے۔"

("منشورِ محمدی" بنگلور ۲۵ رجب المرجب ۱۳۰۰ھ صفحہ ۲۱۶-۲۱۷)

ایک اور مشہور سکھ لیڈر ارجن سنگھ صاحب ایڈیٹر "رنگین" امرتسر لکھتے ہیں:

"اس وقت گھر گھر "براہین احمدیہ" کا چرچا تھا اور تمام پڑھے لکھے مسلمان اس کتاب کے مطالعہ کو ضروری سمجھتے تھے کیونکہ مسلمان عالموں کا خیال تھا کہ اس کتاب میں آریہ اور عیسائیوں کے تمام اعتراضات کا جواب آچکا ہے ہر ایک مسلمان مناظر اس کتاب کو ایک نظر دیکھ لینا ضروری خیال کرتا تھا الغرض اس کتاب کی تصنیف کی وجہ سے جہاں مرزا صاحب ایک طرف ہندوستان کے مسلمانوں کی آنکھ کا تارا بن گئے۔ وہاں آپ کو عیسائیوں اور آریاؤں میں بھی کافی شہرت حاصل ہو گئی۔"

(خلیفہ قادیان صفحہ ۵،۴ از ارجن سنگھ صاحب)

مندرجہ بالا چند آراء سے یہ بات بڑی واضح اور صراحت سے ثابت ہوتی ہے کہ واقعۃً "براہین احمدیہ" کو قبولِ ہر خاص و عام کی سند حاصل ہو چکی ہے اور درحقیقت امام یحیٰی بن عقب کی پیشگوئی امام مہدی کے متعلق کہ وہ ایسے براہین لائے گا جس کے کمال کو مخلوقِ خدا قبول کرے

گی۔ حضرت مرزا صاحب کی تصنیف "براہینِ احمدیہ" کے ذریعے بڑی شان سے پوری ہوئی اور حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا روشن نشان بن گئی۔

یہود کی فلسطین میں دوبارہ آبادکاری

قرآنِ کریم، احادیث اور بائبل میں موعود آخر الزّمان کے زمانے کی ایک علامت یہود کی فلسطین میں دوبارہ آبادکاری بتائی گئی ہے۔ چنانچہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا ۝

(بنی اسرائیل : ۱۰۵)

ترجمہ :- "پھر جب دوسری مرتبہ وعدہ پورا ہونے کا وقت آئے گا تو ہم تم سب کو اکٹھا کر کے لے آویں گے۔"

اِس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے :

"فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ یعنی القائم وصلوات اللّٰہ علیہ واصحابہ۔ یعنی وعد الآخرۃ سے مراد امام قائم علیہ السّلام اور آپ کے صحابہ ہیں۔"

(بحار الانوار جلد ۱۵ صفحہ ۴۶ مطبوعہ کتابفروشی اسلامیہ تہران)

اِسی طرح تفسیر "درِّ منثور" کے حاشیہ میں مندرج تفسیر ابنِ عباس میں لکھا ہے۔

"يُقَالُ نُزُولِ عِيسَىٰ ابْنِ مَرْيَمَ"

(تفسیر ابن عباس برحاشیہ تفسیر درِّ منثور للسیوطی ص۱۲۰

زیرِ آیت فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ..... لفیفا)

یعنی "کہا جاتا ہے کہ وَعْدُ الْآخِرَةِ" سے مراد حضرت عیسٰی ابن مریم کا نزول ہے۔

بائبل میں بھی مسیح کی آمدِ ثانی کا ایک نشان یہودیوں کا ایک بار پھر فلسطین میں آباد ہونا بتایا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

"اس وقت یوں ہو گا کہ خداوند دوسری مرتبہ اپنا ہاتھ بڑھائے گا کہ اپنے لوگوں کا جو بقیہ بچ رہا ہو اسور اور مصر اور فتروس اور کوش اور عیلام اور سنعار اور حمات اور اور سمندر کی اطراف سے واپس لائے اور وہ قوموں کے لئے ایک جھنڈا کھڑا کرے گا اور ان اسرائیلیوں کو جو خارج کئے گئے ہوں جمع کرے گا اور سب بنی یہوداہ کو جو پراگندہ ہوں گے چاروں اطراف سے فراہم کرے گا۔ (یسعیاہ باب ۱۱ آیت ۱۱، ۱۲)

یہی مضمون حزقیل ۳۶/۲۴، ۳۷/۲۱ اور صفنیاہ ۳/۱۹، ۲۰ میں بھی بیان ہوا ہے۔

چنانچہ مسیح کی آمدِ ثانی کا یہ نشان بھی بڑی شان کے ساتھ اس زمانے میں پورا ہوا۔ جبکہ ۱۹۴۸ء میں مختلف علاقوں سے لائے گئے اسرائیلیوں کے ذریعے سے یہودیوں کی ایک آزاد ریاست اسرائیل کا قیام عمل میں لایا گیا۔

چنانچہ اس علامت کے پورا ہونے کا ذکر کرتے ہوئے کتاب "خداوند مسیح کی آمدِ ثانی" از ڈاکٹر آر۔ اے۔ لوڑی کے ترجمہ از جان مقبول کے ناشرین نے ایک نوٹ دیا اور لکھا۔

"اس کتاب کی تحریر کے بعد بنی اسرائیل کی اپنے آبائی وطن میں واپسی کی پیشگوئی پوری ہو چکی ہے۔ یہودی دنیا کے کونے کونے سے اپنے ملک اسرائیل میں آ گئے ہیں۔"

("خداوند مسیح کی آمدِ ثانی" از ڈاکٹر آر۔ اے۔ لوڑی

مترجم جان مقبول صفحہ ۴۴ طابع اے۔ این۔ والٹر

مطبوعہ طفیل آرٹ پرنٹرز۔ ۱۹۸۳ء)

۳۱۳ اصحابِ مہدی اور مباہلہ کا چیلنج

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں مہدی موعودؑ کی ایک علامت مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان ہوئی ہے۔

"یجمع اللہ لہ من أقصی البلاد علی عدّة أھل بدرٍ ثلاثمائة وثلاثة عشر رجلاً معہ صحیفة مختومة فیھا عدد أصحابہ باسماءھم وبلدانھم وطبائعھم وخلالھم"

(بحارالانوار جلد ۵۲ صفحہ ۳۱۰-۳۱۱ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ اس (مہدی) کے لئے دُور دراز کے ملکوں سے اصحابِ بدر کی تعداد کے مطابق تین سو تیرہ ساتھی جمع کر دے گا جن کے نام اس کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب میں موجود ہوں گے بلقیدان کے مسکن و خصائل وعادات۔"

یہی حدیث کتاب جواہر الاسرار قلمی از شیخ علی حمزہ بن ملک الطوسی کے صفحہ نمبر ۸۴ پر بھی بیان کی گئی ہے۔

اسی طرح لکھا ہے:

"لو اجتمع علی الأمام عدة أھل بدرٍ ثلثمائة وبضعة عشر رجلاً لوجب علیہ الخروج بالسیف"

(معجم احادیث الامام المہدی جلد ۷ صفحہ ۹)

ترجمہ: "جب امام مہدی کے گرد اہلِ بدر کی تعداد کے مطابق تین سو دس سے کچھ زیادہ اصحاب جمع ہو جائیں گے تو پھر امام مہدی پر تلوار کے ساتھ نکلنا

واجب ہو جائے گا۔"

اسی طرح کتاب بحار الانوار میں ایک حدیث کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

"عن علیٍّ علیہ السلام قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم یا علیّ انّ قائمنا اذا خرج یجتمع الیہ ثلثمائۃ وثلاثۃ عشر رجلاً عدد رجال بدرٍ فاذا حان وقت خروجہ یکون لہٗ سیف مغمودٌ ناداہ السیف: قم یا ولیّ اللّٰہ فاقتل أعداء اللّٰہ۔"

(بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۳۰۴ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: "حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضورؐ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ اے علی! جب امام مہدی نازل ہوں گے تو ان کے گرد ۳۱۳ اصحاب رجال بدر کی تعداد میں اکٹھے ہو جائیں گے اور جب مہدی کے ظہور کا وقت آ جائے گا تو اسے ایک تلوار ملے گی جو اُسے پکار کر کہے گی اے ولی اللہ! (اللہ کے دوست) اُٹھ اور اللہ کے دشمنوں کو ہلاک کر ڈال۔"

مندرجہ بالا روایات سے مندرجہ ذیل امور مستنبط ہوتے ہیں:

۱: امام مہدی کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہو گی جس میں اس کے تین سو تیرہ اصحاب کے نام درج ہوں گے۔

۲: کتاب کا چھپا ہوا ہونا چھاپہ خانوں کی ایجاد کے زمانے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

۳: امام مہدی کا ظہور "کدعۃ" بستی سے ہو گا۔

۴: تین سو تیرہ اصحاب کی تعداد پوری ہونے پر وہ تلوار کے ساتھ نکلے گا۔

احادیث میں بیان کردہ یہ علامت بھی حضرت بانی سلسلۂ احمدیہ کے وجود میں بڑی شان سے پوری ہوئی۔ یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح موعود نے کدعہ (قادیان) کی بستی سے دعویٰ فرمایا تو اس زمانے میں کثرت کے ساتھ چھاپہ خانے موجود تھے اور پھر پیشگوئی کے

مطابق حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب انجام آتھم میں اپنے تین سو تیرہ اصحاب کے نام بھی درج فرمائے اور اس کتاب میں آپ نے آسمانی تلوار (مباہلہ) کے ساتھ نکلنے کا اعلان فرمایا اور اپنے مکذبین و مکفرین علماء اور مخالف و معاند گدی نشینوں کو مباہلہ کا تاریخی چیلنج دیا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ اپنے تین سو تیرہ اصحاب کے نام اس کتاب میں درج کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"چونکہ حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ مہدی موعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں اس کے تین سو تیرہ اصحاب کا نام درج ہوگا۔ اس لئے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ وہ پیشگوئی آج پوری ہوگئی یہ تو ظاہر ہے کہ پہلے اس

لہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ امام مہدی جہاد بالسیف کا التواء کرے گا اور مذہبی جنگیں اور دینی لڑائیاں اس کے زمانے میں موقوف ہو جائیں گی جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث "یضعُ الحربَ" واضح دلالت کر رہی ہے (تفصیل کے لئے دیکھیں کتاب ہذا کا عنوان جہاد بالسیف کا التواء) لہذا اس جگہ جو امام مہدی کے تلوار کے ساتھ نکلنے کا ذکر ہے تو یقیناً اس سے مراد ایسی تحریک ہے جس کا نتیجہ مخالفین کے لئے وہی ہوتا ہے جو تلوار کا یعنی "موت و ذلت" اسی کی طرف بحار الانوار میں مندرجہ حضرت علی کی روایت اشارہ کر رہی ہے کہ وہ تلوار گویا ہوگی اور امام مہدی کو مخاطب کر کے کہے گی "اے اللہ کے ولی اٹھ اور اللہ کے دشمنوں کو قتل کر"۔ اب بات واضح ہے کہ "تلواریں بولا نہیں کرتیں اور نہ ظاہری تلواروں کو قوت گویائی ملا کرتی ہے"۔ پس یقیناً ان تلواروں سے مراد روحانی تلواریں ہیں۔ اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ ابو عبداللہ نے فرمایا: اذا قام القائم نزلت سیوف القتال علی کلّ سیفٍ اسم الرّجل واسم ابیہ" (معجم أحادیث الامام المهدی جلد ۳ صفحہ ۲) یعنی امام مہدی کے قیام کے وقت جنگ کی تلواریں نازل ہوں گی اور ہر تلوار پہ آدمی اور اس کے باپ کا نام درج ہوگا۔ اب یہ بھی ظاہر ہے کہ نہ کبھی کسی نے تلواریں آسمان سے اترتے دیکھیں اور نہ ہی ہر تلوار پر اہتمام کے ساتھ نام اور ولدیت لکھی جاتی ہے۔ لہذا اس سے مراد "مباہلہ" ہی کا چیلنج ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے خدا سے اذن پا کر نام بنام اپنے معاندین و مکذبین کو دیا ہے۔

ہے آج امتِ مرحومہ میں کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوا کہ جو مہدویت کا مدعی ہوتا۔ اور اس کے وقت میں چھاپہ خانہ بھی ہوتا اور اس کے پاس ایک کتاب بھی ہوتی جس میں تین سو تیرہ نام لکھے ہوئے ہوتے اور ظاہر ہے کہ اگر یہ کام انسان کے اختیار میں ہوتا تو اس سے پہلے کئی جھوٹے اپنے تئیں اس کا مصداق بنا سکتے مگر اصل بات یہ ہے کہ خدا کی پیشگوئیوں میں ایسی فوق العادت شرطیں ہوتی ہیں کہ کوئی جھوٹا ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور اس کو وہ سامان اور اسباب مہیا نہیں کئے جاتے جو سچے کو عطا کئے جاتے ہیں...... اب ظاہر ہے کہ کسی شخص کو پہلے اس سے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ وہ مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرے اور اس کے پاس چھپی ہوئی کتاب ہو جس میں اس کے دوستوں کے نام ہوں...... اتمام حجت کے لئے تین سو تیرہ نام ذیل میں درج کرتا ہوں تا ہر ایک منصف سمجھ لے کہ یہ پیشگوئی بھی میرے ہی حق میں پوری ہوئی۔"

(انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ ص ۳۲۵-۳۲۴)

مباہلہ کا چیلنج :

جیسا کہ ذکر کیا جاچکا ہے مہدی کی مذکورہ بالا علامت کے کامل ظہور کے لئے یہ بھی شرط تھی کہ اصحابِ بدر کی تعداد مکمل ہو جانے پر اس کے لئے آسمانی تلواریں نازل ہوتیں اور وہ ان تلواروں کو لے کر نکل کھڑا ہوتا اپنے دشمنوں کے مقابلے کے لئے اور اس سے مراد دراصل مباہلہ کی تحریک ہے۔ چنانچہ یہ حصہ علامت بھی بڑی شان سے پورا ہوا اور آپ نے اسی کتاب "انجام آتھم" میں جس میں کہ ۳۱۳ اصحاب کے نام درج فرمائے، مخالفین و معاندین کو مباہلہ کا کھلا کھلا چیلنج دیتے ہوئے فرمایا :

"سو اب اٹھو اور مباہلہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تم سن چکے ہو کہ میرا دعویٰ دو باتوں پر مبنی تھا۔ اول نصوصِ قرآنیہ اور حدیثیہ پر، دوسرے الہاماتِ الٰہیہ پر۔ سو تم نے نصوصِ قرآنیہ اور حدیثیہ کو قبول نہ کیا اور

خدا کی کلام کو یوں ٹال دیا جیسا کہ کوئی تنکا توڑ کر پھینک دے۔ اب میرے بناءِ دعویٰ کا دوسرا شق باقی رہا۔ سو میں اس ذات قادر غیور کی آپ کو قسم دیتا ہوں جس کی قسم کوئی ایماندار رد نہیں کر سکتا کہ اب اس دوسری بنا کی تصفیہ کے لئے مجھ سے مباہلہ کر لو۔"

(انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۶۵)

اب آپ دیکھ لیجئے کہ امام مہدی کی صداقت کا یہ نشان بھی کس عظمت کے ساتھ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے وجودِ مبارک میں اپنی تمام شرائط کے ساتھ پورا ہوتا ہے۔

؎ اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

جماعت احمدیہ اور نظامِ خلافت

قرآن کریم میں اعمالِ صالحہ بجالانے والے مومنین کی نشانی یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان میں نظامِ خلافت کو قائم کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ
الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ
خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ
بِيْ شَيْئًا ط وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ٥

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانیوالوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنادے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنادیا تھا اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ اسے ان کے لئے مضبوطی سے قائم کرے گا اور ان کے خوف کی حالت کو وہ امن میں بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے اور کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرائیں گے"

(بحارالانوار جلد ۱۵ ص۵۸ مطبوعہ کتابفروشی اسلامیہ تہران)

اس آیت کی تفسیر میں بحارالانوار میں لکھا ہے کہ "القائم و أصحابه" کہ اس آیت میں خاص طور پر امام مہدی اور ان کے اصحاب کا ذکر ہے۔

اس طرح آنحضور ؐ نے بھی آخری زمانہ میں خلافت علی منہاج النبوّۃ کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ چنانچہ آنحضور ؐ نے اپنی رسالت، خلافتِ راشدہ اولیٰ اور پھر بعد کی صدیوں کی خرابی اور بادشاہتوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

"ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ"

(مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

یعنی: "پھر منہاج نبوت پر خلافت کا قیام عمل میں آئے گا"

اس قرآنی وعدے اور آنحضور ؐ کی پیشگوئی کے عین مطابق حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنی وفات سے چند سال قبل یہ اعلان فرمایا:

"قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خداتعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے، تا

مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے، سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو (یعنی اپنی وفات کی خبر۔ ناقل) اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں، لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔"

(الوصیت روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۵)

حضرت مسیح موعودؑ کی اس پیشگوئی کے عین مطابق آپ کی وفات سے اگلے روز ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو آپ کی ساری جماعت نے حضرت مولوی نور الدین صاحب (اللہ آپ سے راضی ہو) کو اپنا واجب الاطاعت امام اور خلیفۃ المسیح تسلیم کرتے ہوئے آپ کے ہاتھوں میں بیعت کے لئے اپنے ہاتھ دے دیئے اور اس طرح آیت استخلاف میں موجود وعدۂ الٰہی بڑی شان کے ساتھ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ کی جماعت "جماعت احمدیہ" کے حق میں پورا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی صداقت پر اس نظام خلافت کے قیام کے ذریعے اپنی رضا کی ابدی و دائمی و قطعی مہر ثبت کر دی۔

جماعتِ احمدیہ کے نظامِ خلافت کا یہ شجرۂ طیبہ نوّے سال کی عمر کو پہنچ چکا ہے اور ہر روز رنگا رنگ پھولوں اور خوش ذائقہ اور لذّت سے بھرپور پھلوں سے دُنیا کی ضیافت کا موجب بن رہا ہے۔

خلافتِ احمدیہ کے اس شجرۂ مبارکہ کو جڑ سے اکھاڑ ڈالنے کے لئے مخالفین نے ڈھیروں جتن کئے۔ نت نئے طریقے آزمائے، ظلم و ستم کے پہاڑ اس کی راہ میں حائل کئے گئے۔ مصائب و تکالیف کی آندھیوں نے اس کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی۔ عوام اور فوج کی طاقت کا سہارا بھی لیا لیکن خلافتِ احمدیہ کے ان معاندین کو ہر میدان میں منہ کی کھانی پڑی۔ ناکامی و نامرادی کی زنجیریں ہمیشہ

مخالفینِ خلافتِ احمدیہ کے حصّے میں آئیں۔ ذلّت و رسوائی کے طوق ہمیشہ دشمنانِ احمدیہ کا مقدر بنے لیکن خلافتِ احمدیہ کا یہ تنا ور درخت ساری دُنیا کے سامنے اپنی زبانِ عمل سے اپنے متعلق "أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ" کی شہادت کا اعلان کر رہا ہے۔

اے مخالفینِ احمدیت! تم ملک ملک سفر کرو، شہر شہر گھومو، گلی گلی ڈھونڈو، کونہ کونہ چھان مارو، چپّہ چپّہ تلاش کرو، ہاتھوں میں چراغ لے کر نکلو، مشعلیں جلا کر، آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ لو، تمہیں جماعتِ احمدیہ کے سوا اور کہیں بھی نظامِ خلافت دکھائی نہیں دے گا۔

تم امید و یاس کے عین درمیان کھڑے ہو کر جماعتِ احمدیہ سے باہر دیگر فرقہائے مسلمان میں خلافت کے بارے میں اپنے علماء سے پوچھو گے تو ان کا جواب بھی تمہیں حسرت و یاس کے غلیظ گڑھوں میں دھکیل دے گا۔ ان علماء کی طرف سے تمہیں یہی جواب ملے گا۔

"اس وقت عالمِ اسلام (سوائے جماعتِ احمدیہ کے — ناقل) خلافت کے اِس ضروری ادارے اور اس مبارک نظام سے محروم ہے جس کے قیام کے مسلمان مکلّف بنائے گئے تھے اور جس سے محرومی کا جرمانہ وہ مختلف شکلوں میں ادا کر رہے ہیں۔"

(تعمیرِ حیات لکھنؤ انڈیا از مولوی ابو الحسن ندوی)

اے مخالفینِ احمدیت اس جواب کو سن کر تمہاری تشویش بڑھے گی تو اپنے ہی علماء سے اس خلافت سے محرومی کا باعث بھی پوچھو گے تو پھر ان کی طرف سے تمہیں یہ جواب ملے گا۔

"اگر ہمارے اعمال اچھے ہوتے تو ہم سے خلافت اور سلطنت نہ چھنتی اور اس نعمتِ عظمیٰ کے حصول کی نعمت سلب نہ کر لی جاتی۔"

(اخبار زمیندار ۵ اپریل ۱۹۲۸ء)

پھر اے معاندینِ احمدیت اگر خدا نے تمہیں توفیق دی اور تم خدا سے سچے دل سے نصرت و مدد کے خواہاں ہوئے اور آنکھوں سے تعصب کے پردے اتار کر حقیقت کے پرستار بن کر سچّے دل سے تحقیقِ حق کے لئے نکلو گے تو تمہیں احمدیت کے متعلق ہر چہار سو احمدی لوگوں کی زبانی یہ سننے کو ملے گا۔"

"ہم نظام خلافت کی حفاظت لعداس کے استحکام کے لئے آخر دم تک جدّوجہد کرتے رہیں گے ، اور اپنی اولاد دَر اولاد کو ہمیشہ خلافت سے والبستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہٴ احمدیہ کے ذریعے (دینِ حق) کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہؐ کا جھنڈا دُنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔"

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بحوالہ الفضل ۱۶ر فروری ۱۹۶۰ء)

موعود بیٹا

موعود آخرالزّماں کی ایک علامت اس کے ہاں ایک عظیم الشّان صفات کے حامل بیٹے کی پیدائش بتائی گئی ہے جو اس کی وفات کے بعد اس کے تخت رُوحانی کا وارث ہو کر غیر معمولی کارنامے انجام دے گا۔ موعود آخرالزّماں کی اس علامت کا ذکر نہ صرف مذہب اسلام بلکہ دیگر ادیان و مذاہب کی کتب میں بھی ملتا ہے۔

چنانچہ زرتشتی مذہب کے صحیفہ دَساتیر میں دینِ زرتشت کے مجدّد ساسانِ اوّل کی ایک پیشگوئی درج ہے جس میں ملک عرب میں ایک عظیم الشّان نبی کے ظہور کی خبر دینے کے بعد آخری زمانے میں اس نبی کی امّت سے ظاہر ہونے والے اس کے ایک شاگرد نبی کی بھی پیشگوئی فرمائی ہے اور اس امتی نبی کی ایک علامت اس کی نسل سے مصلحین و رہنمایان کی پیدائش بتائی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

"چوں ہزار سال تازی آئین را گذرد چناں شود آں آئین از جدائی ہا کہ اگر بآئین گر نمائند اندش ...... در افتند در ہم و کنند خاک پرستی و روز بروز جدائی و دشمنی در آنہا افزوں شود ...... پس شما باید خوبی را گر ماند یکدم از ہمیں خرج انگیزم از کسان تو و کے و آئین و آب تو بہ تو رسانم و پیغمبری و پیشوائی از فرزندان تو بہ نگیرم۔"

ترجمہ: پھر شریعت عربی پر ہزار سال گذر جائیں گے تو تفرقوں اور اختلافات سے دین ایسا ہو جائے گا کہ اگر اسے خود شارع علیہ السلام کے سامنے بھی پیش کیا جائے تو وہ بھی اسے پہچان نہ سکے گا ..... اور ان کے اندر اختلافات و انشقاق پیدا ہو جائے گا اور روز بروز اختلاف اور .... باہمی دشمنی میں وہ بڑھتے چلے جاویں گے ..... جب ایسا ہو گا تو تمہیں خوشخبری ہو کہ اگر زمانے سے صرف ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو تیرے لوگوں (فارسی الاصل) میں سے ایک شخص کو کھڑا کر دوں گا جو تیری گمشدہ عزت و آبرو واپس لائے گا اور اسے دوبارہ قائم کریگا میں پیغمبری و پیشوائی تیری نسل سے نہیں اٹھاؤں گا۔"

اس پیشگوئی میں واضح اشارہ موجود ہے کہ موعودِ آخر الزماں کی وفات کے بعد اس کی اولاد اس کی روحانی جانشین ہو گی۔

یہودی مذہب میں بھی اس پیشگوئی کا ذکر ان الفاظ میں ملتا ہے:

"یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ (یعنی مسیح) وفات پا جائے گا اور اس کی سلطنت اس کے بیٹے اور پوتے کو ملے گی۔"

(طالمود جوزف بار کلے بار پنجم مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء)

آنحضور ؐ نے آنے والے مسیح موعود کی یہ علامت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

"ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض یتزوّج ویولد لہ"

(مشکوٰۃ کتاب الفتن والملاحم)

یعنی : "مسیح موعود زمین پر اتریں گے وہ شادی کریں گے اور ان کے ہاں اولاد ہو گی "

حدیث کے الفاظ واضح دلالت اس بات پر کر رہے ہیں کہ موعود آخر الزمان کی بیوی بھی مبشّر ہو گی اور اس کے ہاں غیر معمولی صفات کی حامل اولاد ہو گی وگرنہ شادی کرنا اور اس کے نتیجے میں اولاد کا تولّد ہونا ایسا امر نہیں کہ جس میں مسیح کے لئے کسی خاص پیشگوئی کی ضرورت ہوتی۔

امت محمدیہ کے بعض بزرگان و اولیاء نے بھی موعود آخر الزماں کے ہاں ایک غیر معمولی صفات کے حامل بیٹے کی پیدائش کی خبر دی ہے۔ چنانچہ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانیؒ کے ایک کشف کا ذکر بایں الفاظ ملتا ہے :

"ایک دن حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کسی جنگل میں مراقبہ فرماتے ہوئے بیٹھے تھے ناگہاں آسمان سے ایک نور ظاہر ہوا جس سے تمام عالم نورانی ہو گیا یہ نور ساعتہً فساعتہً بڑھتا گیا اور روشن ہوتا گیا۔ اس سے امت مرحومہ کے اوّلین و آخرین اولیاء نے روشنی حاصل کی حضرت نے تامّل فرمایا کہ اس مثال میں کس صاحب کمال کا وجود باجود مشاہدہ کرایا گیا ہے کہا گیا کہ اس نور کا صاحب تمام امت کے اولیاء، اوّلین و آخرین سے افضل تر ہے پانسو سال بعد ظہور فرما ہو کر ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تجدید کرے گا جو اس کی صحبت سے فیضیاب ہو گا وہ سعادت مند ہو گا اس کے فرزند اور خلیفہ بادگاہ احدیت کے صدر نشینوں میں سے ہیں ۔"

(حدیقہ محمودیہ ترجمہ روضہ قیومیہ صفحہ ۳۲)

حضرت نعمت اللہ ولیؒ امت مسلمہ کے مشہور صاحب کشف و الہام بزرگ گذرے ہیں۔ آپ کے درجات و کرامات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :

"نعمت اللہ ولیؒ کہ مرد صاحب باطن و از اولیائے کامل در ہندوستان مشہور اند وطنے ایشان در اطراف دہلی است زمانہ شان پانصد و شست

ہجری است دلوان او معلوم مے شود ۔"

(الاربعین فی احوال المہدیین)

اس صاحبِ الہام وکشوف بزرگ نے ایک مشہور قصیدہ بزبانِ فارسی میں آخری زمانہ میں پیدا ہونے والے فتنوں کا بالتفصیل تذکرہ فرمایا ہے ۔ ساتھ ہی ساتھ مہدی و مسیح کو ایک ہی وجود قرار دیتے ہوئے اس کی صفات وعلامات کا بھی ذکر فرمایا ہے ۔ قصیدہ میں آپ اس بات کا بھی اظہار فرماتے ہیں کہ یہ پیشں خبریاں جو آپ دے رہے ہیں وہ علم رمل ونجوم کے نتیجے میں نہیں بلکہ خالصتاً خدائے علیم وخبیر کے الہام پر اس کی بنیاد ہے ۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں : ؎

قدرت کردگار مے بینم
حالت روزگار مے بینم
از نجوم ایں سخن نمی گویم
بلکہ از کردگار مے بینم

یعنی : " میں چشمِ روحانیت سے خدا تعالیٰ کی قدرت کے نشانوں کو ظاہر ہوتے دیکھ رہا ہوں اور اس زمانے کے حالات میری آنکھوں کے سامنے ہیں ۔ یہ باتیں جو میں بتا رہا ہوں ۔ وہ علم رمل ونجوم کا نتیجہ نہیں بلکہ خدا کے الہام اور اس کی خبروں پر ہی ان پیشگوئیوں کی بنیاد ہے ۔"

حضرت نعمت اللہ ولی ؒ نے اسی قصیدے کے ایک شعر میں مسیح ومہدی کے ہاں ایک ایسے فرزند کے تولّد ہونے کی خبر دی ہے جو اس کے تخت کا وارث اور اس کا جانشین ہو گا ، اور جانشینوں میں بھی اسے ایک ممتاز مقام حاصل ہو گا ۔ چنانچہ فرماتے ہیں : ؎

دور او چوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بینم

یعنی " جب مسیح موعود کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گذر جائے گا تو اس کی نمود پر اس کا بیٹا یادگار رہ جائے گا ۔"

حضرت علی رضؓ کی بھی ایک روایت میں اس پیشگوئی کا ذکر موجود ہے ۔ چنانچہ

روایت ہے:

"ثمّ ان عیسیٰ یتزوّج امرأة ...... ویولد له منها مولود"

یعنی "پھر عیسیٰ ایک عورت سے شادی کریں گے اور اس کے بطن سے آپ کے ہاں ایک عظیم بیٹا پیدا ہوگا۔"

(معجم أحادیث الامام المہدی جلد ۳ صد ۱۲۳)

پانچویں صدی ہجری کے ایک شامی بزرگ حضرت امام یحییٰ بن عقب نے ایک قصیدہ بزبان عربی برحالات و فتن آخرالزّماں تحریر فرمایا ہے۔ اس قصیدہ میں امام مہدی کے ذکر کے بعد اس کے ایک جانشین کا ذکر کرتے ہوئے اس کا نام "محمود" بتایا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

ومحمودٌ سیظهر بعد هٰذا
وسیملك الشام بلا قتال

(شمس المعارف الکبریٰ حصہ اوّل از شیخ احمد بن علی ...)

یعنی "امام مہدی کے بعد ان کا جانشین "محمود" ظاہر ہوگا جو ملک "شام" کو بلا جنگ و قتال فتح کرے گا۔"

اسی طرح بحارالانوار میں ایک پیشگوئی ان الفاظ میں درج ہے:

"فیخرج رجل من ولد صخر فیبدّل الرّایات السود بالحمر فیبیح المحرّمات ویترك النّساء بالثّدایا معلّقات وهو صاحب نهب الکوفة ...... فعندها یظهر ابن النّبی المهدی"

(بحارالانوار جلد ۵۱ صد ۱۶۳ - بیروت)

یعنی "ایک آہنی مرد خروج کرے گا جو سیاہ جھنڈوں کو سرخ جھنڈوں میں تبدیل کر دے گا اور محرّمات کو جائز قرار دے دے گا۔ دودھ پلانے والی عورت کو معلّقہ چھوڑ دے گا اور وہ کوفہ کو تباہ کرنے والی قوم سے تعلق رکھنے والا (یعنی ہلاکو خان کے علاقے سے یعنی رُوس سے تعلق رکھے گا) ہوگا۔ اس

وقت خدا کے نبی امام مہدیؑ کا بیٹا ظہور کرے گا۔"

اِس سے مراد سوشلسٹ انقلاب ہے

سلسلۂ سہروردیہ کے مشہور بزرگ سید صدر الدین (متوفی ۸۲۹ھ) نے بھی اپنی ایک نظم میں اِس پیشگوئی کا ذکر فرمایا ہے : ؎

محمود احمد تاج دیں مزدور بینی ہر طرف
شادی قبولا زیر کا مقطع شدہ ہم مشتہر

(تحفہ نصائح صفحہ ۱۲ ناشر ملک سراج الدین اینڈ سنز لاہور
بحوالہ چودھویں صدی کی غیر معمولی اہمیت صفحہ ۱۵۸)

یعنی "جب دین کا تاج "محمود احمد" کے سر پر پہنایا جائے گا تو اس وقت ہر طرف مزدور نظر آئیں گے (مزدوروں کی حکومت یعنی سوشلزم کی طرف اشارہ ہے)۔"

چنانچہ مندرجہ بالا پیشگوئیوں اور ان میں مذکور شرائط کے عین مطابق حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ نے ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو ایک عظیم الشّان بیٹے سے نوازا۔ جن کا نام پیشگوئیوں کے عین مطابق الہامِ الٰہی کی بناء پر "محمود" رکھا گیا۔

حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کی وفات کے بعد آپ کے دوسرے جانشین منتخب ہوئے اور تقریباً باون سال تک تختِ خلافتِ مہدی پر متمکّن رہے۔ آپ ہی کے زمانے میں "سرخ جھنڈوں" کی حکومت یعنی اشتراکیت کی بنیاد رکھی گئی اور آپ ہی وہ پہلے خلیفۃ المسیح ہیں جن کو "شام" کے ملک میں بحیثیت خلیفہ مسیح موعودؑ کا روحانی پیغام پہنچانے کی توفیق ملی اور شام کی روحانی فتح کی بنیاد رکھی گئی۔

اِس طرح اس موعود بیٹے کی پیدائش اور اس کے زمانۂ خلافت میں پیدا ہونے والے حالات کے ذریعے مسیح موعود کی یہ علامت بھی بڑی شان سے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السّلام کے حق میں پوری ہوئی۔

بادلوں کا سایہ

حضرت امام مہدی علیہ السّلام کی صداقت کی ایک نشانی احادیث میں بایں الفاظ بیان ہوئی ہے:

"أخرج ابونعیم انّہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قال:
یخرج المَہدی وعلی رأسہ غمامۃٌ و
معہ منادٍ یُنَادی ھٰذا المَہدی خلیفۃ اللہ
فاتّبعوہ" (الفتاوی الحدیثیۃ ص۳۷)

ترجمہ: "ابونعیم نے ایک روایت بیان کی ہے کہ آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام مہدی کے سر پر ایک بادل سایہ کرے گا اور اس میں سے ایک پکارنے والا یہ اعلان کرے گا کہ یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے پس تم اس کی اتّباع کرو۔"

صاحب اقتراب السّاعۃ لکھتے ہیں:

"ان کے سر پر ایک بادل سایہ کرے گا اس میں سے ایک پکارنے والا پکارے گا ھٰذا المَہدی خلیفۃ اللہ فاتّبعُوہٗ۔"

(اقترابُ السّاعۃ ص۶۵)

حضرت جعفر بن محمدؒ نے اس روایت کو مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان فرمایا ہے

"ویظھر فی آخر الزّمان علی رأسہ غمامۃٌ
تُظِلُّہٗ من الشّمس تدور معہٗ حیثما دار
تُنَادی بِصَوتٍ فصیحٍ ھٰذا المَہدی"

(معجم أحادیث الامام المہدی جلد۳ ص۳۵۵)

ترجمہ: "وہ موعود آخری زمانے میں ظاہر ہوگا۔ اس کے سر پر ایک بادل ہوگا۔ جو اسے سورج سے سایہ کرے گا وہ موعود جس طرف رخ کرے گا اُدھر ہی بادل بھی رخ کرے گا اور وہ (بادل) بلند آواز سے اعلان کرے گا کہ یہ مہدی ہے۔"

امام مہدی کی صداقت کا یہ عظیم الشان نشان بھی مختلف پہلوؤں سے حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کے وجود میں پورا ہوا۔ جس کا مختصر بیان ذیل میں کیا جاتا ہے۔

ایک عجیب و غریب واقعہ:

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ان سے حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ جب میں کسی سفر سے واپس قادیان آرہا تھا تو میں نے بٹالہ پہنچ کر قادیان کے لئے یکہ کرائے پر کیا۔ اس یکہ میں ایک ہندو سواری بھی بیٹھنے والی تھی۔ جب ہم سوار ہونے لگے تو وہ ہندو جلدی سے اس طرف چڑھ گیا جو سورج کے رخ سے دوسری جانب تھی اور مجھے سورج کے سامنے بیٹھنا پڑا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ جب ہم شہر سے نکلے تو ناگاہ بادل کا ایک ٹکڑا اٹھا اور میرے اور سورج کے درمیان آگیا اور ساتھ ساتھ آیا خاکسار نے والدہ صاحبہ سے دریافت کیا کہ کیا وہ ہندو پھر کچھ بولا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا، یاد پڑتا ہے کہ حضرت صاحب نے فرمایا تھا کہ پھر اس ہندو نے بہت معذرت کی اور شرمندہ ہوا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ وہ سخت گرمی کے دن تھے۔"

خاکسار (حضرت مرزا بشیر احمد صاحب — ناقل) عرض کرتا ہے کہ یہی روایت مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے بھی بیان کی ہے۔ انہوں نے خود

حضرت مسیح موعودؑ سے یہ واقعہ سُنا تھا صرف یہ اختلاف ہے کہ مولوی صاحب نے بٹالہ کی جگہ امرتسر کا نام لیا اور یقین ظاہر کیا اس بات پر کہ اس ہندو نے اس خارق عادت امر کو محسوس کیا تھا اور بہت شرمندہ ہوا تھا۔"

(سیرۃ المہدی مؤلفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب جلد ۱ صفحہ روایۃ ۔ مطبوعہ قادیان ۱۹۳۵ء)

اب دیکھ لیجئے کہ کس طرح بادل کے ایک ٹکڑے نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سورج کی تپش سے محفوظ رکھا اور سارا رستہ "تَدُوْرُ حَيْثُمَا دَارَ" کا مصداق بن کر آپ کے ساتھ رہا اور بزبانِ حال یہ پکارتا رہا کہ آج سے تیرہ سو سال قبل حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی پیشگوئی "مرزا غلام احمد قادیانیؑ" کے حق میں پوری ہو رہی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ "هٰذَا الْمَهْدِيُّ خَلِيفَةُ اللّٰهِ فَاتَّبِعُوْهُ"

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے حق میں خدا کے اس حیرت انگیز سلوک کے ذریعے بھی پوری ہوئی جو بارش اور بادلوں کے واسطے سے حضرت مسیح موعودؑ کے حق میں روا رکھا گیا۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بیان فرماتے ہیں:

"بیان کیا ہم سے قاضی امیر حسین صاحب نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ عجیب تھا کہ قادیان میں دو دن گرمی نہیں پڑتی تھی کہ تیسرے دن بارش ہو جاتی تھی۔ جب گرمی پڑتی تو ہم حضرت صاحب سے کہتے کہ حضور بہت گرمی ہے، تو دوسرے دن بارش ہو جاتی تھی نیز مولوی سید سرور شاہ صاحب نے بیان کیا کہ اس زمانے میں کبھی فصلوں کے متعلق بھی کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ خاکسار نے گھر آ کر والدہ صاحبہ (حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ ـــ ناقل) سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت صاحب جب فرماتے تھے کہ آج بہت

گرمی ہے تو عموماً اسی دن یا دوسرے دن بارش ہو جاتی تھی۔"
(سیرۃ المہدی جلد اوّل ص۵ روایت ۲۰)

بارش اور برفباری کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی اور اس کا ظہور

امام مہدی کی صداقت کا یہ نشان حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے وجودِ اقدس میں آپ کی اس حیرت انگیز پیشگوئی کے ذریعے بھی پورا ہوا جو ۵ مئی ۱۹۰۶ء کو مشتہر کی گئی اور جس کے الفاظ یہ تھے :-

"پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن"

اس الہامِ الٰہی کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا :
"ثلج کا لفظ عربی ہے اس کے ایک تو یہ معنی ہیں کہ وہ برف جو آسمان سے پڑتی ہے اور شدتِ سردی کا موجب ہو جاتی ہے اور بارش اس کے لوازم سے ہوتی ہے اس کو عربی میں ثلج کہتے ہیں۔
ان معنوں کی بناء پر اس پیشگوئی کے یہ معنی معلوم ہوتے ہیں کہ بہار کے دنوں میں آسمان سے ہمارے ملک میں خدا تعالیٰ غیر معمولی طور پر آفتیں نازل کرے گا اور برف اور اس کے لوازم سے شدتِ سردی اور کثرتِ بارش ظہور میں آئے گی اور دوسرے معنی اس کے عربی میں اطمینانِ قلب حاصل کرنا ہے یعنی انسان کو کسی امر پر ایسے دلائل اور شواہد میسر آ جائیں جس سے اس کا دل مطمئن ہو جائے اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ فلاں تقریر موجبِ ثلجِ قلب ہو گئی......

اگر خدا تعالیٰ کے نزدیک اس جگہ ثلج کے دوسرے معنی ہیں یعنی یہ کہ ہر ایک شک و شبہ دور کرنا اور پوری تسلی بخشنا، تو اس جگہ اس فقرے سے یہ بھی مراد ہو

گی کہ...... بہار کے موسم میں ایک ایسا نشان ظاہر ہوگا جس سے ثلجِ قلب ہو جائے گی...... اس الہام پر زیادہ غور کرنے سے یہ بھی قرینِ قیاس معلوم ہوتا ہے کہ بہار کے دنوں تک نہ صرف ایک نشان بلکہ کئی نشان ظاہر ہو جائیں گے اور جب بہار کا موسم آئے گا تو اس قدر تواتر نشانوں کی وجہ سے دِلوں پر اثر ہوگا کہ مخالفین کے منہ بند ہو جائیں گے...... لیکن اگر برف اور بارش کے معنی ہوئے تو خدا تعالیٰ کوئی اور سماوی آفت نازل کرے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(بدر جلد ۲ صفحہ ۱۹ مؤرخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۲ و الحکم جلد ۱۰ عدد ۱۶ صفحہ ۱۔ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی ان ہر دو پہلوؤں سے بڑی شان کے ساتھ اور حیرت انگیز طور پر پوری ہوئی جس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"دیکھو ثلج کے آنے کے دن والی پیشگوئی کس طرح پوری ہو گئی اور مَیں نے اس کے دو پہلو لئے تھے ایک تو یہ کہ خدا کچھ ایسے نشان دکھائے جنکی وجہ سے لوگوں پر حجت قائم ہو جائے اور دل تسکین پکڑ جائے اور دوسرا یہ کہ سخت بارش اور سردی اور ژالہ باری ہو جو ایک زمانۂ دراز سے کبھی نہ ہوئی ہو تو خدا نے یہ دونوں پہلو پورے کر دیئے۔ یہ نشان اس طرح متواتر ظہور میں آئے کہ نہ صرف پنجاب بلکہ یورپ اور امریکہ پر بھی حجت قائم ہو گئی یعنی ڈوئی کی موت سے...... بس یہ ایک نشان تھا جس نے تمام یورپ اور امریکہ پر اور سعد اللہ (لدھیانوی ــــ ناقل) کی موت نے ہندوستان پر حجت قائم کر دی ہے...... پھر یہی نہیں اصل الفاظ میں بھی یہ پیشگوئی کھلے طور پر پوری ہو گئی یعنی اس بہار کے موسم میں جیسا کہ لکھا گیا تھا کہ بہار کے موسم میں ایسا ہوگا ایسی سخت سردی اور بارش اور ژالہ

جاری ہوئی ہے کہ دُنیا چیخ اٹھی ہے۔"

(بدر جلد ۶ ع ۱۷ صفحہ ۶ مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء)

اسی طرح فرماتے ہیں :

" یہ پیشگوئی جو مع تشریح رسالہ" ریویو آف ریلیجنز" اور پرچہ اخبار بدر اور" الحکم" میں اس کے ظہور سے نو ماہ پہلے لکھی گئی تھی اور ظہور کا لئے بہار کا موسم معیّن کیا گیا تھا۔ صفائی سے پوری ہو گئی یعنی جب عین بہار کا موسم آیا اور باغ پھولوں اور شگوفوں سے بھر گئے تب خدا تعالیٰ نے اپنا وعدہ اسطرح پر پورا کیا کہ کشمیر اور یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں یہ برفباری حد سے زیادہ ہوئی...... لیکن اس ملک میں بموجب پیشگوئی کے خاص اس حصّہ ملک میں وہ شدّت سردی اور کثرتِ بارش ہوئی کہ ملک فریاد کر اٹھا اور ساتھ ہی بعض حصّہ میں اس ملک کے اس قدر برف پڑی کہ لوگ حیران ہو گئے کہ کیا ہونے والا ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۷۲)

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کی پیشگوئی کے عین مطابق ۱۹۰۷ء کے موسم بہار میں آسمان پر بادلوں کا سایہ، بادلوں کی گرج اور بجلی کی کڑک بارشوں کا غیر معمولی سلسلہ اور خلافِ معمول برفباری حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی صداقت پر مہرِ تصدیق ثبت کر گئی اور آسمان سے پکارنے والا یہ منادی بادل زبانِ حال سے یہ پکارتا رہا۔

" ھٰذا خلیفۃ اللہ المھدی فاتّبعوہ "

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی پیشگوئی کے عین مطابق بارشوں کا جو یہ غیر معمولی سلسلہ شروع ہوا۔ اس کی شدّت اور اس کے خلافِ معمول ہونے کی گواہی خود اس زمانے کے اخبارات نے بھی دی۔ یہاں تک کہ ایک مخالف اخبار" اہلحدیث" امرتسر نے تو یہ بھی تسلیم کیا کہ یہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی پیشگوئی کا نتیجہ ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے :

" اس ہفتے میں اس طرح میں ملکہ کل پنجاب میں بارش کا سلسلہ لگاتار رہا۔

۱۹ر کی شب کو سخت ژالہ باری ہوئی۔ کرشن جی قادیانی کو الہام ہوا ہے
آسمان ٹوٹ پڑا۔ فرمایا کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہونے والا ہے۔"

(اخبار "اہلحدیث" امرتسر ۲۲ر فروری ۱۹۰۷ء صـ۱۱)

ے دشمن خود پکار اٹھے صداقت اس کو کہتے ہیں

لاہور سے نکلنے والا ہندو اخبار لکھتا ہے:

" لاہور میں یہ حال ہے کہ دو ہفتے سے زیادہ عرصہ سے بادل پیچھے لگ رہے ہیں اور لوگوں کو بجائے خوش کرنے کے پریشان کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ بادل اس وقت تک آسمان پر بدستور منڈلاتے ہیں۔ اب تو سب لوگ چاہتے ہیں کہ بارش بند ہو اور دھوپ کی صورت نظر آئے۔۔۔۔۔ ان ایّام میں ایسی بارش سالہائے دراز کے بعد نصیب ہوئی ہے!"

(اخبار عام لاہور مؤرخہ ۱۲ر فروری ۱۹۰۷ء صـ۲)

پھر یہی اخبار لکھتا ہے:

" کبھی بارش اور کبھی برفباری اور کبھی ژالہ زدگی پھر بادلوں کا انبار ہر وقت بُرقعہ پوش نظر آتا ہے۔ سورج اور دھوپ دیکھنے کو لوگ ترس رہے ہیں۔۔۔۔۔ بعض وقت دھواں دھار بادلوں کی وجہ سے دن کے وقت اندھیرا ہو جاتا ہے۔"

("اخبارِ عام" لاہور ۲۶ر فروری ۱۹۰۷ء)

اخبار "نور افشاں" نے لکھا:

" ہانگ کانگ میں اس شدّت سے بارش ہوئی کہ دس منٹ کے اندر بندرگاہ کے آس پاس تقریباً ایک صد چینی ہلاک ہوئے۔"

("نور افشاں" ۲۲ر فروری ۱۹۰۷ء)

اسی اخبار نے اپنی اشاعت ۲۳ر فروری ۱۹۰۷ء میں لکھا:

" بمقام آدمی نیوز ہفتہ ہذا میں اس زور و شور کی بارش ہوئی کہ برسات کو بھی مات کر دیا اور دو تین مرتبہ شدّت سے ژالہ باری بھی ہوئی۔"

جہاد بالسیف کا التواء

احادیث و روایات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ موعود آخر الزمان کے عہد میں تلوار کے جہاد کو اس کی شرائط کے مفقود ہونے کی وجہ سے ملتوی کر دیا جائے گا اور مہدی موعود جہاد بالسیف سے کام لینے کی بجائے اس وقت کے لئے اس کے عدم جواز کا فتویٰ دیگا چنانچہ آنحضورؐ فرماتے ہیں :

"والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصّلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب ویفیض المال حتّٰی لا یقبلہ احد"

(بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ ابن مریم جلد ۲ صفحہ ۶۹ ناشر نور محمد اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی)

ترجمہ : "مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ ضرور تم میں ابن مریمؑ نازل ہوں گے۔ اس حال میں کہ وہ حکم اور عدل ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کرینگے اور وہ جنگوں کا خاتمہ کر دینگے اور وہ مال بہائیں گے یہاں تک کہ اسے (مال کو) قبول کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔"

ایک دوسری روایت میں ہے :

"عن سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ حتّٰی تَضَعَ الحرب أوزارھا قال خروج عیسیٰ بن مریم علیہ السّلام"

(تفسیر در منثور جلد ۶ زیر آیت حتّٰی تضع الحرب أوزارھا)

ترجمہ: "حضرت سعید بن جبیرؒ نے آیتِ قرآنی "حتّٰی تضع الحرب أوزارھا" (یہاں تک کہ جنگ اپنے ہتھیار رکھ دے) کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے مراد حضرت عیسٰی کے ظہور کا زمانہ ہے۔"

تفسیر درِّ منثور میں ہی ایک دوسری روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

عَنْ أَبِی ھُرَیرۃَ رَضی اللّٰہ عَنہ عن النّبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وَسلّم قال یوشك من عَاش منکم ان یلقٰی عیسٰی ابن مریم اماماً مَھدیًّا و حکمًا عدلًا فیکسر الصّلیب ویقتل الخنزیر وتوضع الجزیۃ وَتضع الحرب أوزارھا۔"

(تفسیر درِّ منثور جلد ۶ صفحہ ۴۷ زیرِ آیت "تضع الحرب اوزارھا")

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی زندگی میں حضرت عیسٰی ابنِ مریم سے ملاقات کرے اِس حال میں کہ وہ یعنی ابنِ مریم امام مہدی بھی ہوں اور حکم و عدل بھی۔ وہ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے۔ ان کے زمانے میں جزیہ نہیں لیا جائے گا۔ اور جنگ اپنے ہتھیار رکھ دے گی۔"

ابن ماجہ کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

قالَ رَسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وَسلّم یکون عیسٰی ابن مَریم علیہ السّلام فی امّتی حکمًا عَدلًا و امامًا مقسطًا ...... وتضع الحرب أوزارھا"

(سننِ ابنِ ماجہ باب فتنۃ الدّجال وخروج عیسٰی ابن مریم)

ترجمہ: "آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میری امّت میں عیسٰی ابن مریم حکم و عدل اور انصاف پسند امام کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ اس زمانہ میں "جنگ اپنے ہتھیار رکھ دے گی۔"

موعود آخر الزّمان کے عہد میں جنگوں کے خاتمے کے متعلق باین الفاظ مذکور ہے:

لا ینقطع الجهاد حتّی ینزل عیسیٰ ابن مریمؑ

(عہدِ نبوّت کے ماہ وسال از مخدوم ہاشمی سندھی
مترجم: مولوی محمدّ یوسف لدھیانوی صث۳۱۲)

ترجمہ: "یعنی عیسیٰ ابن مریم کے نزول تک جہاد منقطع نہیں ہو گا۔"

بیرھویں صدی میں ظاہر ہونے والے نائیجریا کے نامور بزرگ اور تیرھویں صدی کے مغربی افریقہ کے مجدّد حضرت عثمان ڈان فودیو علیہ الرّحمۃ نے بھی فرمایا تھا کہ:

"ہمارا جہاد امام مہدی کی آمد تک جاری رہے گا۔"

(الفاق المیسور از محمد بیلو)

حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کا اعلان بابت التوا جہاد بالسّیف

مندرجہ بالا حوالہ جات سے بخوبی واضح ہے کہ موعود آخر الزّمان جہاد بالسّیف سے کام نہیں لے گا بلکہ جہاد بالسّیف کی شرائط مفقود ہونے کی وجہ سے اس کے التوا کا فتویٰ صادر فرمائے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ السّلام نے مندرجہ ذیل اعلان فرمایا:

"دیکھو میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے اور یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔ صحیح بخاری کی اس حدیث کو سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے کہ یضع الحرب یعنی مسیح جب آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا سو میں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ان خیالات (یعنی جنگ و قتال اور خونریزی ... قتل) کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں ..... زمین

پر مسلح پھیلا ویں کہ اس سے ان کا دین پھیلے گا۔"
(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد ۱۷ صـ۱۵)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں :

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے — دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نورِ خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو — جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو
کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر — کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سید کونین مصطفیٰ — عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا
الفتنہ یہ مسیح کے آنے کا ہے نشاں — کر دے گا ختم آکے وہ دیں کی لڑائیاں
ایسا گماں ۔ مہدیٔ خونی بھی آئے گا — اور کافروں کے قتل سے دیں کو بڑھائے گا
اے غافلو یہ باتیں سراسر دروغ ہیں — بہتاں ہیں بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صـ۷۷ تا ۷۹)

اسی طرح فرماتے ہیں :

"لا شكّ انّ وجوه الجهاد معدومة في هذا الزمن وهذه البلاد فاليوم حرامٌ على المسلمين ان يُحاربوا للدّين وان يقتلوا من كفر بالشرع المتين فانّ الله صرّح حُرمة الجهاد عند زمان الامن والعافية وندّد الرّسول الكريم بانّه من المناهي عند نزول المسيح في الأُمّة"
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صـ۸۲ روحانی خزائن جلد ۱۷)

ترجمہ :" اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس زمانے اور ہمارے اس ملک میں شرائط جہاد معدوم و مفقود ہیں۔ لہٰذا اس زمانے میں مسلمانوں کے لئے حرام ہے کہ وہ دین کے لئے جنگ و قتال کریں یا اس شخص کو قتل کریں جو شریعت کا انکار کرے اللہ تعالیٰ نے یقیناً امن و سلامتی کے زمانے میں جہاد کی حرمت کا واضح اعلان فرما دیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرما دیا ہے کہ امت میں حضرت عیسیٰ کے نزول کے زمانے میں ایسا جہاد کرنا ممنوعاتِ دین میں سے ہے۔"

جہاد بالسّیف کے التواء کی وجوہات

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ "جہاد بالسّیف" کی تعلیم تو خود قرآن میں بھی موجود ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی سے ہمیں اس کا ثبوت ملتا ہے، خلفاءِ راشدین نے اپنے ادوارِ خلافت میں مذہبی جنگوں سے کام لیا۔ ابھی ہمارے زمانے کے قریب ہی ہندوستان میں حضرت سید احمد شہید بریلوی رح نے سکھوں کے خلاف تلوار کا جہاد کیا۔ تو پھر آخر کیا وجہ ہے کہ مسیح موعودؑ کے زمانے میں اس اہم تعلیم کو معرضِ التواء میں ڈال دیا جائے گا آخر کیوں نہ اِن احادیث و روایات کو خلاف تعلیم قرآن اور معارضِ سنّتِ رسولؐ سمجھ کر رد کر دیا جائے اور ان روایات کی طرف نظرِ التفات نہ کی جائے ؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ " التوائے جہاد" کے متعلق بیان شدہ یہ روایات اور ان کی بناء پر حضرت بانی سلسلۂ احمدیہ کا جہاد بالسّیف کے التواء کا فتویٰ ہرگز ہرگز قرآنی تعلیم جہاد کے منافی و متضاد نہیں بلکہ قرآن و سنّت کے عین مطابق ہے۔ البتہ اس زمانے میں جہاد بالسّیف کا فتویٰ دینا یا عملی طور پر اپنے آپ کو اس میں شامل کرنا یقیناً خلافِ قرآن و سنّت کہلائے گا۔ کیونکہ اسلام میں جہاد بالسّیف کو بعض شرائط سے منسلک کر دیا گیا ہے۔ ان شرائط کی موجودگی میں جہاد بالسّیف فرض قرار پائے گا اور ان کی عدم موجودگی میں جہاد بالسّیف حرام اور ممنوع ہوگا۔ چونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کی طرف سے نزولِ مسیح کے زمانہ

کے حالات کی خبر دے دی گئی تھی لہٰذا ان حالات کی وجہ سے آنحضورؐ نے باعلامِ الٰہی یہ پیشگوئی فرمائی کہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں جنگ و قتال جو محض مذہبی بنیادوں پر ہو اسلامی تعلیم کی رُو سے حرام قرار پائے گا لہٰذا مسیح موعود اس زمانے کے لئے جہاد بالسیف کے اِلتوا کا اِعلان کرے گا:

قرآن و حدیث میں جہاد بالسیف کی شرائط:

جہاد بالسیف کن حالات میں فرض اور کن حالات میں حرام ٹھہرتا ہے؟ اس کی وضاحت کے لئے مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ ملاحظہ ہوں:

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱) اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ ۙ ۝ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا ؕ وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝

(الحج آیت نمبر ۴۰-۴۱)

ترجمہ: "وہ لوگ جن سے جنگ کی جا رہی ہے ان کو بھی جنگ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور اللہ ان کی مدد پر قادر ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کو اُن کے گھروں سے صرف اتنا کہنے پر کہ اللہ ہمارا رب ہے بغیر کسی جائز وجہ کے نکالا گیا اور اگر اللہ ان (یعنی کفار) میں سے بعض کو بعض کے ذریعے سے باز نہ رکھتا تو گرجے اور یہودیوں کی عبادت گاہیں اور

مسجدیں جن میں اللہ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے، برباد کر دیئے جاتے اور اللہ یقیناً اس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرے گا اللہ یقینا بہت غالب اور طاقت والا ہے۔"

(۲) وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ○

(البقرة : ۱۹۰)

ترجمہ: "اور اللہ کے رستے میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور تم زیادتی نہ کرو یقیناً اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

(۳) "وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ ۖ فَإِنِ انتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ" (البقرہ آیت ۱۹۳)

ترجمہ: "اور تم ان لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرو کہ ملک میں کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور دین خدا ہی کے لئے ہو جائے۔"

(۴) وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا (الانفال آیت ٦٢)

ترجمہ: "اور اگر یہ کفار صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی صلح کی طرف جھک جاؤ۔"

(۵) "وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ"

(توبہ : ٦)

ترجمہ: "اگر کوئی مشرک تم سے پناہ کا خواستگار ہو تو تم اسے پناہ دو۔"

(٦) لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن

تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ (الممتحنة : ۹)

ترجمہ : "نہیں منع کرتا اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں سے جنہوں نے تمہارے ساتھ دین کے معاملہ میں نہ تو لڑائی کی ہے اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے کہ تم ان سے ہمدردی کا سلوک کرو اور ان سے انصاف و احسان کا معاملہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

(۷) لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (المائدہ : ۹)

ترجمہ : "تمہیں کسی قوم کے ساتھ دشمنی ناانصافی پر آمادہ نہ کرے بلکہ تم (دشمن کے ساتھ بھی) عدل و انصاف سے پیش آؤ کہ تقویٰ کے یہی بات قریب ترین ہے۔"

احادیث نبویہ :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

i: لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْئَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا (بخاری و مسلم)

ترجمہ : "تم دشمن کے مقابلے کی خواہش ہرگز نہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ سے امن و عافیت کے خواہاں رہو اور اگر تمہاری خواہش کے خلاف حالات کی مجبوری سے دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو پھر ثابت قدمی دکھاؤ۔"

ii: مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ

ترجمہ : "جو شخص کسی معاہد کو قتل کرے گا۔ وہ جنت کی ہوا نہ پا سکے گا۔"

اسی طرح حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے۔

أنَّ اللّٰہ یقول وقاتلوهم حتّٰی لا تکون فتنة۔
قالَ ابن عُمَر قَدْ فَعَلْنَا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اذ کان الاسلام قلیلاً فکان
الرّجل یُفْتَنُ فِیْ دینہٖ امَّا یقتلوہُ وَاَمَّا یُوثقوہُ
حتّٰی کَثُرَ الاَسْلَامُ فَلَمْ تَکُنْ فِتْنَةٌ

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ الانفال)

ترجمہ: "حضرت ابنِ عمرؓ آیتِ قرآنی "حتّٰی لا تکون فتنة و یکون الدین للّٰہ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ہم نے آنحضورؐ کے زمانے میں ایسا ہی کیا جبکہ مسلمان تھوڑے تھے اور جو شخص مسلمان ہو جاتا اسے اس کے دین کی وجہ سے دکھ دیا جاتا تھا بعض کو کفّار قتل کر دیتے تھے اور بعض کو قیدی بنا لیتے۔ جب مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی تو پھر یہ فتنہ باقی نہ رہا"

اس روایت سے "فتنہ" کی تفسیر بھی سامنے آگئی جس کی وجہ سے کہ جنگ کا حکم دیا گیا تھا۔

مندرجہ بالا آیات و روایات سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہو جاتا ہے کہ:

۱: اسلام میں صرف دفاعی جنگ کی اجازت ہے یعنی یہ کہ جنگ میں پہل کفّار کی طرف سے ہونے کی صورت میں جنگ کی اجازت ہے۔

۲: جارحانہ جنگ کی اجازت نہیں۔

۳: بزورِ شمشیر کسی کو مسلمان بنانے کی اجازت نہیں۔

۴: صلح کی طرف مائل کفّار سے صلح کرنا ضروری ہے۔

۵: معاہد کے ساتھ جنگ کی اجازت نہیں بشرطیکہ وہ معاہدہ پہ کاربند ہو۔

۶: بلا وجہ و بلا اشتعال کسی سے جنگ کی اجازت نہیں۔

زیادتی کرنے والا خدا کی ناراضگی کا مستوجب ہو گا۔

۷: زیادتی کرنے والا خدا کی ناراضگی کا مستوجب ہو گا۔
۸: مندرجہ بالا شرائط نہ ہونے کی وجہ سے جہاد بالسیف ممنوع اور حرام ہو گا۔

چونکہ حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کے زمانے میں جہاد بالسیف کی تمام شرائط مفقود تھیں لہٰذا آپ نے جہاد بالسیف کو اپنے زمانے میں ممنوع اور حرام قرار دیا۔ اسی کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں :

"خدا تعالیٰ نے میرے پر یہ ظاہر فرمایا ہے کہ یہ تمام باتیں بے اصل اور جھوٹ ہیں کہ کوئی ایسا مہدی یا مسیح دنیا میں آئے گا کہ جو مذہب اور دین کے پھیلانے کے لئے خونریزیاں کرے گا خدا نے ہرگز نہیں چاہا کہ اس طور سے دین کو پھیلاوے۔ اگر ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں مخالفوں سے لڑائیاں ہوئی تھیں تو وہ لڑائیاں دین کے پھیلانے کے لئے ہرگز نہ تھیں صرف بطور مدافعت کے تھیں یعنی محض اس لئے ہوئی تھیں کہ اس وقت کے مخالف جاہلانہ مذہبی تعصب سے مسلمانوں کو روئے زمین سے نابود کرنا چاہتے تھے، ان کو قتل کرتے تھے اور بڑی بڑی تکلیفیں دیتے تھے اور نہیں چھوڑتے تھے کہ اسلام کیلئے آزادی سے وعظ کیا جائے سو ان مجرمانہ حرکات کے بعد سزا دہی کے طور پر وہ لوگ قتل کئے گئے جنہوں نے ناحق بے گناہ محض مذہبی کینہ سے مسلمانوں کو قتل کیا تھا مگر اب مذہبی کینہ اور تعصب سے مسلمانوں کو کوئی قتل نہیں کرتا اور مذہب کے لئے ان پر کوئی تلوار نہیں چلاتا...... پھر جس حالت میں اسلام کے نابود کرنے کے لئے کوئی تلوار نہیں اٹھاتا تو سخت جہالت اور قرآن کی مخالفت ہے کہ دین کے بہانے سے تلوار اٹھائی جائے۔"

(کشف الغطاء۔ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۰۶)

جہاد بالسیف کے بارے میں دیگر علمائے زمانہ کے نظریات :

جہاد بالسیف کے التواء کے متعلق جو فتویٰ حضرت مسیح موعودؑ نے دیا۔ اس کی تائید میں بہت سے دیگر ہم عصر علماء و مشائخ نے بھی فتوے دیئے۔ ذیل میں چند علماء کے فتاویٰ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے اشد مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں :

"مسلمان رعایا کو اپنی گورنمنٹ سے (خواہ وہ کسی مذہب، یہودی، عیسائی وغیرہ پر ہو اور اس کے امن و عہد میں وہ آزادی کے ساتھ شعار مذہبی ادا کرتی ہو) لڑنا یا اس سے لڑنے والوں کی جان و مال سے اعانت کرنا جائز نہیں ہے بناءً علیہ اہلِ اسلام ہندوستان کے لئے گورنمنٹ انگریزی کی مخالفت و بغاوت حرام ہے۔"

(رسالہ اشاعۃ السنّۃ جلد ۶ نمبر ۱۰ صفحہ ۲۸۷)

اخبار زمیندار لاہور کے ایڈیٹر مولوی ظفر علی خان لکھتے ہیں :

"مذہبی آزادی اور امن و امان کی موجودگی میں بھی اگر کوئی بدبخت مسلمان گورنمنٹ سے سرکشی کی جرأت کرے تو ہم ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ وہ مسلمان نہیں۔"

(اخبار زمیندار لاہور ۱۱ نومبر ۱۹۱۱ء)

بانیٔ دارالعلوم علی گڑھ جناب سر سید احمد خان صاحب فرماتے ہیں :

"مسلمان ہماری گورنمنٹ کے مستامن تھے کسی طرح گورنمنٹ کی عملداری

میں جہاد نہیں کر سکتے تھے۔"

(اسبابِ بغاوت ہند از سر سید احمد خاں صاحب ص۱۰۵-۱۰۶
مطبوعہ اردو اکیڈمی سندھ۔ مشن روڈ، کراچی)

جناب خواجہ حسن نظامی صاحب نے بایں الفاظ اپنا فتویٰ دیا:

"انگریز نہ ہمارے مذہبی امور میں دخل دیتے ہیں نہ اور کسی کام میں زیادتی کرتے ہیں جس کو ظلم سے تعبیر کر سکیں۔ نہ ہمارے پاس سامانِ حرب ہے۔ ایسی صورت میں ہم لوگ ہرگز ہرگز کسی کا کہنا نہ مانیں گے اور اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالیں گے۔"

مولوی احمد رضا خان بریلوی کا فتویٰ بھی ملاحظہ ہو!

"ہندوستان دار السلام ہے اور اسے دار الحرب کہنا ہرگز صحیح نہیں۔"

(نصرالابرار ص۲۹ مطبع صحافی — لاہور
مطبوعہ ۱۷ ربیع الاوّل ۱۳۰۶ھ ۱۸۸۸ء)

فرقہ ناجیہ کی پہچان

ہمارے سید و مولا فخرِ دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانے میں امتِ مسلمہ کے باہمی انتشار اور افتراق کی بھی پیشگوئی فرمائی تھی اور اس زمانے میں حق اور باطل پہ قائم ہر دو گروہوں کی نشاندہی بھی بڑی وضاحت و صراحت سے بیان فرما دی تھی۔ آپ فرماتے ہیں:

"وَالَّذِی نفس محمّد بیدہ لتفترقن امّتی علیٰ ثلاثٍ وسبعین فرقةً فواحدة فی الجنة وثنتان وسبعون فی النّار قیل یارسول اللّٰہ مَنْ قَالَ الجَماعةُ"

(سنن ابن ماجہ باب افتراق الامم)

ترجمہ: "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمّد کی جان ہے میری امّت تہتّر فرقوں میں بٹ جائے گی جس میں سے ایک جنتی ہوگا اور بہتّر فرقے آگ میں ہوں گے۔ آنحضورؐ سے پوچھا گیا وہ (جنّت میں جانے والے لوگ) کون ہوں گے؟ تو آپ نے فرمایا (ھو الجماعة) وہ جماعت کی صورت میں ہوں گے۔"

ایک دوسری روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں۔

"عن عبد اللّٰہ بن عمرؓ قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وَسلّم لیأتینّ علیٰ امّتی ما أتی علیٰ بنی اسرائیل حذو النعل بالنّعل حتّی ان کان منھم من أتی امّہٗ علانیّة لکان فی امّتی من یَصْنَعُ ذٰلك وانّ بنی اسرائیل تفرّقت علیٰ اثنتین وسَبعین ملّة وتفترق امّتی علیٰ ثلاثٍ وسَبعین ملّة کلّھم فی النّار الّا ملّة واحدةً قالوا من ھی یارسول اللّٰہ قال ما أنا علیہ واُصحابی"

(ترمذی ابواب الایمان باب افتراق ھذہ الامّة)

ترجمہ: "حضرت عبداللّٰہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضورؐ نے فرمایا میری امّت پر بھی ویسے ہی حالات وارد ہوں گے جو بنی اسرائیل پر آئے تھے اور آپس

میں ان کی مطابقت ایسی ہوگی جیسے ایک پاؤں کے جوتے کی دوسرے پاؤں کے جوتے سے ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر یہود میں سے کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کا مرتکب ہوا تھا تو میری امت میں سے بھی کوئی ایسا بدبخت نکل آئے گا۔ بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی لیکن سوائے ایک فرقے کے باقی سب کے سب جہنمی ہوں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہؐ! یہ نجات یافتہ فرقہ کونسا ہے تو آپؐ نے فرمایا جس کے حالات میرے اور میرے صحابہؓ کے سے ہونگے۔" بانی فرقہ وہابیہ اہلحدیث امام محمد بن عبدالوہاب اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

"وھذہ المسئلة اجل المسائل" کہ یہ مسئلہ عظیم مسائل میں سے ہے۔ پھر فرماتے ہیں:

"من فھمھا فھو الفقیہ ومن عمل بھا فھو المسلم"

(مختصر سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از امام محمد بن عبدالوہاب مطبوعہ قاہرہ ص۱)

یعنی "اس مسئلہ کو سمجھنے والا ہی فقیہ کہلانے کا حقدار ہے اور جو اس پر عمل کرے گا وہی مسلمان ہوگا۔"

افتراق و اختلافِ امت کے ان حالات کو حضرت حذیفہؓ کی ایک روایت میں یوں بیان کیا گیا ہے:

"عن حذیفةؓ قال: فقلت یا رسول اللہؐ ھل بعد ھذا الخیر شر کما کان قبلہ شر؟ قال نعم قلت فما العصمة منہ؟ قال السیف...... قال قلت ثم ماذا؟ قال ثم تکون دعاة الضلالة قال ان رأیت یومئذٍ خلیفة اللہ فی

الارض فالزمہ وان نھک جسمک واخذ مالک"

(مسند احمد بن حنبل ص۴۰۳)

ترجمہ: "حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضورؐ سے پوچھا کہ یارسول اللہؐ کیا ان اچھے دنوں کے بعد بُرے حالات بھی آنے والے ہیں جس طرح کہ اس سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں تھے تو آنحضورؐ نے فرمایا ہاں! میں نے عرض کیا کہ ان سے بچنے اور محفوظ رہنے کا کیا طریقہ ہے تو آپؐ نے فرمایا۔ تلوار! میں نے عرض کیا یارسول اللہؐ اس (یعنی جہاد بالسیف) کے بعد کیا ہوگا؟ تو آپؐ نے فرمایا گمراہی کی دعوت دینے والے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ ان حالات میں اگر کسی روز تو اللہ کے خلیفہ کو ظاہر ہوتے دیکھے تو اس سے وابستہ ہو جا خواہ اس کی وجہ سے تمہارا جسم ہی کیوں نہ نوچ لیا جائے خواہ تم اپنے مال سے بھی کیوں نہ محروم کر دیئے جاؤ۔"

اسی مضمون میں حضرت حذیفہؓ کی ہی ایک روایت ہے کہ انہوں نے آنحضورؐ سے پوچھا:

"فما تامرنی ان ادرکنی ذلک قال تلزم جماعة المسلمین واما مھم قلت فان لم یکن لھم جماعة ولا امام قال فاعتزل تلک الفرق کلھا"

(صحیح بخاری کتاب الفتن باب کیف الامر اذا لم تکن جماعة)

یعنی: "حضرت حذیفہؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہؐ اگر میں اس برائیوں کے زمانے میں موجود ہوں تو آپ کا میرے لئے کیا حکم ہوگا تو آپؐ نے فرمایا تو ان حالات میں مسلمانوں کی جماعت یعنی ان کے امام سے اپنے آپ کو وابستہ کر لے اور اگر نہ کوئی جماعت ہو نہ امام ہو تو پھر ان تمام فرقوں سے علیحدگی اختیار کر کے کنارہ کش ہو جاؤ۔"

مندرجہ بالا روایات سے مندرجہ ذیل امور مستنبط ہوتے ہیں:

امت مسلمہ تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی اس زمانے میں گمراہی کی طرف بلانے والے اٹھ کھڑے

ہونگے جیسا کہ ایک اور روایت میں بھی فرمایا "علماء ھوشر من تحت أدیم السماء"

۲: ان تہتّر فرقوں میں سے بہتّر گمراہ ہوں گے جب کہ ایک فرقہ خدا کی نظر میں نجات یافتہ اور جنّتی ہوگا۔

۳: جنّتی فرقہ جماعت کی صورت میں ہوگا جس کا ایک واجب الاطاعت امام ہوگا۔

۴: اس جماعت کا امام خدا کا مقرّر کردہ ہوگا جیسا کہ اُسے خلیفۃ اللہ کہا گیا ہے۔

۵: وہ جماعت "امام مہدی" کی ہوگی کیونکہ اس امّت میں ظاہر ہونے والے امام مہدی کے لئے ہی آنحضورؐ نے خلیفۃ اللہ کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

۶: ناجی فرقہ پر صحابہؓ جیسے حالات آئیں گے۔

اب دیکھئے کہ آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیشگوئی کس شان سے موجودہ زمانے میں پوری ہوئی وہی امّتِ مسلمہ کے افراد جو ساری دنیا میں وحدت کی علامت سمجھے جاتے تھے۔ آج اختلافات و انشقاق کا شکار ہیں۔ وہی مسلمان جو کبھی اتحاد و یگانگت کی پہچان تھے۔ اب مختلف فرقوں اور گروہوں میں تقسیم ہو کر آپس میں برسرِ پیکار ہیں۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ کسی کو بھی اس سے انکار کی گنجائش نہیں صرف پاکستان میں ہی دیکھ لیجئے کہ کس طرح آئے دن قتل و غارتگری کا بازار گرم کیا جاتا ہے صرف اس وجہ سے کہ فریقِ مخالف کا تعلق دیگر فرقے سے تھا۔ کبھی شیعہ سُنّی فسادات ہوتے ہیں، کبھی دیوبندی بریلوی کی مڈ بھیڑ۔ لیکن باوجود ان ناقابلِ تردید مشاہدات کے بعض طبائع کی مزید تسلّی کے لئے انہی کے بزرگوں اور مستند علماء کے حوالے بھی پیش کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔"

مولانا ابو الکلام آزاد لکھتے ہیں:

"اہلِ کتاب نے گمراہی کے جتنے قدم اٹھائے تھے گن گن کر مسلمانوں نے بھی وہ سب اٹھائے حتّٰی کہ لو دخلوا جحر ضبٍ لدخلتموہ کا وقت بھی گذر چکا۔"

(تذکرہ طبع دوم صفحہ ۲۷۸ مؤلفہ ابو الکلام آزاد ناشر کتابی دنیا لاہور)

ترجمان القرآن میں لکھا ہے:

"جس بات کا ڈر تھا اب وہی بات ہوئی کہ اس امّت میں تہتّر فرقے ہو گئے

ان میں سے ایک فرقہ ناجی ہے جو جنّت میں جاوے گا، عذاب نار سے سلامت رہے گا یہ وہ فرقہ ہے جو طریقہ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم اور طریقہ اصحاب پر ہے باقی سب ناری ہیں "

(ترجمان القرآن جلد ۱ صفحہ ۴۸)

علّامہ اقبال فرماتے ہیں :

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود

پھر لکھتے ہیں :

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدّن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سیّد بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

اب مولوی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے بھی الفاظ سن لیجئے !

"آپ اس نام نہاد مسلم سوسائٹی کا جائزہ لیں گے تو اس میں آپ کو بھانت بھانت کا مسلمان نظر آئے گا مسلمان کی اتنی قسمیں ملیں گی کہ آپ شمار نہ کر سکیں گے یہ ایک چڑیا گھر ہے جس میں چیل، کوّے، گدھ، بٹیر، تیتر اور ہزاروں قسم کے جانور جمع ہیں اور ان میں سے ہر ایک چڑیا ہے "

(مسلمان اور سیاسی کشمکش حصّہ سوم صفحہ ۲۶)

فرقۂ ناجیہ کی علامت الجماعۃ :

جیسا کہ محوّلہ بالا روایات سے ظاہر ہے کہ آنحضور ؐ نے فرقۂ ناجیہ کی ایک علامت بتائی تھی کہ وہ "جماعت" کی صورت میں ہو گا اور پھر خود ہی آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جماعت کی تعریف بھی بیان فرما دی جیسا کہ مذکورہ روایات میں بصراحت ذکر ہے کہ آپ نے حذیفہ بن یمان کو فرمایا کہ اگر افتراق کا زمانہ پاؤ تو تلزم جماعۃ المسلمین (۱) یعنی کہ مسلمانوں کی جماعت سے

اور ان کے امام سے وابستہ ہو جاؤ گویا آنحضورؐ نے جماعت کے لئے امام کا ہونا ضروری قرار دیا ہے اور پھر ایسے گروہ اور فرقہ سے کنارہ کشی کرنے کا حکم دیا ہے جس کا کوئی امام نہ ہو اور پھر امام کے لئے بھی یہ شرط عائد فرما دی کہ وہ انسانوں کا نہیں بلکہ خود خدا کا مقرر کردہ ہو۔ جماعت کی تعریف کرتے ہوئے مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں :

"کتاب وسنّت نے جماعتی زندگی کے تین رکن بتلائے ہیں۔ تمام لوگ کسی ایک صاحبِ علم وعمل مسلمان پر جمع ہو جائیں اور وہ ان کا امام ہو وہ جو کچھ تعلیم دے ایمان وصداقت کے ساتھ قبول کریں۔

قرآن وسنّت کے ماتحت اس کے جو کچھ احکام ہوں ان کی بلا چون وچرا تعمیل واطاعت کریں۔ سب کی زبانیں گونگی ہوں صرف اس کی زبان گویا ہو سب کے دماغ بے کار ہو جائیں صرف اس کا دماغ کارفرما ہو لوگوں کے پاس نہ زبان ہو نہ دماغ صرف دل ہو جو قبول کرے صرف ہاتھ پاؤں ہوں جو عمل کریں۔

اگر ایسا نہیں تو ایک بھیڑ ہے ایک انبوہ ہے جانوروں کا ایک جنگل ہے کنکر پتھر کا ایک ڈھیر ہے مگر نہ تو جماعت ہے نہ امت نہ قوم نہ اجتماع، اینٹیں ہیں مگر دیوار نہیں کنکر ہیں مگر پہاڑ نہیں قطرے ہیں مگر دریا نہیں کڑیاں ہیں جو ٹکڑے ٹکڑے کر دی جا سکتی ہیں مگر زنجیر نہیں جو بڑے بڑے جہازوں کو گرفتار کر سکتی ہے۔"

(مسئلہ خلافت صـــ ۲۱۳)

اب آپ دنیا کا کونہ کونہ چھان ماریں۔ جگہ جگہ نظر دوڑا کر دیکھ لیں ہر قوم اور ہر بستی کا غور سے مطالعہ کر لیں، ہر فرقہ اور اس کے حالات کا جائزہ لے لیں لیکن ساری دنیا میں آپ کو صرف جماعتِ احمدیہ ہی نظر آئے گی جو جماعت کی کامل تعریف (یعنی امام کی موجودگی کے ساتھ) کا مصداق ٹھہرتی ہے۔ یہی جماعت ہے جو اپنا ایک واجب الاطاعت امام رکھتی ہے اور اپنے آپ کو خلیفۃ اللہ یعنی امام مہدی سے منسوب کرتی ہے۔

جناب اشفاق حسین صاحب مختار میونسپل پراسیکیوٹر و میونسپل کمشنر مراد آباد لکھتے ہیں:

"ہم سات کروڑ ہیں لیکن ہم سات کروڑ آدمیوں کی بھیڑ ہیں۔ ہم اپنے آپ کو جماعت نہیں کہہ سکتے۔ البتہ احمدی صاحبان اپنے آپ کو جماعت کہہ سکتے ہیں کیونکہ ان کی تنظیم اچھی ہے مشہور عربی مقولہ ہے (عربی مقولہ نہیں آنحضورؐ کی حدیث ہے ۔۔۔ ناقل) ید اللّٰہ علی الجماعۃ یعنی "اللہ کا ہاتھ جماعت کے اوپر ہے ۔۔۔ یعنی اللہ ان کی مدد کرتا ہے جو تنظیم کرکے اپنی جماعت بنالیتے ہیں۔ خدا بھیڑ کی مدد نہیں کرتا کیونکہ ہم بھیڑ ہیں اس لئے خدانے اپنا مددگار ہاتھ ہمارے اوپر سے اٹھا لیا۔"

("خون کے آنسو" صـ۱۲ ناشر حافظ محمد دین اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور)

جنتی فرقہ اور صحابہؓ کے سے حالات:

ناجی فرقہ کی ایک علامت آنحضورؐ نے یہ بیان فرمائی تھی کہ اس کے ساتھ وہی سلوک ہوگا جو صحابہؓ کے ساتھ ہوا۔ ان پر وہی حالات آئیں گے جو صحابہؓ کو درپیش ہوئے۔ انہیں ویسی ہی تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا جیسا کہ صحابہؓ کو کرنا پڑا۔ نصرتِ الٰہی ویسے ہی ان کے شاملِ حال ہوگی جیسے کہ صحابہؓ کے شاملِ حال تھی۔

صحابہؓ پر تبلیغ کی پابندی عائد کی گئی، شہید ہوئے، اذانوں پہ پابندی لگائی گئی، کلمہ طیبہ پڑھنے سے زبردستی روکا گیا، بائیکاٹ کیا گیا، ان کو مسلمان کے نام کی بجائے صابی کے نام سے پکارا گیا۔

اب اے قارئین! تم خود چل کے دیکھ لو۔ ہر گھر اور ہر گلی تلاش کر لو۔ چراغ لیکر تمام فرقہائے مسلمانان میں سے ایسے فرقہ کی تلاش کرو جن کے ساتھ صحابہؓ کا سا سلوک ہوا ہو تو تمہیں سوائے جماعتِ احمدیہ کے دنیا میں کوئی اور فرقہ اس علامت پر پورا ہوتا دکھائی نہ دے گا۔ احمدیوں کی اذانیں بند کی گئیں۔ کلمہ پڑھنے پر قید و

بند کی صعوبتیں ان پر ڈالی جا رہی ہیں۔ جمعہ سے احمدیوں کو زبردستی روکا گیا ہے۔ بیسیوں احمدی شہید کئے جا چکے ہیں۔ تبلیغ پر قانوناً پابندی عائد ہو چکی ہے۔ لیکن باوجود ان تکالیف و مصائب کے، باوجود اس ظلم و ستم اور جبر و تشدّد کے جماعتِ احمدیہ روز بروز آگے ہی کی طرف بڑھتی چلی جا رہی ہے اور وہ دن دُور نہیں جب احمدیت کُل عالم پر محیط ہو جائے گی اور دنیا میں ایک مذہب ہو گا یعنی اسلام اور ایک ہی کتاب ہو گی یعنی قرآن اور ایک ہی رسول ہو گا یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور صرف ایک ہی مہدی و مسیح ہو گا یعنی حضرت میرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام۔

جماعتِ احمدیہ اپنی مخالفت و دشمنی کے باوجود جس طرح کامیابیوں پر کامیابیاں حاصل کر رہی ہے۔ اس کا اظہار ایک مخالفِ احمدیت کی زبانی سن لیجئے!

مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر "المنبر" لائلپور (فیصل آباد) لکھتے ہیں:

"ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہو گئی۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا ان میں سے اکثر تقویٰ، تعلق باللہ، دیانت، خلوص، علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے۔ سید نذیر حسین دہلوی، مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی، مولانا قاضی سید سلیمان منصور پوری، مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی، مولانا عبدالجبار غزنوی، مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری اور دوسرے اکابر رحمہم اللہ وغفر لھم کے بارے میں ہمارا حسنِ ظن یہی ہے کہ یہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے اور ان کا اثر و رسوخ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم ایسے

ؔ جہاں تک علم و اثر کی بات ہے وہ تو درست ہو سکتی ہے لیکن اگر تقویٰ، تعلق باللہ اور دیانت کا تعلق ہے تو اگر ان میں یہ صفات موجود ہوتیں اور مرزا صاحب نعوذ باللہ مفتری اور کذّاب تھے تو پھر غلبہ مرزا صاحب کے مخالفین کو ہوتا اور انہیں کی کوششیں کامیاب ہوتیں کیونکہ قرآن کا وعدہ ہے -

"وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین"

اشخاص ہوئے ہیں جو ان کے ہم پایہ ہوں۔ اگرچہ یہ الفاظ سننے اور پڑھنے والوں کے لئے تکلیف دہ ہوں گے اور قادیانی اخبار اور رسائل چند دن انہیں اپنی تائید میں پیش کر کے خوش ہوتے رہیں گے لیکن ہم اس کے باوجود اس تلخ حقیقت پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام کاوشوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں قادیانی بڑھتے رہے، تقسیم کے بعد اس گروہ نے پاکستان میں نہ صرف پاؤں جمائے بلکہ جہاں ان کی تعداد میں اضافہ ہوا وہاں ان کا یہ حال ہے کہ ایک طرف تو روس اور امریکہ میں سرکاری سطح پر آنے والے سائنسدان ربوہ آتے ہیں اور دوسری جانب ۱۹۵۳ء کے عظیم ترہنگامے کے باوجود قادیانی جماعت اس کوشش میں ہے کہ اس کا ۵۷-۱۹۵۶ء کا بجٹ پچیس لاکھ روپیہ ہو۔ (اب تو خدا کے فضل سے یہ کروڑوں سے بھی تجاوز کر گیا ہے ــــ ناقل)"

(المنبر لائل پور ۲۳ فروری ۱۹۵۶ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

"یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بد بختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی وہ آخر فتحیاب ہوں گے اور

برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے ۔"

(الوصیت روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۹)

ناجی فرقہ کا نام "احمدیت" ہوگا:

نوعِ انسان پر خدا تعالیٰ کا یہ بھی ایک عظیم احسان ہے کہ اس عالم الغیب خدا نے صلحاءِ امت کے ذریعے صدیوں قبل "ناجی فرقہ" کے نام کی بھی پیشگوئی فرما دی۔

چنانچہ حضرت امام ملا علی القاری علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے آنحضورؐ کی تہتر فرقوں والی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:

"فتلك اثنان وسبعون فرقة كلهم في النار و الفرقة الناجيه هو أهل السنة البيضاء المحمدية والطريقة النقية الاحمدية"

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح الجزء الاوّل صفحہ ۲۴۸)

یعنی "یہ بہتّر فرقے تو سب کے سب آگ میں ہوں گے اور نجات یافتہ فرقہ وہ ہے جو روشن سنّتِ محمدیہ اور پاکیزہ طریقہ احمدیہ پر قائم ہوگا۔"

۲: حضرت علیؓ نے امام مہدی کی علامات بیان کرتے ہوئے فرمایا!

"يظهر صاحب الراية المحمدية والدولة الاحمدية"

(ینابیع المودۃ الجزء الثالث صفحہ ۵ مطبعۃ العرفان۔ بیروت)

یعنی: امام مہدی پرچم محمدیؐ کا علمبردار ہوگا اور اس کی سلطنت کا نام احمدیت ہوگا۔"

۳: حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"وأقول قولاً عجيباً لم يسمعه أحدٌ وما أخبر به مخبرٌ باعلام الله تعالیٰ ایّای بفضله وکرمه آنچه بعد از ہزار وچند سال .... از زمان رحلت آنسرور علیہ وآلہ الصلوٰۃ والتحیات زمانے میآید کہ حقیقتِ محمّدی از مقام خود عروج فرماید وبمقام حقیقت کعبہ متحد گردد واین زمان حقیقت محمدی حقیقت احمدی نام یابد ومظہر ذاتِ احد جلّ سبحانہٗ گردد۔"

(مبدء ومعاد از حضرت مجدّد الف ثانیؒ صفحہ ۵۸)

ترجمہ: میں ایک عجیب بات کہتا ہوں جو اس سے پہلے نہ کسی نے سنی اور نہ کسی بتانے والے نے بتائی اور وہ یہ ہے کہ آنحضورؐ کے زمانۂ رحلت سے ایک ہزار اور چند سال بعد ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ حقیقتِ محمّدی اپنے مقام سے عروج فرمائے گی اور حقیقت کعبہ کے مقام میں متحد ہو جائے گی۔ اس وقت حقیقت محمّدی کا نام حقیقت احمدی ہو جائے گا۔"

جماعتِ احمدیہ کے خلاف بہتّر فرقوں کے
علماء کی تحریک اور پاکستان کی قومی اسمبلی کا فیصلہ

تاریخ گواہ ہے کہ ابتدائے احمدیت سے لے کر آج تک احمدیت کی مخالفت میں مسلمانوں کے دیگر تمام کے تمام بہتر فرقے یک جان دو قالب کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں اور مخالفت احمدیت میں اپنے اس اکٹھ کو وہ نام نہاد "اجماع" کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ خدا کی تقدیر ان کی زبانوں سے ایسے ایسے بیان جاری کرواتی ہے اور ان کے ہاتھ مخالفتِ احمدیت میں ایسے ایسے کردار ادا کرتے ہیں کہ احمدیت کی مخالفت میں ان کے وہ اقوال وافعال بذاتِ خود صداقتِ احمدیت کا روشن نشان بن جاتے ہیں۔

چنانچہ ۱۹۵۲ء اور ۱۹۵۳ء میں جب پاکستان میں عموماً اور پنجاب میں خصوصاً احمدیت کے خلاف تحریک چلائی گئی تو ایک شدید مخالف ابن مخالفِ احمدیت مولوی اختر علی خان ابن

مولوی ظفر علی خان نے بڑے فخر سے لکھا۔

"مجلس عمل نے گذشتہ تیرہ سو سال کی تاریخ میں دوسری مرتبہ اجماع امت کا موقعہ مہیا کیا ہے آج مرزائے قادیان کی مخالفت میں امت کے بہتر فرقے متحد و متفق ہیں۔ حنفی، وہابی، دیوبندی، بریلوی، شیعہ، سنی اہلحدیث سب کے علماء، تمام پیر اور تمام صوفی اس مطالبے پر متفق و متحد ہیں کہ مرزائی کافر ہیں انہیں مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت قرار دو۔"

(اخبار زمیندار ۵ نومبر ۱۹۵۲ء صد کالم ۶)

اب دیکھ لیجئے کہ کس طرح احمدیت کی مخالفت ان ملاؤں نے خود اپنے ہی الفاظ سے! پر بہتر فرقوں کے اطلاق کا اعلان کیا۔ پھر ۱۹۷۴ء میں جب احمدیت کے خلاف علماء کی طرف سے تحریک چلائی گئی تو تمام فرقوں کے علماء نے مشترکہ طور پر ایک تحریری استغاثہ پاکستان، قومی اسمبلی میں پیش کیا جس میں انہوں نے لکھا:

"مسلمانوں کے تمام فرقوں نے متفقہ طور پر مرزائیت (احمدیت — ناقل) کو اسلام کا باغی اور ان کے پیروؤں کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔"

(قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف
بیان استغاثہ قومی اسمبلی ۱۹۷۴ء صد ۱۹۸)

علماء کی اس تحریک اور مطالبہ کے پیش نظر ۱۹۷۴ء کی پاکستانی قومی اسمبلی نے آنحضورؐ کے فیصلے کے برخلاف اور قطعی برعکس فیصلہ دیتے ہوئے بہتر فرقوں کو حقیقی مسلمان اور تہترویں فرقے یعنی احمدیت کو الگ کر کے دائرۂ اسلام سے خارج کرنے کا اعلان کیا۔ چنانچہ روزنامہ نوائے وقت لاہور نے لکھا:

"اس فیصلے کی ایک خاص اہمیت یہ ہے کہ اس پر اجماع امت بالکل صحیح طور پر ہوا ہے اسلام کی ساری تاریخ میں اس قدر پورے طور پر کسی اہم مسئلہ پر کبھی اجماع امت نہیں ہوا۔ اجماع امت میں ملک کے سب بڑے سے بڑے علمائے دین اور حاملان شرع متین کے علاوہ تمام سیاسی لیڈر اور ہر گروپ کے سیاسی رہنما کما حقہ متفق ہوئے ہیں اور صوفیائے کرام اور عارفین

باللہ برگزیدگانِ تصوّف وطریقت کو بھی پورا پورا اتفاق ہے۔ قادیانی فرقہ کو چھوڑ کر جو بھی بہتّر فرقے مسلمانوں کے بتائے جاتے ہیں۔ سب کے سب اس مسئلہ کے حل پر متفق اور خوش ہیں۔ زعمائے ملّت اور عمائدین کا کوئی طبقہ نظر نہیں آتا جو اس فیصلے پر خوشگوار ردِّ عمل نہ رکھتا ہو۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۶ راکتوبر ۱۹۷۴ء)

قارئین!

ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ کس طرح پاکستان کی قومی اسمبلی کا نام نہاد شرعی فیصلہ شریعتِ محمدیہ کے قطعی برخلاف اور برعکس ہے اور کس طرح اس اسمبلی کا یہ فیصلہ آنحضور ؐ کے فیصلہ سے متضاد اور اس کی نقیض ہے کہ آنحضور ؐ تو ایک فرقے کو جنّتی اور بہتّر فرقوں کو جہنمی قرار دے رہے ہیں جبکہ پاکستان کی قومی اسمبلی یہ فیصلہ دے رہی ہے کہ نہیں بہتّر فرقے جنّتی ہیں اور صرف ایک فرقہ جہنمی ہے۔ اب فیصلہ آپ کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ چاہو تو آنحضور ؐ کے فیصلے کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دو اور اپنی دنیا اور آخرت سنوار لو اور چاہو تو ۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی کا فیصلہ قبول کر کے غضبِ الٰہی کا مورد بن جاؤ (تفکروا وتدبروا یا ولی الابصار)

اراکینِ قومی اسمبلی کا کردار

یہاں اس امر کا بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ ۱۹۷۴ء کی وہ قومی اسمبلی جس کے فیصلے پر بہتّر فرقوں کے علماء بہت فخر و ناز کر رہے ہیں اور جس کے فیصلہ کو تاریخ اسلام کا پہلا اور اکلوتا اجماع قرار دیا جا رہا ہے۔ اس کے اپنے اراکین کا اخلاقی کردار کیسا تھا؟ ان کی مذہبی حیثیت کیا تھی؟ اس ضمن میں ضیاء حکومت کی طرف سے بھٹو دورِ حکومت کے متعلق شائع کئے جانے والے قرطاسِ ابیض میں سے چند حوالے ملاحظہ ہوں! لیکن قبل اس کے کہ وہ حوالے درج

کئے جائیں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ ضیاء حکومت نے یہ الزامات خود اپنے دورِ حکومت میں تیار نہیں کئے بلکہ خود بھٹو دورِ حکومت میں اپنی حکومت کے اراکین اسمبلی و دیگر کے متعلق ایک خاص شعبہ کے ذریعے پوری تحقیق کے بعد نام بنام ان کے کردار کو واضح کیا گیا تھا اور حسبِ صوبہ وار چار جلدوں میں تقسیم کر کے محفوظ کیا گیا۔ پھر ہر جلد کے مختلف حصے بنائے گئے اور اس طرح اپنی حکومت کے اراکین اسمبلی اور دیگر ـــــ کردہ لوگوں کے کردار کو ۳۱ جلدوں کے آٹھ ہزار صفحات پر محفوظ کر لیا گیا۔

یہ کام اپریل ۱۹۷۷ء میں مکمل کیا گیا۔ ضیاء حکومت کے قرطاسِ ابیض میں اسی مسودہ کو من و عن شائع کر دیا گیا۔ البتہ اشاعت میں نام کا ذکر کرنے سے اجتناب کیا گیا ہے۔

حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

ایک حکومتی پارٹی کے رکنِ اسمبلی کے متعلق لکھا ہے:

"شراب اور شباب کے رسیا ہیں اور اطلاعات کے مطابق ہم جنس پرست بھی ہیں۔ ایک وفد کے ساتھ واپس آتے ہوئے ائیر ہوسٹس سے وہسکی کی دو بوتلیں طلب کیں اور جب بوتلیں مہیا کر دی گئیں تو اس نے ائیر ہوسٹس کے ساتھ دست درازی کی کوشش کی لیکن اسے جھڑک دیا گیا .... اطلاعات کے مطابق وہ بڑے پیمانے پر بیرونِ ملک دوروں کے دوران اسمگلنگ میں بھی ملوث ہے۔"

(قرطاسِ ابیض جلد ۳ صـ ۱۳۱)

ایک اور رکنِ اسمبلی کے متعلق لکھا:

"اطلاعات کے مطابق ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے بعد بڑی دولت اکٹھی کی اس کا ایک معتمد ساتھی ...... بدنام اسمگلر ہے۔"

(قرطاسِ ابیض جلد ۳ صـ ۱۳۱)

ایک دوسرے ممبر اسمبلی کے متعلق لکھا:

"اس کے لڑکپن کے زمانے سے ہی اس کے آزادانہ جنسی تعلقات اس کے کردار کے آئینہ دار ہیں۔"

(ایضاً صـ ۱۳۲)

ایک ممبر کے متعلق لکھا :

" اس نے بہت سے فنڈ زتاجر برادری اور صنعتکاروں سے اکٹھے کئے ......اور بڑی بڑی رقمیں ٹھیکیداروں سے کمیشن کے ذریعے وصول کیں۔"

(ایضاً صـ۱۳۲)

ایک اور ممبر کے متعلق لکھا :

" اپنے اثر ورسوخ کو استعمال کر کے بہت سے قتل کروائے ...... اپنے ساتھیوں کو ہتھیاروں کے لائسنس جاری کر کے ان کی مدد کی۔ اس کی ہدایات پر ۱۱۲ ایسے واقعات ملتے ہیں کہ پستول، ریوالور وغیرہ کے لائسنس جاری کئے گئے۔"

(ایضاً صـ۱۳۲)

ایک ممبر کے متعلق لکھا :

" اس کے دو ذاتی ملازموں نے اپنی عدالتیں قائم کی ہوئی تھیں۔ اس کے ملازموں نے بہت سے غریب لوگوں کو بے گھر کر کے ان کی زمینیں ہتھیا لی ہیں۔"

(ایضاً صـ۱۳۲)

ایک ممبر کے متعلق لکھا :

" شراب کے نشے میں مخمور رہنے والا، مجرمانہ ذہنیت کا مالک، بھتہ گیر اور بجری قزاق ہے۔"

(ایضاً صـ۱۳۲)

بعض اپوزیشن ارکانِ اسمبلی کے متعلق حوالہ جات ملاحظہ ہوں :

ایک اپوزیشن رہنما کے متعلق لکھا۔

" شیخیاں بگھارنے والا، لاف زن، اپنے آپ کو پاکستان میں وزیر اعظم کی حکمت کا واحد شخص سمجھتا ہے۔ انتہائی بے اصول اور بے ضمیر شخص ہے۔ بدقسمتی سے ہماری عوامی زندگی میں قابل افراد کی قلت کی وجہ سے وہ قومی سطح پر اپنی قابلیت واہلیت سے زیادہ اہمیت اختیار کر گیا ہے۔"

(ایضاً صـ۱۳۲-۱۳۳)

ایک حزبِ مخالف کے رکنِ اسمبلی کے متعلق لکھا :

"اس پر الزام ہے کہ وہ ...... کے قتل میں بھی ملوّث تھا۔ لالچی اور انتہائی بخیل شخص ہے۔ شراب کا رسیا اور عورتوں کا دلدادہ ہے۔"

(ایضاً ص۱۳۳)

ایک اپوزیشن ممبر کے متعلق لکھا ہے۔

"یہ معلوم ہوا ہے کہ ایک اسمگلنگ کے مقدمہ میں بھی ملوّث تھا لیکن کسٹم حکام نے اس معاملہ کو ٹھپ کر دیا۔" (ایضاً ص۱۳۳)

ایک اور اپوزیشن رکنِ اسمبلی کے متعلق لکھا :

"مالی لحاظ سے کمزور، لالچی اور نہایت کمینہ شخص ہے اپنی ذاتی تعریف اور سستی شہرت کا خواہشمند ہے۔ اطلاعات کے مطابق ...... سے ناپسندیدہ تعلقات بھی استوار کئے تھے۔" (ایضاً ص۱۳۳)

یہ وہ چند مثالیں ہیں جو قرطاسِ ابیض سے بطور نمونہ لی گئی ہیں جن سے خوب عیاں ہے کہ ۱۹۷۷ء میں بھٹو دور کے ارکانِ قومی اسمبلی خواہ وہ حکومتی بنچوں پر بیٹھنے والے ہوں یا ان کا تعلق حزبِ مخالف سے ہو، کس کردار اور قماش کے لوگ تھے اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے فیصلے کو "اجماعِ امت" قرار دیا جا رہا ہے۔

قرطاسِ ابیض کی دوسری جلد میں فنڈز اور اختیارات کے لحاظ سے غلط اور ناجائز استعمال کی بے شمار اور لاتعداد مثالیں دی گئی ہیں۔ یہاں تک کہ خود اس وقت کے وزیر مذہبی امور کے متعلق لکھا ہے کہ سرکاری رقوم کو بڑی بے دردی سے اپنی ذات کے لئے خرچ کیا۔ اپنے گھر کے لئے حج ویلفیئر فنڈ سے ٹی وی، ایئر کنڈیشنڈ اور فریج وغیرہ خرید کئے۔ غیر ملکی پاکستانیوں کی طرف سے اوقاف کے لئے دیئے جانے والے عطیات کو اپنی جیب کی زینت بنایا وغیرہ۔

اس دورِ حکومت کا اسلام کیسا تھا۔ ان کے نزدیک اسلامی شریعت میں کون کونسی

باتیں تھیں اور کون کونسی کتب ان کے نزدیک اسلامی کتب شمار کی جاتی تھیں، لکھا ہے:

"اس بات سے قطع نظر کہ فنڈ (رحم ویلفیئر فنڈ) کا قیام خلاف قانون تھا اس بات کی شہادت موجود ہے کہ مولانا کوثر نیازی نے انچارج وزیر کی حیثیت سے یہ فنڈ ناجائز طور پر استعمال کیا تھا...... ستم ظریفی یہ ہے کہ ناجائز رقمیں بٹورنے کے لئے جو کتابیں استعمال کی جاتی تھیں ان میں سے بیشتر اسلام کے بارے میں تھیں۔ اس کے علاوہ ان کا مجموعۂ کلام "زرگل" اور ان کی نثری تصنیف "دیدہ ور" بھی مذہبی کتابوں کے ساتھ بیرون ملک بھیجی جاتی تھیں حالانکہ "دیدہ ور" چیئرمین بھٹو کی سوانح عمری تھی... ..... اور ان دونوں کتابوں کا اسلام سے کوئی واسطہ نہ تھا۔"

(قرطاس ابیض بحوالہ روزنامہ جنگ کراچی ۲۳ جنوری ۱۹۷۹ء)

یہ ہے اس اسمبلی کا حال جس کے فیصلے کو بہتر فرقوں کے علماء "اجماع امت" سے تعبیر کر رہے ہیں۔ کیا اجماع کرنے والوں کا کردار ایسا ہوا کرتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ محض ایک سیاسی فیصلہ تھا اور اس کردار کے لوگوں کے فیصلہ کو "اجماع امت" قرار دے کر آنحضورؐ کی امت کی طرف منسوب کرنا نہ صرف گستاخی بلکہ پرلے درجے کی بے حیائی اور بے شرمی ہے۔

نام نہاد اجماع میں شامل علماء کا کردار:

ممکن ہے کوئی شخص یہ کہہ دے کہ آپ اراکین اسمبلی کی بات نہ کریں۔ اصل فیصلہ تو مختلف فرقوں کے علماء کا اجتماعی فیصلہ تھا۔ قومی اسمبلی میں تو دراصل علماء کے اس فیصلے کو قانونی حیثیت دلوائی ہے۔ لہٰذا اراکین اسمبلی کا کردار اس فیصلے کو متاثر نہیں کر سکتا۔

لیکن یہ جواب بھی محض ایک خام خیالی یا دھوکہ اور جھوٹی تسلی کے سوا اور کوئی حیثیت نہیں رکھتا اور علماء کے فیصلے کو بھی کسی صورت "اجماع امت" نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ:

۱: یہ فیصلہ آنحضورؐ کے فیصلے کے برعکس فیصلہ ہے۔

۲: کسی کے مذہب اور دین کا فیصلہ کرنے کا کسی کو اختیار نہیں۔

۳: اس فیصلہ کے اصل کردار یعنی بہتر فرقوں کے علماء مختلف اوقات میں ایک دوسرے کو کافر قرار دے کر دائرۂ اسلام اور امتِ محمدیہؐ سے خارج قرار دے چکے ہیں اور ہر فرقے کے لوگ دوسرے فرقہ کے لوگوں کے نزدیک کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ اس صورتِ حال میں ان تمام فرقوں کا اکٹھے ہو کر کوئی متفقہ فیصلہ کر لینا ہرگز ہرگز اجماع امت نہیں کہلا سکتا۔

مختلف فرقوں کے علماء کی طرف سے مختلف اوقات میں ایک دوسرے کے خلاف دیئے جانے والے فتاویٰ کفر میں سے چند ایک پیشِ خدمت ہیں۔

مولوی مفتی محمود صاحب نے امیرِ جماعت اسلامی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے خلاف فتویٰ کفر دیتے ہوئے فرمایا:

"میں آج یہاں پریس کلب حیدر آباد میں یہ فتویٰ دیتا ہوں کہ مودودی گمراہ کافر اور خارج از اسلام ہے اس سے اور اس کی جماعت سے تعلق رکھنے والے کسی مولوی کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز اور حرام ہے۔ اس کی جماعت سے تعلق رکھنا صریح کفر اور ضلالت ہے۔"

(ہفت روزہ زندگی۔ ۱۰ نومبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۳)

اب مفتی محمود اور ان کی جماعت سے کوئی پوچھے کہ کیا مودودی جماعت اس نام نہاد اجتماع میں موجود نہ تھی؟ اور اگر تھی اور یقیناً تھی تو پھر آپ کے ان سے تعلق کے نتیجہ میں آپ کے فتویٰ کا اثر آپ پر کہاں تک پڑے گا؟

دیوبند اور اہلحدیث کے متعلق بریلویوں کے تین سو علماء کا متفقہ فیصلہ بھی ملاحظہ ہو۔

"وہابیہ دیوبندیہ اپنی عبارتوں میں تمام اولیاء، انبیاء حتیٰ کہ حضرت سید الاولین و آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی اور خاص ذات باری تعالیٰ شانہٗ کی اہانت وہتک کرنے کی وجہ سے قطعاً مرتد و کافر ہیں اور ان کا ارتداد وکفر سخت سخت سخت اشد درجہ تک پہنچ چکا ہے ایسا کہ جو ان مرتدوں اور کافروں کے ارتداد و کفر میں ذرا بھی شک کرے وہ بھی انہیں جیسا مرتد اور کافر ہے۔"

(وہابیہ دیوبندیہ عقائد والوں کی نسبت تین سو علماء اہلسنّت والجماعت کا متفقہ فتوی المعلن محمد ابراہیم بھاگلپوری مطبوعہ برقی پریس اشتیاق منزل لکھنؤ صفحہ ۲۳)

اب بریلوی حضرات سے کوئی پوچھے کہ احمدیت کیخلاف نام نہاد اجتماع کے موقعہ پر کیا دیوبندیہ وہابیہ گروہ موجود نہ تھا تو ایک کافر کو اجماع امت میں کیسے شامل کر لیا گیا؟ اور فتویٰ محوّلہ بالا کی رُو سے اگر آپ نے اس نام نہاد اجتماع میں انہیں مسلمان سمجھ کر شریک کر لیا تھا تو آپ کے اپنے فیصلے کی رُو سے کہ ان کے کفر میں ذرا بھی شک کرنے والا کافر ہے۔ آپ بھی کافر ہو گئے تو پھر یہ اجماع امت کیسا؟

اسی طرح مولوی سید مرتضیٰ دیوبندی کا ایک پورا رسالہ "ردّ التکفیر علی الفحاش الشنظیر" صرف مولوی احمد رضا خان بریلوی کی تکفیر پر مشتمل ہے جس میں مولوی صاحب موصوف اور ان کے تمام مریدین و معتقدین کو کافر قرار دیا گیا ہے۔

(بحوالہ مسلمانوں کی تکفیر کا مسئلہ از عبدالمجید سالک صفحہ ۶)

مولوی سید حسین احمد مدنی سابق صدر مدرس دارالعلوم دیوبند بریلوی کے متعلق فتویٰ دیتے ہوئے کہتے ہیں:

"اور یہ سب تکفیرین اور لعنتیں بریلوی اور اس کے اتباع کی طرف لوٹ کر قبر میں ان کے واسطے عذاب اور بوقت خاتمہ ان کے موجب خروج ایمان

و ازالہ تصدیق و ایقان ہوں گی کہ ملائکہ حضور علیہ السلام سے کہیں گے انک لا تدری ما احدثوا بعدک اور رسولِ مقبول علیہ السلام دجال بریلوی اوران اتباع کو سحقًا سحقًا فرما کر حوض مورود و شفاعت محمود سے کتوں سے بدتر کر کے دُھتکار دیں گے اور امتِ مرحومہ کے اجر و ثواب و منازل و نعیم سے محروم کیئے جائیں گے ۔"

(رجوم المذنبین علی رؤس الشیاطین المشہور بہ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب ص۱۱۱)

اے دیوبندی حضرات ! تمہارے آباء و اجداد تو بریلویوں کو آنحضورؐ کی نفرت و ناراضگی کا مورد ٹھہرا رہے ہیں ۔ وہ تو یہ قرار دے رہے ہیں کہ آنحضورؐ بریلویوں کو کتوں سے بدتر کر کے دھتکارتے ہوئے اپنی شفاعتِ محمود سے محروم کر دیں گے لیکن اپنے آباء کے بقول حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دُھتکارے ہوئے بریلویوں کو آج تم اپنے سینے سے لگائے ہو صرف اس خاطر کہ احمدیوں کے خلاف ایک فیصلہ کر کے اسے " اجماعِ امت " کا نام دیدو لیکن کیا تم بھول گئے ہو کہ آنحضورؐ نے جہاں اجماعِ امت کا ذکر فرمایا تھا وہاں الکفر ملّۃ واحدۃ کی بھی خبر دی تھی ۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

پھر سُنّیوں کا شیعوں کے متعلق فتویٰ بھی ملاحظہ ہو ۔

" رافضیوں تبرائیوں کے باب میں حکم یقینی ، قطعی اجماعی یہ ہے کہ وہ علی العموم کفار مرتدین ہیں ۔ ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مُردار ہے ان کے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے .... ان کے مرد ، عورت ، عالم ، جاہل کسی سے میل جول سلام کلام سخت کبیرہ اشد حرام جو ان کے ملعون عقیدوں پر آگاہ ہو کر بھی انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے باجماع تمام ائمہ دین خود کافر بے دین ہے اور اس کے لئے بھی یہی سب احکام ہیں جو ان کے لئے مذکور ہوئے ۔"

(فتویٰ شاہ مصطفےٰ رضا خان بحوالہ رسالہ ردّ الرفضۃ ص۲۳ نوری کتب خانہ ۔ لاہور)

اب یہ کیا ایک طرف شیعوں کے کفر میں شک کرنے والے کو بھی کافر قرار دے رہے ہو اور پھر دوسری طرف انہی کے علماء کو اپنی مجالس میں بٹھا کر ان سے راز و نیاز کر کر کے، احمدیت کے خلاف فیصلے لکھتے ہو اور اپنے ان فتوؤں کے باوجود کہ وہ شیعہ کافر ہیں اور اپنے فتوؤں کی رُو سے ان سے میل جول رکھنے کے نتیجہ میں تم بھی کافر ہو۔ پھر بھی احمدیت کے متعلق اپنے فیصلوں کو اجماعِ امّت کہتے ہو۔

؎ شرم تم کو مگر نہیں آتی

اے قارئین آپ خود سوچئے کہ ان تمام فتاویٰ کی موجودگی میں ان تمام بہتر فرقوں کا ایک مسئلہ پر اکٹھے ہو کر کوئی متفقہ فیصلہ کر لینا کس طرح اور کیوں کر اجماعِ امّت کہلا سکتا ہے جب کہ ایک دوسرے کے فتاویٰ کی رُو سے یہ تمام فرقے دائرہ امّت سے خارج ہو چکے ہیں!

غلبۂ اسلام اور ادیانِ باطلہ کی شکست

قرآنِ کریم، احادیثِ نبویہؐ اور اقوالِ بزرگانِ سلف سے یہ امر واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ دینِ اسلام کا وہ ظہور جس کی ابتدا، فخرِ دو جہان، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک و مقدّس ہاتھوں سے ہوئی۔ اس کی تکمیل خاتم المرتبت سیّد الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ روحانی اور غلام امام مہدی کے ذریعے ہوگی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے :

"هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ "

(التوبہ : ۳۳ ، الفتح : ۲۹ ، الصّف : ۱۰)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت امام فخر الدین رازیؒ نے مندرجہ ذیل روایت بیان ہے :

"روی عن ابی هریرة رضی الله عنه انه قال هذا وعد من الله بانه تعالیٰ یجعل الاسلام غالباً علی جمیع الادیان وتمام هذا انما یحصل عند خروج عیسیٰ وقال السدی ذلك عند خروج المهدی "

(تفسیر کبیر امام رازی سورۃ التوبہ زیر آیت : ۳۳)

ترجمہ : " حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے کا وعدہ ہے اور اس وعدہ کی تکمیل مسیح موعود کے وقت میں ہو گی اور سدّی کی روایت میں ہے کہ یہ وعدہ امام مہدی کے زمانے میں پورا ہو گا۔

تفسیر قرطبی میں لکھا ہے :

"قال ابوهریرة والضحاك هذا عند نزول عیسیٰ علیه السلام وقال السدّی ذلك عند خروج المهدی "

(تفسیر قرطبی التوبۃ زیر آیت : ۳۳)

ترجمہ : " ابوہریرہؓ اور ضحّاکؓ کے نزدیک یہ غلبۂ دین نزولِ عیسیٰ کے زمانے میں پورا ہو گا اور سدّی نے کہا کہ مہدی کے ظہور پر پورا ہو گا۔"

تفسیر روح المعانی میں ہے :

"اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ ذٰلک عند نزول عیسیٰ علیہ السلام"

(روح المعانی زیر آیت التوبہ: ۳۳)

سورۃ الفتح آیت ۲۹ کی تفسیر میں صاحب "روح المعانی" لکھتے ہیں۔

"وقیل ان تمام ھذا الاعلاء عند نزول عیسیٰ"

کہ کہا جاتا ہے کہ اس غلبہ کی تکمیل و تتمیم نزولِ عیسیٰ کے وقت میں ہوگی۔

بحار الانوار میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے:

یکون عند قیام القائم علیہ السلام"

(بحار الانوار جلد ۵۱ صفحہ ۶۱ مطبوعہ ایران)

یعنی "دینِ حق کا یہ غلبہ امام قائم (یعنی امام مہدی) کے زمانہ میں ہوگا۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں!

یھلک اللہ فی زمانہ الملل کلھا الا الاسلام

(سنن ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ اس (مسیح موعود) کے زمانے میں اسلام کے سوا باقی تمام ادیان کو ہلاک کر دے گا۔"

یہ روایت ان الفاظ بھی بیان ہوئی ہے:

"فتھلک فی زمانہ الملل کلھا الا الاسلام"

(کنز العمال جلد ۱۴ صفحہ ۳۳۶)

ترجمہ: "اس کے زمانے میں اسلام کے سوا تمام مذاہب کو مردہ ثابت کر دیا جائے گا۔"

قرآن کریم کی رُو سے اصل زندگی اور حیات وہی ہے جو دلائل اور براہین کے ذریعے ہو اور حقیقی موت اور واقعی شکست وہ ہے جو دلائل کے نتیجہ میں کسی کے ہاتھ آئے اسی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ" (الانفال: ۴۲)

ترجمہ: "تاکہ وہ جو دلیل کے ذریعے سے ہلاک ہو چکا ہے، ہلاک ہو جائے۔ اور جو دلیل کے ذریعے سے زندہ ہو چکا ہے وہ زندہ ہو جائے۔"

قرآن و احادیث میں بیان شدہ حضرت موعود آخر الزّماں کی صداقت کا یہ نشان حضرت بانی سلسلۂ احمدیہ کے حق میں اس شان سے پورا ہوا کہ اپنے تو اپنے خود غیروں نے بھی کھلے لفظوں میں اس کا اعتراف کیا۔ حضرت بانی سلسلۂ احمدیہ نے محبّت و براہین کے ذریعے دُنیا کے تمام مذاہب پر اسلام کی حقّانیت اور صداقت کا ایسا سکّہ بٹھا دیا کہ خود دشمن بھی اسے تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا۔

۱۸۸۰ء کی دہائی میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اسلام کی حقّانیت اور اس کی حیاتِ ابدی کے متعلق ایک کتاب "براھینِ احمدیہ" تصنیف فرمائی۔ جس میں اسلام کی صداقت و افضلیّت اور دیگر مذاہب کے ردّ میں تین سو دلائل رقم فرمائے اور ساتھ ہی ساتھ تمام مخالفین کو ان دلائل کے مقابلے کے لئے انعامی چیلنج بھی دیا لیکن آج تک کسی مخالفِ اسلام کو ان دلائل کا توڑ پیش کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

(تفصیلی حوالہ جات عنوان "براھینِ احمدیہ" کے ضمن میں ملاحظہ ہوں)

حضرت مسیح موعودؑ بانی سلسلۂ احمدیہؑ کے ذریعے ادیانِ باطلہ کو جو ہمیشہ ہمیش کے لئے ساکت کر دیا گیا اس کے اظہار میں چند اغیار کی تحریرات ملاحظہ ہوں:

مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنے اخبار "وکیل" میں لکھا۔

"مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السّلام کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے ایسے شخص جن سے مذہبی یا عقلی دُنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے یہ نازش فرزندانِ تاریخ بہت کم منظرِ عالم پر آتے ہیں ...... ان کی یہ خصوصیّت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس

احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے...... مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابل پر ان سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و قیمت آج جبکہ وہ اپنا فرض پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے...... آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو۔"

(اخبار "وکیل" امرتسر سنہ ۱۹۰۸ء)

اخبار "صادق الاخبار" کے ایڈیٹر نے لکھا۔

"مرزا صاحب نے اپنی پُرزور تقاریر اور شاندار تصانیف سے مخالفین اسلام کو ان کے لچر اعتراضات کے دندان شکن جواب دے کر ہمیشہ کے لئے ساکت کر دیا ہے اور کر دکھایا ہے کہ حق حق ہی ہے اور واقعی مرزا صاحب نے حقِ حمایتِ اسلام کما حقہٗ ادا کر کے خدمتِ اسلام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔"

(اخبار "صادق الاخبار" ڈیواڑی بہاولپور جون سنہ ۱۹۰۸ء)

مولوی ابوالقاسم رفیق دلاوری صاحب لکھتے ہیں :

"آج غلام احمد صاحب کسی آریہ سے برسرِ مقابلہ ہے۔ دوسرے دن کسی پادری سے جا ٹکراتے ہیں۔ غرض اسلام کا یہ نوخیز پہلوان ہر وقت کشتی کے لئے جوڑ کی تلاش میں رہتا ہے اور مجمع کو اپنے گرد جمع کر کے اپنے پہلوانی کے کمال دکھاتا ہے۔"

(کتاب رئیس قادیان جلد ۱ صفحہ ۴
مصنفہ ابوالقاسم رفیق دلاوری)

مشہور ادیب جناب مرزا حیرت دہلوی نے لکھا :

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلے میں

اِسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں ...... بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلے میں زبان کھول سکتا ...... اس کا پُرزور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالا ہے اور واقعی اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اس نے ہلاکت کی پیشگوئیوں، مخالفتوں اور نکتہ چینیوں کی آگ میں سے ہو کر اپنا رستہ صاف کیا اور ترقی کے انتہائی عروج تک پہنچ گیا۔ (اخبار کرزن گزٹ دہلی یکم جون ۱۹۰۸ء)۔

مفکرِ احرار جناب چوہدری افضل حق صاحب نے لکھا:

"آریہ سماج کے معرضِ وجود میں آنے سے پیشتر اسلام جسدِ بے جان تھا جس میں تبلیغی حس مفقود ہو چکی تھی۔ سوامی دیانند کی مذہبِ اسلام کے متعلق بدظنی نے مسلمانوں کو تھوڑی دیر کے لئے چونکا دیا مگر حسبِ معمول جلد خوابِ گراں طاری ہو گیا۔ مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہو سکی۔ ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اٹھا ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے بڑھا۔ اگرچہ مرزا غلام احمد صاحب کا دامن فرقہ بندی کے داغ سے پاک نہ ہوا تاہم اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے قابلِ تقلید ہے بلکہ دُنیا کی تمام اشاعتی جماعتوں کے لئے ایک نمونہ ہے" (فتنۂ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں صفحہ ۲۴)

ایک برہمو سماجی رہنما دیو نند ناتھ سمہلئے لکھتے ہیں:

"برہمو سماج کی تحریک ایک زبردست طوفان کی طرح اٹھی اور آناً فاناً نہ صرف ہندوستان بلکہ غیر ممالک میں بھی اس کی شاخیں قائم ہو گئیں بھارت

میں نہ صرف ہندو اور سکھ ہی اس سے متاثر ہوئے بلکہ مسلمانوں کے ایک بڑے طبقے نے بھی اس میں شمولیت اختیار کر لی روزانہ بیسیوں مسلمان برہمو سماج کے ساتھ نہ صرف سہمت تھے بلکہ اس کے باقاعدہ ممبر تھے لیکن ہمیں انہیں دنوں مرزا غلام احمد قادیانی نے جو مسلمانوں کے ایک بڑے عالم تھے ہندوؤں اور عیسائیوں کے خلاف کتابیں لکھیں اور ان کو مناظرے کے لئے چیلنج کیا۔ افسوس ہے کہ برہمو سماج کے کسی ودوان نے اس چیلنج کی طرف توجہ نہیں کی جس کا اثر یہ ہوا کہ وہ مسلمان جو برہمو سماج کی تعلیم سے متاثر تھے نہ صرف پیچھے ہٹ گئے بلکہ باقاعدہ برہمو سماج میں داخل ہونے والے مسلمان بھی آہستہ آہستہ اسے چھوڑ گئے۔"

(رسالہ کومدی کلکتہ اگست ۱۹۲۰ء)

آریہ سماج کے ایک مشہور پنڈت دیوت صاحب نے لکھا :

"آریہ سماج کے اندرونی اختلافات کی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کو موقع مل گیا۔ اس نے آریہ سماج کے خلاف "سفیر ہند" امرتسر میں مضامین کا ایک لمبا سلسلہ شروع کیا اور اس میں سوامی دیانندجی مہاراج (بانی آریہ سماج — ناقل) کو بھی چیلنج دیا چونکہ سوامی دیانندجی مہاراج ان دنوں راجستھان کا دورہ کر رہے تھے اس لئے انہوں نے سنجا ورسنگھ اور منشی اندرمن مرادآبادی سے کہا کہ وہ ان کا چیلنج منظور کر لیں لیکن افسوس ہے کہ انہی ایام میں بعض وجوہ کی بنا پر سوامی جی نے اندرمن مرادآبادی کو آریہ سماج سے نکال دیا اس لئے مناظرہ نہ ہو سکا۔ مرزا غلام احمد نے اس درگھٹنا سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور آریوں کے خلاف ایسا زہریلا لٹریچر لکھا کہ جس سے مسلمانوں کے دلوں میں آریہ دھرم کے متعلق نفرت پیدا کر دی"۔ (آریہ سماج اور پرچار کے سادھنا صـ۱۲)

جلسۂ اعظم مذاہب لاہور اور ادیانِ باطلہ کی شکست

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت "غلبۂ اسلام بر ادیانِ باطلہ" کا نشان اگرچہ آپ کی زندگی میں بھی آپ کے ذریعے ذاتی طور پر اور بعد از وفات آپ کی جماعت کے ذریعے بار بار نئے نئے جلوؤں کے ساتھ پورا ہوا مگر ۱۸۹۶ء میں لاہور میں منعقد ہونے والے جلسۂ اعظم مذاہب میں حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کے اعجازی مضمون "اسلامی اصول کی فلاسفی" نے تو تمام مذاہبِ عالم پر یکبارگی ہمیشہ کے لئے موت وارد کر دی اور اسلام کی عظیم الشان فتح اور لازوال غلبہ کا سکّہ بٹھا دیا۔

اس جلسہ میں جو ۲۶ تا ۲۹ دسمبر ۱۸۹۶ء کو لاہور میں منعقد ہوا۔ سناتن دھرم، ہندومت، آریہ سماج، فری تھنکر، برہمو سماج، تھیوسافیکل سوسائٹی، ریلیجن آف ہارمنی، عیسائیت، سکھ مت اور اسلام کے نمائندوں نے تقاریر کیں۔

مقررین کو مندرجہ ذیل پانچ سوالات کے اپنی مذہبی طور پر تسلیم کی گئی مقدس کتب سے جوابات کے لئے دعوت دی گئی تھی۔

۱: انسان کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی حالتیں۔
۲: انسان کی زندگی کے بعد کی حالت یعنی عقبیٰ۔
۳: دنیا میں انسان کی ہستی کی اصل غرض کیا ہے اور وہ غرض کس طرح پوری ہو سکتی ہے؟
۴: کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے؟
۵: علم یعنی گیان اور معرفت کے ذرائع کیا کیا ہیں؟

اس جلسہ میں اسلام کی حمایت میں حضرت مسیح موعودؑ نے بھی ایک مضمون تحریر فرمایا۔ جسے جلسہ میں آپ کے ایک مرید حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹیؓ نے نہایت خوش اسلوبی سے پڑھ کر سنایا۔

اس جلسہ سے قبل اپنے مضمون کے بارے میں خدا سے خبر پا کر حضرت مسیح موعودؑ نے پیشگوئی فرمائی کہ آپ کا مضمون دیگر تمام مضامین پر غالب رہے گا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

سچائی کے طالبوں کیلئے ایک عظیم الشان خوشخبری

جلسۂ اعظم مذاہب جو لاہور ٹاؤن ہال میں ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء کو ہوگا۔ اس میں اس عاجز کا ایک مضمون قرآن شریف کے کمالات و معجزات کے بارے میں پڑھا جائے گا۔ یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خاص اس کی تائید سے لکھا گیا ہے۔ اس میں قرآن شریف کے وہ حقائق اور معارف درج ہیں جن سے آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا کہ درحقیقت یہ خدا تعالیٰ کا کلام اور رب العالمین کی کتاب ہے اور جو شخص اس مضمون کو اوّل سے آخر تک پانچوں سوالوں کے جواب سنے گا۔ میں یقین کرتا ہوں کہ ایک نیا ایمان اس میں پیدا ہوگا۔ ایک نیا نور اس میں چمک اٹھے گا اور خدا تعالیٰ کے پاک کلام کی ایک جامع تفسیر اس کے ہاتھ آجائے گی۔ میری تقریر انسانی فضولیوں سے پاک اور لاف و گزاف کے داغ سے منزہ ہے۔ مجھے اس وقت محض بنی آدم کی ہمدردی نے اس اشتہار کے لکھنے کے لئے مجبور کیا ہے تا وہ قرآن شریف کے حسن و جمال کا مشاہدہ کریں اور دیکھیں کہ ہمارے مخالفوں کا کس قدر ظلم ہے کہ وہ تاریکی سے محبت کرتے اور نور سے نفرت رکھتے ہیں۔ مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا اور اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر ہوں اور اس کو اوّل سے آخر تک سنیں شرمندہ ہو جائیں گی اور ہرگز قادر نہیں ہوں گی کہ اپنی کتابوں کے یہ کمال دکھلا سکیں۔ خواہ وہ عیسائی ہوں، خواہ سناتن دھرم والے یا کوئی اور۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اس روز اس کی پاک کتاب کا جلوہ ظاہر ہو۔ میں نے عالم کشف میں اس کے متعلق دیکھا کہ میرے محل پر غیب سے ایک ہاتھ مارا گیا اور اس ہاتھ کے چھونے سے اس محل میں سے ایک نور ساطع نکلا جو اردگرد پھیل گیا اور میرے ہاتھوں پر بھی اس کی روشنی پڑی۔ تب ایک شخص جو میرے پاس کھڑا کھڑا تھا وہ بلند آواز سے بولا "اَللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ"۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس محل سے میرا دل مراد ہے جو جائے نزول و حلول انوار ہے۔ اور وہ نور قرآنی معارف ہیں اور خیبر سے مراد وہ تمام خراب مذہب ہیں جن میں شرک اور بدعت کی ملونی ہے اور انسان کو خدا کی جگہ دی گئی یا خدا تعالیٰ کی صفات کو اپنے کامل محل سے نیچے گرا دیا ہے۔ سو مجھے جتلایا گیا ہے کہ اس مضمون کے خوب

پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ کھل جائے گا اور قرآنی سچائی دن بدن زمین پر پھیلتی جائے گی جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کرے۔ پھر اس کشفی حالت سے الہام کی طرف منتقل کیا گیا اور مجھے یہ الہام ہوا۔" اِنَّ اللّٰہَ مَعَکَ اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْمُ اَیْنَمَا قُمْتَ۔" یعنی خدا تیرے ساتھ ہے اور خدا وہیں کھڑا ہوتا ہے جہاں تو کھڑا ہو۔ یہ حمایت الٰہی کے لئے ایک استعارہ ہے۔ اب میں زیادہ لکھنا نہیں چاہتا۔ ہر ایک کو یہی اطلاع دیتا ہوں کہ اپنا اپنا حرج بھی کر کے ان معارف کے سُننے کے لئے ضرور بمقام لاہور تاریخ جلسہ پر آویں کہ ان کی عقل و ایمان کو اس سے وہ فائدے ہوں گے کہ وہ گمان نہیں کر سکتے ہوں گے۔" وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

۲۱ر دسمبر ۱۸۹۶ء

پیشگوئی پر مشتمل یہ تحریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۱ر دسمبر ۱۸۹۶ء کو یعنی جلسے سے پانچ چھ روز قبل بطور اشتہار شائع فرما دی۔ یہ اشتہار ملک کے طول و عرض میں پہنچا دیا گیا۔ خاص طور پر لاہور جو کہ جلسہ کا اصل مقام تھا وہاں تو یہ در و دیوار پر چسپاں بھی کرا دیا گیا۔

آخر اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا دن آیا۔ حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹی نے یہ مضمون پڑھنا شروع کیا۔ لوگوں پر عجب وجد کی کیفیت طاری ہو گئی۔ ہر طرف سے تحسین و آفرین کے نعرے بلند ہونے لگے۔ دو گھنٹے کا مقررہ وقت ختم ہو گیا لیکن مضمون کا ابھی ایک حصّہ بھی ختم نہ ہوا تھا لہٰذا سامعین نے بیک زبان وقت کے بڑھائے جانے کی درخواست کی موڈریٹرز صاحبان کو آخر مجبور ہو کر ۲۹ر دسمبر کا دن بڑھانا پڑا۔

مضمون کے اختتام پر ہر ایک کی زبان پر جاری تھا کہ "مضمون بالا رہا"۔ حضرت اقدس بانی سلسلۂ احمدیہ کے اس مضمون کے ذریعے ادیانِ باطلہ پر جو اتمامِ حجت ہوا، سامعین پر جو وجد کی کیفیت طاری ہوئی۔ جس طرح اس مضمون کے ذریعے عظمتِ اسلام ظاہر ہوئی اور جس طرح مخالفین اس مضمون کو سُنتے ہی دم بخود رہ گئے۔ اس کا ایک مختصر سا اظہار ذیل کے اخباری اقتباسات میں ملاحظہ ہو۔

"سِول اینڈ ملٹری گزٹ" (لاہور) نے لکھا:

"اِس جلسہ میں سامعین کی دلی اور خاص دلچسپی مرزا غلام احمد قادیانی کے لیکچر کے ساتھ تھی جو اسلام کی حمایت و حفاظت میں ماہر کامل ہیں۔ اس لیکچر کے سننے کے لئے دُور و نزدیک سے مختلف فرقوں کا ایک جمّ غفیر اُمڈ آیا تھا اور چونکہ مرزا صاحب خود تشریف نہیں لا سکتے تھے اس لئے یہ لیکچر ان کے ایک لائق شاگرد منشی عبدالکریم سیالکوٹی نے پڑھ کر سنایا۔ ۲۷ر تاریخ کو یہ لیکچر تین گھنٹے تک ہوتا رہا اور عوام النّاس نے نہایت ہی خوشی اور توجہ سے اس کو سنا لیکن ابھی صرف ایک سوال ختم ہوا۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے وعدہ کیا کہ اگر وقت ملا تو باقی حصہ بھی سُنا دوں گا۔ اس لئے مجلسِ انتظامیہ اور صدر نے یہ تجویز منظور کر لی کہ ۲۹ر دسمبر کا دن بڑھا دیا جائے۔" (ترجمہ)

اخبار "چودھویں صدی" (راولپنڈی) نے حضرتِ اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس لیکچر پر مندرجہ ذیل تبصرہ کیا۔

"اِن لیکچروں میں سب سے عمدہ لیکچر جو جلسہ کی رُوحِ رواں تھا مرزا غلام احمد قادیانی کا لیکچر تھا جس کو مشہور فصیح البیان مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے پڑھا۔ یہ لیکچر دو دن میں تمام ہوا۔ ۲۷ر دسمبر قریبًا چار گھنٹے اور ۲۹ر دسمبر کو دو گھنٹے تک ہوتا رہا۔ کل چھ گھنٹے میں یہ لیکچر تمام ہوا جو حجم میں ۱۰۰ صفحے کلاں تک ہوگا۔ غرضیکہ مولوی عبدالکریم صاحب نے یہ لیکچر شروع کیا اور کیسا شروع کیا کہ تمام سامعین لٹو ہو گئے۔ فقرہ فقرہ پر صدائے آفرین و تحسین بلند تھی اور بسا اوقات ایک ایک فقرہ کو دوبارہ پڑھنے کے لئے حاضرین کی طرف سے فرمائش کی جاتی تھی۔ عمر بھر ہمارے کانوں نے ایسا خوش آئند لیکچر نہیں سُنا۔ دیگر مذاہب میں سے جتنے لوگوں نے لیکچر دیئے سچ تو یہ ہے کہ وہ جلسے کے مستفسرہ سوالوں کے جواب بھی نہیں تھے۔ عمومًا سپیکر صرف چوتھے سوال پر ہی رہے اور باقی سوالوں کو انہوں نے بہت ہی کم بیش کیا اور زیادہ تر اصحاب تو ایسے بھی تھے جو بولتے تو بہت تھے

مگر ان میں جاندار بات کوئی نہیں تھی بجز مرزا صاحب کے لیکچر کے، جو ان
سوالوں کا علیحدہ علیحدہ مفصل اور مکمل جواب تھا اور جس کو حاضرین جلسہ نے
نہایت ہی توجہ اور دلچسپی سے سنا اور بڑا عالی قدر اور بیش قیمت خیال کیا۔

ہم مرزا صاحب کے مُرید نہیں ہیں اور نہ ان سے ہم کو کوئی تعلق
ہے لیکن انصاف کا خون ہم کبھی نہیں کر سکتے اور نہ کوئی سلیم الفطرت اور صحیح
کانشنس اس کو روا رکھ سکتا ہے۔ مرزا صاحب نے کل سوالوں کے جواب
(جیسا کہ مناسب تھا) قرآن شریف سے دیئے اور تمام بڑے بڑے اصول
اور فروعات اسلام کو دلائل عقلیہ اور براہین فلسفہ کے ساتھ مزین کیا۔ پہلے
عقلی دلائل سے الٰہیات کے مسئلے کو ثابت کرنا اور اس کے بعد کلام الٰہی کو
بطور حوالہ پڑھنا ایک عجیب شان دکھاتا تھا۔

مرزا صاحب نے نہ صرف مسائل قرآن کی فلاسفی بیان کی بلکہ الفاظ
قرآن کی فلالوجی اور فلاسفی بھی ساتھ ساتھ بیان کر دی۔ غرضیکہ مرزا صاحب
کا لیکچر بحیثیت مجموعی ایک مکمل اور حاوی لیکچر تھا جس میں بے شمار معارف و
حقائق و حکم و اسرار کے موتی چمک رہے تھے اور فلسفۂ الٰہیہ کو ایسے ڈھنگ
سے بیان کیا گیا تھا کہ تمام اہلِ مذاہب ششدر ہو گئے تھے۔ کسی شخص کے
لیکچر کے وقت اتنے آدمی جمع نہیں تھے جتنے کہ مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت
تمام ہال اوپر نیچے سے بھر رہا تھا اور سامعین ہمہ تن گوش ہو رہے تھے۔
مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت اور دیگر سپیکروں کے لیکچروں کے امتیاز کے
لئے اس قدر کہنا کافی ہے کہ مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت خلقت اس طرح
آ آ کر گری جیسے شہد پر مکھیاں۔ مگر دوسرے لیکچروں کے وقت بوجہ بے
لطفی بہت سے لوگ بیٹھے بیٹھے اٹھ جاتے تھے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی
کا لیکچر بالکل معمولی تھا۔ وہی ملّائی خیالات تھے جن کو ہم لوگ ہر روز سنتے
ہیں۔ اس میں کوئی عجیب و غریب بات نہ تھی اور مولوی صاحب موصوف کے
دوسرے لیکچر کے وقت کئی شخص اٹھ کر چلے گئے تھے۔ مولوی صاحب ممدوح

کو اپنا لیکچر پورا کرنے کے لئے چند منٹ زائد کی بھی اجازت نہیں دی گئی۔"

(اخبار "چودھویں صدی" راولپنڈی بمطابق یکم فروری ۱۸۹۷ء)

اخبار "جنرل و گوھر آصفی" کلکتہ نے ۲۴ر جنوری ۱۸۹۷ء کی اشاعت میں "جلسہ اعظم منعقدہ لاہور" اور "فتح اسلام" کے دوہرے عنوان سے لکھا۔

"پیشتر اس کے کہ ہم کارروائی جلسہ کی نسبت گفتگو کریں، ہمیں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ ہمارے اخبار کے کالموں میں جیسا کہ اس کے ناظرین پر واضح ہو گا یہ بحث ہو چکی ہے کہ اس جلسہ اعظم مذاہب میں اسلامی وکالت کے لئے سب سے زیادہ لائق کون شخص تھا۔ ہمارے ایک معزز نامہ نگار صاحب نے سب سے پہلے خالی الذہن ہو کر اور حق کو مدِ نظر رکھ کر حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کو اپنی رائے میں منتخب فرمایا تھا۔ جن کے ساتھ ہمارے ایک اور مکرم مخدوم نے اپنی مراسلت میں توارد اً اتفاق ظاہر کیا تھا۔ جناب مولوی سیّد محمد فخر الدین صاحب فخر نے بڑے زور کے ساتھ اس انتخاب کی نسبت جو اپنی آزاد مدلل اور بیش قیمت رائے پبلک کے پیش فرمائی تھی اس میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان، جناب سر سیّد احمد صاحب آف علیگڑھ کو انتخاب فرمایا تھا اور ساتھ ہی اس اسلامی وکالت کا قرعہ حضرات ذیل کے نام نکالا تھا۔ جناب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی، جناب مولوی حاجی سیّد محمد علی صاحب کانپوری اور مولوی احمد حسین صاحب عظیم آبادی۔ یہاں یہ ذکر کر دینا بھی نامناسب نہ ہو گا کہ ہمارے ایک لوکل اخبار کے ایک نامہ نگار نے جناب مولوی عبد الحق صاحب دہلوی مصنف تفسیر حقانی کو اس کام کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ اس جلسے کے اشتہاروں وغیرہ کے دیکھنے اور دعوتوں کے پہنچنے پر کن کن علمائے ہند کی رگِ حمیت نے مقدس دین اسلام کی دکالت کے لئے جوش دکھایا اور کہاں تک انہوں نے اسلامی حمایت کا بیڑہ اٹھا کر حجت

براهین کے ذریعے فرقانی ہیبت کا سکّہ غیر مذاہب کے دل پر بٹھلانے کی کوشش کی ہے۔

ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ کارکنانِ جلسہ نے خاص طور پر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اور سر سیّد احمد خاں صاحب کو شریک جلسہ ہونے کے لئے خط لکھا تھا۔ حضرت مرزا صاحب تو علالتِ طبع کی وجہ سے بنفسِ نفیس شریکِ جلسہ نہ ہو سکے مگر اپنا مضمون بھیج کر اپنے ایک شاگردِ خاص جناب مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کو اس کی قرأت کے لئے مقرر فرمایا۔ لیکن جناب سر سیّد نے شریک جلسہ ہونے اور مضمون بھیجنے سے کنارہ کشی فرمائی۔ یہ اس بنا پر نہ تھا کہ وہ معمر ہو چکے ہیں اور ایسے جلسوں میں شریک ہونے کے قابل نہ رہے ہیں اور نہ اس بنا پر تھا کہ مذہبی جلسے ان کی توجّہ کے قابل نہیں کیونکہ انہوں نے اپنی چِٹھی میں جس کو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اپنے اخبار میں کسی اور وقت درج کریں گے صاف لکھ دیا ہے کہ وہ کوئی واعظ یا ناصح یا مولوی نہیں۔ یہ کام واعظوں اور ناصحوں کا ہے۔ جلسے کے پروگرام کے دیکھنے اور نیز تحقیق کرنے سے یہ پتا ملا ہے کہ جناب مولوی سیّد محمد علی صاحب کانپوری، جناب مولوی عبدالحق صاحب دہلوی اور جناب مولوی احمد حسین صاحب عظیم آبادی نے اس جلسہ کی طرف کوئی جوشیلی توجّہ نہیں فرمائی اور نہ ہمارے مقدس زمرہ علماء میں سے کسی اور لائق فرد نے اپنا مضمون پڑھنے یا پڑھوانے کا عزم بتایا۔ ہاں دو ایک عالم صاحبوں نے بڑی ہمّت کر کے مَا نَحْنُ فِيهَا میں قدم رکھا مگر اُلٹا۔ اس لئے انہوں نے یا تو مقرّرہ مضامین پر کوئی گفتگو نہ کی یا بے سروپا کچھ ہانک دیا۔ جیسا کہ ہماری آئندہ رپورٹ سے واضح ہوگا۔ غرض جلسہ کی کارروائی سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ صرف حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان تھے جنہوں نے اس میدان مقابلہ میں اسلامی پہلوانی کا پورا حق ادا فرمایا ہے اور اس انتخاب کو راست کیا ہے جو خاص آپ کی ذات کو اسلامی وکیل مقرر کرنے میں پشاور، راولپنڈی، جہلم، شاہ پور، بھیرہ

خوشاب، سیالکوٹ، جموں، وزیرآباد، لاہور، امرتسر، گورداسپور، لدھیانہ، شملہ، دہلی، انبالہ، ریاست پٹیالہ، ڈیرہ دون، الہ آباد، بمبئی، مدراس، حیدرآباد دکن، بنگلور وغیرہ بلادِ ہند کے مختلف اسلامی فرقوں سے وکالت ناموں کے ذریعے مزین بدستخط ہو کر وقوع میں آیا تھا۔ حق تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر اس جلسے میں حضرت مرزا صاحب کا مضمون نہ ہوتا، تو اسلامیوں پر غیر مذہب والوں کے رُوبرو ذلت و ندامت کا قشقہ لگتا مگر خدا تعالیٰ کے زبردست ہاتھ نے مقدس اسلام کو گرنے سے بچا لیا بلکہ اس کو اس مضمون کی بدولت ایسی فتح نصیب فرمائی کہ موافقین تو موافقین مخالفین بھی فطرتی جوش سے کہہ اٹھے کہ یہ مضمون سب پر بالا ہے، بالا ہے ۔ بلکہ اختتام مضمون پر حق الامر معاندین کی زبان پر یوں جاری ہو چکا کہ اب اسلام کی حقیقت کھلی اور اسلام کو فتح نصیب ہوئی جو انتخاب تیر بہدف کی طرح روز روشن میں ٹھیک نکلا۔ اب اس کی مخالفت میں دم زدن کی گنجائش ہی نہیں بلکہ وہ ہمارے فخر و ناز کا موجب ہے اس لئے اس میں اسلامی شوکت ہے اور اسی میں اسلامی عظمت اور حق بھی یہی ہے۔

اگرچہ جلسہ اعظم مذاہب کا ہند میں یہ دوسرا اجلاس تھا لیکن اس نے اپنی شان و شوکت اور جاہ و عظمت کی رُو سے سارے ہندوستانی کانگرسوں اور کانفرنسوں کو مات کر دیا ہے۔ ہندوستان کے مختلف بلاد کے رؤسا اس میں شریک ہوئے اور ہم بڑی خوشی کے ساتھ یہ ظاہر کیا چاہتے ہیں کہ ہمارے مدراس نے بھی اس میں حصہ لیا ہے۔ جلسہ کی دلچسپی یہاں تک بڑھی کہ مشتہرہ تین دن میں ایک دن بڑھانا پڑا۔ انعقاد جلسہ کے لئے کارکن کمیٹی نے لاہور میں سب سے بڑی وسعت کا مکان اسلامیہ کالج تجویز کیا لیکن خلقِ خدا کا اژدہام اس قدر تھا کہ مکان کی (وسعت) غیر مکتفی ثابت ہوئی۔ جلسہ کی عظمت کا یہ کافی ثبوت ہے کہ کل پنجاب کے عمائدین کے علاوہ چیف کورٹ اور ہائی کورٹ الہ آباد کے آنریبل ججز بابو پرتول چندر صاحب اور مسٹر بنرجی نہایت خوشی سے شریک جلسہ ہوئے۔"

بارگاہِ ربّ العزّت میں

ایک درد مندانہ التجا

اے ربِّ ذوالجلال ، اے الٰہ العالمین ، اے قادر توانا خدا ، اے رحیم و مہربان مالک ، تیرا یہ عاجز و پُر تقصیر و خطا کار بندہ تیرے حضور حاضر ہو کر تیری جناب میں عرض کرتا ہے کہ اے میرے مولا اگرچہ میں بہت ہی گناہگار ہوں لیکن تیرے فضلوں سے کبھی بھی نومید نہیں ہوں ۔ میں نے سراسر تیری رضا کی خاطر تیرے بھیجے ہوئے مسیح و مہدی کے گلستان دلائل صداقت سے چند پھول چن کر اس کتاب کے صفحات کی زینت بنا کر ایک گلدستہ تیار کیا ہے اور اس گلدستہ کو میں تیری مخلوق کے سامنے پیش کر رہا ہوں تا کہ سچائی کے طالب اور صداقت کی جویاں رُوحیں اس سے فائدہ اٹھا سکیں لیکن اے میرے ربِّ کریم ! میں جانتا ہوں اور تیری کائنات کا ذرّہ ذرّہ اس بات پر گواہ ہے کہ تیری دی ہوئی توفیق اور تیری مرضی کے بغیر درختوں پر لگا ہوا ایک پتّا بھی نہیں ہل سکتا ۔ اس لئے اے میرے ربِّ مہربان تیرا یہ بندۂ عاجز تیرے حضور عرض کرتا ہے کہ اے میرے خدا تو میری اس حقیر سی کوشش میں اپنی جناب سے برکت ڈال دے اور اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیّت بخش ۔ اے میرے پیارے خدا ! تو اس کتاب کے ایک ایک لفظ میں برکت و نور رکھ دے اور طالبانِ حق کو اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرما !

آمین اللّٰھمّ آمین !